المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة

اہم مسائل

جن میں ابتلائے عام ہے

جلد یازدھم

پسند فرمودہ:

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی

رئیس: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوانندر بار

تحریک وتحریض:

حضرت مولانا محمد حذیفہ صاحب وستانوی

ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ

تالیف:

مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی

صدر دارالافتاء جامعہ اکل کوا

تحقیق وتخریج:

معاون مفتیان کرام دارالافتاء

ناشر:

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

اکل کوا، نندربار، مہاراشٹر

تقسیم کار

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب : المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة **جلد یازدھم**

مؤلف : حضرت مولانا مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی

تحقیق وتخریج : معاون مفتیانِ کرام دارالافتاء

کمپیوٹر کتابت وترتیب: عبدالمتین اشاعتی کانڑگانوی

طبع اول : ۱۴۳۹ھ ۲۰۱۸ء

صفحات : ۳۴۲

تعداد مسائل : ۲۲۶

قیمت :

باہتمام : ابوحمزہ وستانوی

ناشر : جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

ملنے کا پتہ

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندربار مہاراشٹر

Phone & Fax: 02567,252556

E-mail jafarmilly@gmail.com

fatawaakkalkuwa@gmail.com

http://jamiyaakkalkuwa.com/fatawa/

فہرست عناوین

نمبر شمار	فہرست عناوین	صفحہ
۞	**تمہیدی کلمات**	۞
◉	**کتاب الإیمان والعقائد** ایمان وعقائد کے احکام ومسائل	◉
۱	دینی پروگرام یا درس گاہ میں نیند آنا	۱۹
۲	فجر کے بعد سونا	۲۱
۳	دعوت وتبلیغ فرضِ کفایہ ہے	۲۲
۴	اہلِ مدرسہ تبلیغ کے خلاف نہیں!	۲۴
۵	۱۰ر محرم کو انجام دی جانے والی خرافات	۲۶
۶	واٹس ایپ پر سے قرآنی آیت ڈیلیٹ کرنے کے متعلق غلط عقیدہ	۲۹
۷	دین نام ہے اتباعِ شریعت کا	۳۰
۸	دینِ اسلام کی مکمل پیروی فرض ہے!	۳۱
۹	اخبار میں قرآنی آیات کی اشاعت	۳۲
۱۰	ڈیجیٹل قرآن پر بغیر متن کے ترجمہ	۳۳
۱۱	قرآن پاک کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا	۳۴
۱۲	کتاب ''کنز العقیٰ''، جس میں بغیر متن کے صرف قرآنِ پاک کا ترجمہ ہے	۳۴
۱۳	مکان، دکان یا کسی کام کی ابتدا میں قرآنِ پاک کی تلاوت	۳۶
۱۴	مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن پاک رکھنا	۳۷

۱۵	قرآنِ پاک اور دینی کتب واحادیث کے اوراق پیپر مِل میں استعمال کرنا	۳۸
۱۶	قرآنِ کریم کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا	۳۹
۱۷	خط کے شروع میں مختصر ''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ'' لکھنا	۴۰
۱۸	عقیدۂ موالات وبرأت	۴۱
۱۹	غیر مسلموں کے ساتھ موالات	۴۳
۲۰	برادرانِ وطن کے ساتھ مواسات	۴۴
۲۱	غیر مسلموں کے ساتھ ظاہری خوش خلقی	۴۵
۲۲	غیر مسلموں کے ساتھ معاملات	۴۶
۲۳	شبِ معراج کی تعیین اور اس میں عبادت کا اہتمام	۴۷
۲۴	شبِ قدر کا ثبوت اور اس میں عبادت	۴۸
۲۵	شبِ برأت کا ثبوت اور اس میں عبادت	۵۰
◉	**كتاب الطهارة** / پاکی کے احکام ومسائل	◉
۲۶	صوفی کیڑے کا پانی بدن یا کپڑے پر لگ جائے	۵۲
۲۷	عورتوں کے لیے مسواک کا حکم	۵۳
۲۸	ڈیجیٹل قرآنِ کریم کی اسکرین کو بغیر وضو کے چھونا	۵۴
۲۹	اسٹامپ پیڈ کی سیاہی ناپاک نہیں	۵۵
◉	**كتاب الصلوة** / نماز کے احکام ومسائل	◉
◉	**باب الأذان**	◉
۳۰	حاضرینِ مسجد پر اذان کا جواب	۵۷

	مفسدات الصلوۃ ومکروھاتھا نماز کو فاسد اور مکروہ کرنے والی چیزیں	
۳۱	صف میں بیٹھے بیٹھے سونا	۵۸
۳۲	زمین پر ہاتھ ٹیک کر قیام میں جانا	۵۹
۳۳	امام پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو مسبوق کیا کرے؟	۶۰
۳۴	نماز میں عملِ کثیر کے ساتھ موبائل بند کرنا	۶۲
۳۵	مساجد میں ایمپلی فائر اور اسپیکر کی بلند آواز	۶۴
۳۶	ہسپتال کے مخصوص کپڑوں میں نماز	۶۵
۳۷	نماز میں ''ہائے'' کہنا	۶۶
۳۸	نماز میں ہنسنا	۶۶
۳۹	ہونٹ بند کر کے قرأت کرنا	۶۷
۴۰	معذور آدمی کہاں کھڑا رہے؟	۶۸
۴۱	مریض کا صف کے کنارے بیٹھنا	۶۹
۴۲	دورانِ نماز عذر ختم ہو گیا	۶۹
۴۳	معذور شرعی	۷۰
۴۴	''بمصیطر'' اور ''بمسیطر'' پڑھنا	۷۲
۴۵	سورۂ فاتحہ کی ہر ہر آیت پر وقف اور ایک سانس میں زیادہ آیتیں پڑھنا	۷۳
۴۶	قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا	۷۵
۴۷	قضا نماز گھر پر ادا کرے	۷۶

◉	**فصل في سجدة التلاوة** سجدۂ تلاوت کے مسائل	◉
۴۸	موبائل پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت	۷۷
◉	**باب الجمعة** / جمعہ کے مسائل	◉
۴۹	خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا	۷۹
◉	**فصل في السنن والنوافل** سنن ونوافل کے مسائل	◉
۵۰	سنتِ مؤکدہ کو اہمیت نہ دے کر چھوڑ دینا	۸۰
۵۱	مروجہ شبینہ کا شرعی حکم	۸۲
◉	**کتاب الجنائز** جنازہ کے احکام ومسائل	◉
۵۲	قبر پر پیر پڑ جائے تو توبہ واستغفار کرلے	۸۶
۵۳	قبروں کو روندنے کے بجائے دُور سے دعا واستغفار	۸۵
۵۴	میت کو بطورِ امانت دفن کرنا پھر منتقل کرنا	۸۹
۵۵	تدفین کے بعد اجازت لے کر واپس ہونا	۹۰
۵۶	غلطی سے میت کا رُخ قبلہ سے ہٹ کر رکھ دیا گیا	۹۲
۵۷	عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو کون دفن کرے؟	۹۳
۵۸	نمازِ جنازہ کے وضو سے پنج گانہ کی ادائیگی	۹۴
۵۹	نمازِ جنازہ کو دعاءِ جنازہ کیوں نہیں کہتے؟	۹۵
۶۰	جوتے چپل پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ	۹۶

۶۱	نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ	۹۷
۶۲	نمازِ جنازہ محلِ قرأت وتلاوت نہیں	۹۸
۶۳	نمازِ جنازہ میں جہری قرأت	۱۰۰
۶۴	میت کی ہڈیوں کو نمازِ جنازہ کے بغیر دفن کرنا	۱۰۰
۶۵	نمازِ جنازہ میں عورتوں کی شرکت	۱۰۱
۶۶	قبر کھودنے کی حد اور اس پر پانی چھڑکنا	۱۰۱
۶۷	قبر پر دوبارہ مٹی ڈالنا	۱۰۲
۶۸	شناخت کے لیے قبر پر کتبہ لگانا	۱۰۳
۶۹	گنبدِ خضریٰ پر قیاس کر کے قبروں کو پختہ بنانا	۱۰۴
	کتاب الوقف اوقافِ مساجد، مدارس وقبرستان کے احکام ومسائل	
۷۰	امام ومؤذن سے صاف صفائی کا کام لینا	۱۰۷
۷۱	مسجد کی شرعی حیثیت	۱۰۹
۷۲	مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا	۱۱۱
۷۳	مساجد کا تقدُّس واحترام	۱۱۳
۷۴	قدیم مساجد میں نماز کی ادائیگی سے روکنا	۱۱۴
۷۵	اوقاف کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری	۱۱۵
۷۶	اوقاف کا تحفُّظ وقف بورڈ کی ذمہ داری	۱۱۷
۷۷	اوقاف کو مفید بنانے کی ہر ممکن کوشش	۱۱۸
۷۸	قبرستان میں عیدگاہ بنانا	۱۲۰

۷۹	سرکار کی طرف سے عیدگاہ کے لیے دی گئی زمین	۱۲۱
۸۰	عیدگاہ پر چھت ڈالنا	۱۲۲
۸۱	مسجد کمیٹی کے افراد کا انتخاب	۱۲۳
۸۲	مسجد میں کھانا پکانا	۱۲۴
۸۳	مقامی لوگوں کا مدرسہ میں قیام	۱۲۶
۸۴	تعمیرِ جدید میں مسجد کے کسی حصے کو خارج کرنا	۱۲۷
۸۵	مسجد کا پیسہ امام کے اہل وعیال پر خرچ کرنا	۱۲۸
۸۶	مسجد کی چھت پر بیت الخلاء بنوانا	۱۲۹
۸۷	مسجد کے قرآن دوسری جگہ لے جانا	۱۳۱
	کتاب الصوم روزہ کے احکام ومسائل	
۸۸	روزہ میں نیم کی مسواک	۱۳۳
۸۹	سحری کے بعد سویا اور احتلام ہوگیا	۱۳۴
۹۰	حالتِ جنابت میں سحری کھانا	۱۳۵
	باب الاعتکاف/ اعتکاف کے مسائل	
۹۱	محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرنا	۱۳۶
۹۲	عورت اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لے	۱۳۷
۹۳	بدبو والے شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا	۱۳۷
۹۴	معتکف قضائے حاجت کرکے گھر چلا گیا	۱۳۹
۹۵	عورت کا معتکف شوہر سے ملنے کے لیے مسجد جانا	۱۴۰

	کتاب الزکوۃ / زکوۃ کے احکام ومسائل	
۹۶	حج کی منظوری سے قبل رکھی گئی رقم پر زکوۃ	۱۴۱
۹۷	عصری تعلیم حاصل کرنے والے مستحقین طلبہ کو زکوۃ	۱۹۲
	کتاب الحج والعمرۃ حج وعمرہ کے احکام ومسائل	
۹۸	حج بدل کرنے والے پر فرض حج	۱۴۳
۹۹	ہدیہ کے ذریعہ غنی ہونے والے شخص پر حج	۱۴۴
۱۰۰	ایامِ منیٰ میں قیامِ منیٰ کا حکم	۱۴۵
۱۰۱	رمی جمار میں عُجلت پسندی مناسب نہیں	۱۴۶
۱۰۲	۱۰رذوالحجہ کی نصف شب کو رمی	۱۴۷
۱۰۳	۱۱،۱۲رذوالحجہ کو زوال سے پہلے رمی	۱۴۹
۱۰۴	عدت میں حج کی تکمیل	۱۵۰
۱۰۵	شوال میں عمرہ کرنے سے حج کا فرض ہونا	۱۵۱
۱۰۶	حالتِ احرام میں باوضو رہنا	۱۵۲
۱۰۷	طواف کے لیے وضو ضروری ہے	۱۵۳
۱۰۸	والدین کی اجازت سے عمرہ	۱۵۴
۱۰۹	احرام کا کپڑا کفن کے لیے رکھنا	۱۵۶
۱۱۰	دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف منھ کرنا	۱۵۸
۱۱۱	ریاح کے مریض کا طواف	۱۵۸
۱۱۲	بواسیر کے مریض پر حج	۱۶۰

۱۱۳	مکہ سے جدہ چلے جانے پر عمرہ دہرانا	۱۶۱
۱۱۴	اُدھار رقم لے کر عمرہ کرنا	۱۶۲
۱۱۵	میقات سے پہلے احرام باندھ لینا افضل ہے	۱۶۳
۱۱۶	نئی حج پالیسی ''بغیر محرم کے سفر حج''	۱۶۵
	كتاب الأضحية والعقيقة قربانی اور عقیقہ کے احکام ومسائل	
۱۱۷	اونٹ ذبح کرنے کا شرعی طریقہ	۱۶۷
۱۱۸	چھوٹے دانت والے جانور کی قربانی	۱۶۹
۱۱۹	لنگڑے جانور کی قربانی	۱۷۰
۱۲۰	مریل اور بہت کم زور جانور کی قربانی	۱۷۱
۱۲۱	ایصالِ ثواب کے لیے قربانی	۱۷۲
۱۲۲	بکری اور ہرن کے ملاپ سے پیدا شدہ بچہ کی قربانی	۱۷۲
۱۲۳	دَواڈالنے سے سینگ نہ آنے والے جانور کی قربانی	۱۷۳
۱۲۴	بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا	۱۷۴
۱۲۵	واجب قربانی نہ کرسکا	۱۷۵
۱۲۶	قربانی برائے ایصالِ ثواب کا گوشت	۱۷۶
۱۲۷	جانور ذبح کیے بغیر اُس کا گوشت نکالنا	۱۷۷
۱۲۸	گود لیے ہوئے بچے کا عقیقہ	۱۷۸
۱۲۹	عقیقہ کیے بغیر نکاح	۱۷۹
۱۳۰	بڑے جانور میں عقیقہ کے کتنے حصے ہوسکتے ہیں؟	۱۸۰

۱۳۱	عقیقہ کے جانور کے دودھ کا استعمال	۱۸۱
۱۳۲	عقیقہ کیا اور کیوں؟	۱۸۲
۱۳۳	عقیقہ کا کوئی خاص طریقہ نہیں!	۱۸۴
۱۳۴	عقیقہ کا بہترین وقت	۱۸۴
۱۳۵	عقیقہ میں دعوت اور لین دین کی رسم	۱۸۶
۱۳۶	قرض لے کر عقیقہ کرنا	۱۸۷
۱۳۷	نومولود کی تحنیک اور حلق	۱۸۸
۱۳۸	ختنہ کے لیے عمر کی تعیین وتحدید	۱۹۰
◉	**کتاب النکاح** / نکاح کے احکام ومسائل	◉
۱۳۹	Surrgate (قائم مقام ماں) سے پیدا شدہ بچہ سے شادی	۱۹۱
۱۴۰	شادی کے بعد ہنی مون	۱۹۴
۱۴۱	دولہے کا عورتوں میں سلام کے لیے جانا	۱۹۷
۱۴۲	دُولہے والوں سے ''معمول'' کے نام سے رقم لینا	۱۹۸
۱۴۳	دُولہا دُلہن کی کار کی تزیین کا حکم	۱۹۹
۱۴۴	موبائل پر نکاح	۲۰۲
۱۴۵	نکاح کتنی عمر میں کیا جائے؟	۲۰۳
۱۴۶	مکروہ وقت میں نکاح	۲۰۳
۱۴۷	شادی کی تقریبات میں تحفوں کا لین دین	۲۰۵
۱۴۸	میاں بیوی کی عمر میں کتنا فرق ہونا چاہیے؟	۲۰۹
۱۴۹	پہلی بیوی کی مرد کو دوسری شادی نہ کرنے کی وصیت	۲۱۱

۱۵۰	ماہِ رمضان المبارک میں نکاح	۲۱۳
۱۵۱	شادی میں حیثیت سے زیادہ لوگوں کو دعوت دینا	۲۱۴
۱۵۲	نکاح سے پہلے منگیتر لڑکی پر خرچ کرنا	۲۱۶
۱۵۳	قرآنِ پاک یا درخت وغیرہ سے نکاح	۲۱۷
۱۵۴	مخطوبہ کو لڑکے کے باپ بھائی وغیرہ نامحرم کا دیکھنا	۲۱۸
۱۵۵	غیر کفو لڑکے کے ساتھ کورٹ میرج	۲۱۹
۱۵۶	شرعِ محمدی مہر، یا شرعی پیغمبری مہر	۲۲۰
۱۵۷	شادی کارڈ پر عورت کا نام چھپوانا	۲۲۱
۱۵۸	اولیاء کا وکیل بننا مسنون ہے	۲۲۱
۱۵۹	گھر والوں کو بتائے بغیر خفیہ نکاح	۲۲۲
۱۶۰	غائب شوہر کی عورت کیا کرے؟	۲۲۳
۱۶۱	قریبی رشتہ دار سے شادی اور خون ٹیسٹ	۲۲۵
۱۶۲	بیوی کے واجب حقوق	۲۲۷
۱۶۳	شادی شدہ عورت کا اپنے سسر وغیرہ نامحرم کے پیر دبانا	۲۲۹
۱۶۴	پہلن لڑکا یا لڑکی کا آپس میں نکاح	۲۳۰
۱۶۵	عدت میں قریبی رشتہ دار کی میت میں جانا	۲۳۱
◉	**کتاب البیوع** / خرید وفروخت کے احکام ومسائل	◉
۱۶۶	استعمال شدہ سامان خریدنا	۲۳۲
۱۶۷	بینک کی طرف سے گروی زیورات کی نیلامی	۲۳۴
۱۶۸	تصاویر والی کتابوں اور کاپیوں کی خرید وفروخت	۲۳۵

۱۶۹	دکان دار کا پرنٹ شدہ قیمت سے زیادہ لینا	۲۳۶
۱۷۰	پیشگی ادائیگی کر کے کسی چیز کی بکنگ کرنا	۲۳۸
۱۷۱	قرعہ اندازی سے خریدا گیا مکان فروخت کرنا	۲۴۰
۱۷۲	فرضی کاغذات بنا کر سرکار سے مکان خریدنا	۲۴۱
۱۷۳	بلڈر سے فلیٹ خرید کر گاہک کے نام کرنا	۲۴۲
◉	**کتاب الربوا**/ سود کے احکام ومسائل	◉
۱۷۴	سرکار سے جی پی فنڈ (G.P.FUND) لینا	۲۴۴
۱۷۵	سودی قرض لے کر بڑا کاروبار کرنا	۲۴۵
۱۷۶	انٹرنیشنل ٹریڈنگ ایجنٹ	۲۴۷
۱۷۷	ٹھیکہ کے لیے رشوت کا لین دین	۲۴۹
۱۷۸	سرکاری ملازمت کے لیے رشوت	۲۵۰
۱۷۹	دفتری ملازم کے ہدیہ میں رشوت کا شائبہ	۲۵۲
۱۸۰	دکان دار کا قیمت سے زائد کا بل بنا کر دینا	۲۵۳
۱۸۱	ایک لاکھ سے پر روزانہ دو ہزار کا نفع	۲۵۵
۱۸۲	بٹ کوئن ڈیجیٹل کرنسی کا استعمال	۲۵۷
۱۸۳	مرنے والے کے بینک اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی رقم	۲۵۹
◉	**کتاب الإجارة** / اجارہ کے احکام ومسائل	◉
۱۸۴	چھٹی کے ایام کی تعلیمی یا ٹرانسپورٹ کی فیس لینا	۲۶۰
۱۸۵	بلڈر کا خریداروں سے مکان کرایہ پر لینا	۲۶۱

	کتاب الحظر والاباحۃ مباح وممنوع چیزوں کے احکام ومسائل	
۱۸۶	یومِ دوستاں (Friendship Day)	۲۶۳
۱۸۷	دوستی کن سے کی جائے؟	۲۶۷
۱۸۸	سوشل میڈیا ایپس کی آئی ڈی/آنگن پر تصویر لگانا	۲۶۹
۱۸۹	اجنبیہ خاتون ڈرائیور کے ساتھ سفر	۲۷۱
۱۹۰	گرافک ڈیزائننگ (Graphic Designing) کا کام	۲۷۲
۱۹۱	ہم جنس پرستی کی مذہبِ اسلام میں کوئی گنجائش نہیں!	۲۷۴
۱۹۲	دینی اداروں میں موبائل کی ممانعت وپابندی	۲۷۶
۱۹۳	کرسمس ڈے کے موقع پر ”ہیپی کرسمس“ کہنا	۲۷۸
۱۹۴	کمپنی منیجر کا زائد کپڑے میں تصرُّف	۲۸۰
۱۹۵	جائز کام کے لیے فحش ویڈیو اور سائٹ دیکھنا	۲۸۱
۱۹۶	جانوروں پر میڈیکل تجربات	۲۸۲
۱۹۷	جانوروں کی نسل کی حفاظت	۲۸۳
۱۹۸	خون خوار اور موذی جانوروں کو پالنا	۲۸۳
۱۹۹	غیر جنس سے پیدا شدہ بچہ	۲۸۵
۲۰۰	وبائی امراض والے جانور کو مارنا	۲۸۶
۲۰۱	نقصان پہنچانے والے کتے کو مارنا	۲۸۷
۲۰۲	مصنوعی طریقۂ تولید کی پہلی صورت اور بچہ کا نسب براہِ راست مصنوعی ٹیوب کے ذریعہ پیدائش	۲۸۸

۲۰۳	مصنوعی طریقۂ تولید کی دوسری صورت اور بچہ کا نسب خارجی ٹیوب میں بارآوری کے بعد بیوی کے رحم سے پیدائش	۲۸۹
۲۰۴	مصنوعی طریقۂ تولید کی تیسری صورت اور بچہ کا نسب اجنبی عورت کا نطفہ ملا کر بیوی کے رحم میں پرورش	۲۹۰
۲۰۵	مصنوعی طریقۂ تولید کی چوتھی صورت اور بچہ کا نسب اجنبی مرد کا نطفہ بیوی کے رحم میں ڈالنا	۲۹۱
۲۰۶	مصنوعی طریقۂ تولید کی پانچویں صورت اور بچہ کا نسب میاں بیوی کا نطفہ غیر عورت کے رحم میں رکھنا	۲۹۳
۲۰۷	مصنوعی طریقۂ تولید کی چھٹی صورت اور بچہ کا نسب اجنبی مرد و عورت کا نطفہ بیوی کے رحم میں رکھنا	۲۹۵
۲۰۸	مصنوعی طریقۂ تولید کی ساتویں صورت اور بچہ کا نسب ایک بیوی کا نطفہ دوسری بیوی کے رحم میں رکھنا	۲۹۶
۲۰۹	تعلیم کو تجارت و نفع خوری کا ذریعہ نہ بنائیں!	۲۹۷
◉	**کتاب اللباس والحجاب** لباس وحجاب کے احکام ومسائل	◉
۲۱۰	طالبانِ علومِ نبوت کا پینٹ شرٹ پہننا	۲۹۸
۲۱۱	ہاف پینٹ پہننا	۳۰۱
۲۱۲	عورتوں کا ڈرائیونگ سیکھنا اور گاڑی چلانا	۳۰۵
◉	**کتاب الاکل والشرب** کھانے پینے کے احکام ومسائل	◉
۲۱۳	اسٹرابیری (Strawberry) پھل کھانا	۳۰۸

۲۱۴	پان پَر اگ، گُٹکھا وتمباکو کھانا	۳۱۰
۲۱۵	میک ڈونالڈز (McDonalds)، کے ایف سی (KFC) کا کھانا	۳۱۱
۲۱۶	جڑی بوٹی کی دوامیں انگریزی دوا ملانا	۳۱۲
۲۱۷	(Not For Sale) لکھی ہوئی دواؤں کو بیچنا	۳۱۳
۲۱۸	نمونہ (Sample) والی دوائیں بیچنا	۳۱۴
۲۱۹	آیورویدک دوامیں الکوحل	۳۱۶
۲۲۰	''مشروم'' کھانے کا حکم	۳۱۷
۲۲۱	دودھ اور گوشت میں اضافہ کے لیے انجکشن	۳۱۹
۲۲۲	قانوناً حلال جانور کے ذبح پر پابندی	۳۲۰
۲۲۳	کیا گائے کا گوشت صحت کے لیے نقصان دہ ہے؟	۳۲۱
۲۲۴	جتنوں کو دعوت ہے اس سے زیادہ کو لے کر جانا	۳۲۳
◉	**مسائل شتی** / مختلف ومتفرق مسائل	◉
۲۲۵	دینی مدرسہ میں داخلے پر والدین کی ناراضگی	۳۲۵
۲۲۶	بالغ لڑکے کی تعلیم اور اس کا خرچ	۳۲۸
۞	مصادر ومراجع	۳۳۱

۞۞۞

تمہیدی کلمات

الحمد للّٰہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم أما بعد !

أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم o بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم o

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ : ﴿یآ أیھا الذین اٰمنوا ادخلوا في السلم کآفّۃ ولا تتّبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدوٌّ مبینo﴾ . (سورۃ البقرۃ : ۲۰۸)

قال رسول اللّٰہ ﷺ : " لا یؤمن أحدکم حتی یکون ھواہ متبعًا لما جئت بہ " .

(کنز العمال)

دین اسلام اس مکمل نظامِ حیات کا نام ہے، جو قرآن وحدیث میں بیان ہوا ہے، خواہ اس کا تعلُّق عقائد وعبادت سے ہو، یا معاملات ومعاشرت سے، حکومت وسیاست سے اس کا تعلُّق ہو، یا تجارت وصنعت سے، اللہ پاک نے ہمیں پوری طرح اس نظامِ اسلامی میں داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ (مستفاد: معارف القرآن: ۱/۴۹۹)

ہم مسلمان جب تک ایمان وعمل کے اعتبار سے اس نظام کو اپنے اُوپر لازم نہیں کر لیتے، کامل مومن نہیں ہوسکتے، مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے دین اور اس کی تعلیمات کو صرف مسجد اور عبادات کے ساتھ خاص کر رکھا ہے، معاملات، معاشرت اور اخلاق کو دین کا جزو ہی نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے دین دار، تہجُّد گزار، اوّابین، چاشت، نفل روزوں اور صدقات کی پابندی واہتمام کرنے والے لوگوں میں بھی یہ غفلت عام ہے، حقوق ومعاملات اور خصوصًا معاشرتی حقوق سے بالکل بیگانے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقین نہیں کرتے، نہ ان کے معلوم کرنے یا سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، نہ اُن پر عمل کا۔

مدارسِ دینیہ کے نصاب میں فنِ فقہ میں ایک کتاب بنام "ہدایہ" پڑھائی جاتی ہے، جس کی چار جلدیں ہیں، ان میں سے صرف پہلی جلد احکامِ عبادات سے متعلق ہے، بقیہ تین جلدوں میں جتنے احکام وہدایات ہیں، اُن کا تعلُّق ؛ معاملات، معاشرت اور اخلاق سے ہے۔ اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبادات سے متعلق دینی احکام محض ۲۵ رفی صد ہیں، اور معاملات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق ۷۵ رفی صد، گویا عبادتوں میں دین محض ۲۵ رفی صد ہے، اور معاملات، معاشرت اور

اخلاق میں ۷۵ رفی صد، جسے ہم دین سمجھتے ہی نہیں۔

دار الافتاء جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے قیام کے روزِ اول سے ہی اس بات کی فکر کی جارہی ہے، کہ عام مسلمانوں کو روز مرّہ کی زندگی میں جن مسائل سے سابقہ پڑتا ہے، اسی طرح اِس ترقی پذیر زمانے میں جو نت نئے مسائل پیش آرہے ہیں، اُن کی صورتوں کو قلم بند کرکے، اُن کے حکمِ شرعی سے انہیں مطلع کیا جائے، اور پوری زندگی کو تعلیماتِ اسلام کے مطابق گزارنے کی تلقین کی جائے، کہ اسی میں اِس دنیا کی کامیابی اور اُس آخرت کی نجات ہے۔

الحمدللہ! آج تک اس سلسلۃ الذہب کی ۱۰ ارکڑیاں امتِ مسلمہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکیں، اور یہ گیارہویں کڑی ہے، جو آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے۔ اس پورے سلسلے کا سہرا؛ ایک قابل وفاضل ولد، اور صالح ومدبّر والد کے سر جاتا ہے، کہ اللہ کے فضل وکرم اور ان کی تحریک وتحریض اور تحسین وتشجیع سے یہ کام یہاں تک پہنچا، میری مراد؛ برادر عزیز، مولانا حذیفہ صاحب زید مجدہٗ (ناظم تعلیمات) اور آپ کے والد بزرگوار، میرے مربی ومحسن؛ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم (رئیس جامعہ) ہیں۔ اللہ پاک حضرتِ والا کو صحت وتن دُرستی اور عافیت کے ساتھ درازیٔ عمر عطا فرما کر، آپ کے سایۂ عاطفت کو ہم خوردوں پر تادیر قائم رکھے، آمین!

میں مشکور ہوں اپنے تمام ہی رفقائے کار (بالخصوص؛ مولانا مفتی عبد المتین، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن، اور مولانا مفتی افضل صاحبان وغیرہم) کا، جو ہر وقت علمی کاموں کے لیے انتہائی خوش دِلی کے ساتھ، میری مُعاوَنت کے لیے مستعد وتیار رہتے ہیں، اللہ پاک ان تمام کو اُن کی دینی خدمات پر اپنی شایانِ شان اجر وثواب عطا فرمائے، اور علمِ نافع سے نوازے۔ اسی طرح جامعہ، اس کی انتظامیہ، اور جمیع اساتذۂ کرام کی تمام دینی محنتوں اور کاوِشوں کو اپنے ہاں شرفِ قبولیت عطا فرما کر، اپنی رضا وخوش نودی کا ذریعہ بنائے۔

تھے بال وپر شکستہ، فضا حوصلہ شکن! تیرا کرم، کہ قوتِ پرواز پا گئے!

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم، وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم!

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين!

محمد جعفر ملی رحمانی

۱۰ ارشعبان المعظم، ۱۴۳۹ھ

کتاب الإیمان والعقائد

ایمان وعقائد کے احکام ومسائل

دینی پروگرام یا درس گاہ میں نیند آنا

مسئلہ(۱): اکثر دیکھا گیا ہے کہ نماز، دینی پروگرام، یا درس گاہ میں طلبہ کو نیند آتی ہے، تو بعض طلبہ کہتے ہیں کہ سکینہ نازل ہوتی ہے، اس وجہ سے نیند آتی ہے، جب کہ بعض کہتے ہیں کہ شیطان آکر لوگوں کو سلاتا ہے، تو اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ نیند آنے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں، کبھی تکان وتھکاوٹ کی وجہ سے نیند آتی ہے، کبھی پُرسکون ماحول کی وجہ سے نیند آتی ہے، اور کبھی شیطان سُستی پیدا کرتا ہے، اور نماز، دینی پروگرام یا درس گاہ میں اکثر بے توجہی اور بد ذوقی وبدشوقی کی وجہ سے نیند آتی ہے، کیوں کہ جو طلبہ نماز میں قرأت، دینی پروگرام میں مقرر، اور درس گاہ میں دورانِ درس؛ کتاب اور استاذ کی گفتگو کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اُن کو دینی یا دنیوی کسی مجلس میں نیند نہیں آتی، اس لیے نیند کو کسی مجلس کے ساتھ جوڑنا مناسب نہیں، تاہم یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اور دینی وعلمی باتیں ہوتی ہیں، اس کو رحمتِ خداوندی ڈھانپ لیتی ہے، اور وہاں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے[۱]؛ لہٰذا طلبۂ کرام کو چاہیے کہ نماز میں حق تعالیٰ کا استحضار رکھیں، قرأت کو غور سے سنیں، دینی مجالس میں واعظ ومقرر کی طرف، درس گاہ میں کتاب یا استاذ کی

جانب متوجہ رہیں، اور بدذوقی و بدشوقی اور شیطانی سُستی کے مصداق نہ بنیں۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن الترمذي " : عن الأغرّ أبي مسلم أنه شهد على أبي هريرة وأبي سعيد الخدري رضي الله عنهما أنهما شهدا على رسول الله ﷺ أنه قال : " ما من قوم يذكرون الله إلا حفت لهم الملائكة ، وغشيتهم الرحمة ، ونزلت عليهم السكينة ، وذكرهم الله فيمن عنده " . (۲/۱۷۵ ، أبواب الدعوات ، باب ما جاء في قوم يجلسون فيذكرون الله ما لهم من الفضل ، ط : قديمي)

ما في " صحيح مسلم " : عن أبي هريرة – رضي الله عنه – قال : قال رسول الله ﷺ : ". ..... وما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسُونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة ، وغشيتهم الرحمة ، وحفتهم الملائكة ، وذكرهم الله فيمن عنده " .

(۴/ ، رقم : ۲۰۷۴ ، كنز العمال : ۱/۲۶۱)

ما في " الموسوعة الفقهية " : أورد صاحب نزل الأبرار الحديث المرفوع : " لا يقعد قوم يذكرون الله إلا حفتهم الملائكة ، وغشيتهم الرحمة ، ونزلت عليهم السكينة ، وذكرهم الله فيمن عنده " . ثم قال : في الحديث ترغيب عظيم في الاجتماع على الذكر ، فإن هذه الخصائص الأربع في كل واحدة منها ما يثير رغبة الراغبين ، ويقوي عزيمة الصالحين على ذكر الله . (۲۱/۲۵۱ ، ۲۵۲ ، الاجتماع للذكر ، نزل الأبرار : ص/۱۷)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا ايها الذين امنوا لا تتّبعوا خطوات الشيطٰن﴾ . (سورة النور : ۲۱) ﴿ولا تتّبعوا خطوات الشيطٰن انه لكم عدو مبين﴾ .

(سورة البقرة : ۱۶۸ ، و : ۲۶۰ ، سورة الأنعام : ۱۴۲)

ما في " صحيح مسلم " : ..... قال : " فأخبرني عن الإحسان ؟ قال : " أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك " ... الحديث . (۱/۱۶ ، كتاب الإيمان ، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان الخ ، ط : دار احياء التراث العربي)

(کتاب النوازل:۲/۴۷۰،۴۷۱، وعظ ونصیحت)

فجر کے بعد سونا

مسئلہ (۲): فجر کی نماز چھوڑ کر سوئے رہنا حرام ہے[۱]، اور فجر کی نماز پڑھ کر، دِن کے اول حصے میں سونا مکروہ ہے[۲]، کیوں کہ دِن کا اول حصہ تلاوت وذکر، اِشراق وچاشت، پھر طلبِ کسب؛ یعنی روزی روٹی کمانے کا وقت ہوتا ہے[۳]، اس لیے دِن کے اول حصے میں سونے سے پرہیز کرنا چاہیے، کہ صبح کے وقت کا سونا رزق کو روکتا ہے۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : النوم الحرام ؛ هو النوم بعد دخول وقت الصلاة ، وهو يعلم أنه يستغرق في النوم الوقت كله ، أو ينام مع ضيق الوقت . (۴۲/۱۷ ، نوم)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : يكون النوم مكروها في مواطن منها : ..... والنوم بعد صلاة الفجر ؛ لأنه وقت قسمة الأرزاق . (۴۲/۱۷ ، نوم)

ما في " الفتاوى الهندية " : ويكره النوم في أول النهار وفيما بين المغرب والعشاء .

(۵/۳۷۶ ، الباب الثلاثون في المتفرقات)

(۳) ما في " عمل اليوم والليلة " : عن عمرة قالت : سمعت أم المؤمنين (هي عائشة رضي الله عنها) تقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " من صلى صلاة الفجر " أو قال : "الغداة، فقعد في مقعده ولم يلغ بشيء من أمر الدنيا يذكر الله عز وجل حتى يصلي الضحى أربع ركعات خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه " . (ص/۵۵ ، فضل الذكر بعد صلاة الفجر)

وفيه أيضًا : عن سهل بن معاذ عن أبيه رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " من صلى صلاة الفجر ثم قعد يذكر الله عز وجل حتى تطلع الشمس وجبت له الجنة " .

(ص/۵۵ ، فضل الذكر بعد صلاة الفجر)=

دعوت وتبلیغ فرضِ کفایہ ہے!

مسئلہ (۳): دین کی دعوت وتبلیغ کا کام فرضِ کفایہ ہے، یعنی کچھ مسلمان بھی دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیں گے، تو تمام مسلمانوں کی طرف سے فریضہ اُتر جائے گا، یہ فرضِ عین نہیں ہے، یعنی سب کے لیے دعوت وتبلیغ کرنا فرض نہیں ہے، جس طرح نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کہ چند مسلمان بھی نمازِ جنازہ ادا کرلیں، تو سب مسلمانوں کی طرف سے فریضہ ادا ہوجاتا ہے، اگر کوئی دعوت وتبلیغ کا کام نہ کرے، تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (۱)

=(۴) ما في " مسند أحمد " : عن عمرو بن عثمان بن عفان ، عن أبيه قال : قال رسول الله ﷺ : " الصبحة تمنع الرزق " . وفي هامشه : قال الشارح أحمد محمد شاكر : وفي الحديث انه نهى عن الصبحة ؛ وهي النوم أول النهار ؛ لأنه وقت الذكر ثم وقت طلب الكسب . (۱/۳۹۲ ، رقم : ۵۳۰ ، ط : دار الحديث القاهرة)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۸/۶۵۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر اولئك هم المفلحون﴾ . (سورة آل عمران : ۱۰۴)

ما في " روح المعاني " : ان العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفايات . (۴/۲۱، ط : بيروت)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : قال الله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ قال أبو بكر : قد حوت هذه الآية معنيين : أحدهما : وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، والآخر : أنه فرض على الكفاية ليس بفرض على كل أحد في نفسه إذا قام به غيره ، لقوله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة﴾ ، وحقيقته =

.....

=تقتضي البعض دون البعض ، فدلّ على أنه فرض الكفاية ، إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، ..... والذي يدل على صحة هذا القول إنه إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، كالجهاد وغسل الموتى وتكفينهم والصلاة عليهم ودفنهم . اهـ .

(۳۷/۲ ، ۳۸ ، باب فرض الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر)

ما في " صحيح مسلم " : عن أبي سعيد قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " من رأى منكم منكرا فليغيّره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان " . (۵۱/۱)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الأئمة على مشروعية الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وحكى الإمام النووي وابن حزم الإجماع على وجوبه ، وتطابقت آيات الكتاب وأحاديث الرسول ﷺ وإجماع المسلمين على أنه من النصيحة التي هي الدين ، قال الله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ ، وقال النبي ﷺ : " من رآى منكم منكرا فليغيره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان . قال الإمام الغزالي : الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر أصل الدين وأساس رسالة المرسلين ولو طوي بساطه وأهمل علمه وعمله لتعطلت النبوة واضمحلت الديانة وعمت الفوضى وهلك العباد ، إلا أنهم اختلفوا بعد ذلك في حكمه ، هل هو فرض عين أو فرض كفاية أو نافلة ؟ أو يأخذ حكم المأمور به والمنهي عنه ، أو يكون تابعاً لقاعدة جلب المصالح ودرء المفاسد على أربعة مذاهب : المذهب الأول : أنه فرض كفاية ، وهو مذهب جمهور أهل السنة ، وبه قال الضحاك من أئمة التابعين والطبري وأحمد بن حنبل . اهـ . (۲۴۸/۶ ، الأمر بالمعروف الخ ، الحكم التكليفي)

ما في " الفتاوى الهندية " : ويقال : " الأمر بالمعروف " باليد على الأمراء ، وباللسان على العلماء، وبالقلب لعوام الناس ، وهو اختيار الزندويستي . كذا في الظهيرية . (۳۵۳/۵ ، كتاب الكراهية ، الفصل السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي والأمر بالمعروف)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۰۹۳۹)

اہلِ مدرسہ تبلیغ کے خلاف نہیں!

مسئلہ (۴): اہلِ مدارس واہلِ تبلیغ میں کوئی اختلاف نہیں ہے، ہندوستان کے بے شمار مدارس میں الحمدللہ دعوت وتبلیغ کا کام جاری ہے، دارالعلوم دیوبند، جامعہ اکل کوا اور دیگر مدارس سے ہر ہفتہ جمعہ جمعرات کو، نیز جامعہ اکل کوا کے (بی یو ایم ایس، فارمیسی، انجینئرنگ، پالی ٹیکنک، آئی ٹی آئی وغیرہ) کالجوں سے ہر ہفتہ سنیچر اتوار کو، اور تعطیلاتِ سہ ماہی، شش ماہی، وسالانہ میں طلبہ واسٹوڈینٹس کی ایک بڑی تعداد جماعت میں نکلتی ہے، اور بہت سے علمائے کرام بھی حسبِ سہولت؛ دعوتِ وتبلیغ کی محنت میں شرکت کرتے ہیں، البتہ بعض تبلیغی ساتھیوں کی بعض غلو اور اِفراط وتفریط کی باتوں پر اہلِ علم واَربابِ افتاء نکیر کرتے ہیں، جو انہیں ناگوار گزرتا ہے، اس لیے وہ مدارس والوں کو اچھا نہیں سمجھتے، جس کی بنا پر شاید کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہلِ مدارس اور اہلِ تبلیغ کا آپس میں میل نہیں ہے، جب کہ غلو اور اِفراط وتفریط کی چیزوں پر اگر اہلِ علم اور اربابِ افتاء حضرات نکیر نہیں کریں گے، تو کون کرے گا؟ اور دین کی صحیح حفاظت کیسے ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ بوجھ عطا فرمائیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون﴾ . (سورة آل عمران : ۱۰۴)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : قال الله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى =

.....

=الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ قال أبو بكر : قد حوت هذه الآية معنيين : أحدهما : وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، والآخر : أنه فرض على الكفاية ليس بفرض على كل أحد في نفسه إذا قام به غيره ، لقوله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة﴾ ، وحقيقته تقتضي البعض دون البعض ، فدلّ على أنه فرض الكفاية ، إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، ..... والذي يدل على صحة هذا القول إنه إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، كالجهاد وغسل الموتى وتكفينهم والصلاة عليهم ودفنهم . اهـ .

(۳۷/۲ ، ۳۸ ، باب فرض الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر)

ما في " صحيح مسلم " : عن أبي سعيد قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " من رأى منكم منكرا فليغيّره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان " . (۵۱/۱ ، مشكوة المصابيح :ص/۴۲۶ ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الأول ، ط : قديمي)

ما في " جامع الترمذي " : عن حذيفة بن اليمان ، عن النبي ﷺ قال : " والذي نفسي بيده، لتأمرنّ بالمعروف ، ولتنهونّ عن المنكر ، أو ليُوشكنّ الله أن يبعث عليكم عقابا منه ، ثم تدعونه فلا يُستجاب لكم " . قال أبو عيسى : هذا حديث حسن .

(۴۶۸/۴ ، رقم :۲۱۶۹ ، كتاب الفتن ، باب الأمر بالمعروف ، ط : دار احياء التراث العربي بيروت ، و:۲۱۰/۳ ، رقم :۲۱۶۹ ، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الأئمة على مشروعية الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وحكى الإمام النووي وابن حزم الإجماع على وجوبه ، وتطابقت آيات الكتاب وأحاديث الرسول ﷺ وإجماع المسلمين على أنه من النصيحة التي هي الدين . قال الله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ . وقال النبي ﷺ : " من رآى منكم منكرا فليغيره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان . قال الإمام الغزالي : الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر أصل الدين وأساس رسالة المرسلين ولو طوي بساطه وأهمل علمه وعمله لتعطلت=

۱۰ محرم کو انجام دی جانے والی خرافات

مسئلہ (۵): ۱۰ محرم کے دن کو خاص کرکے، سرمہ لگانا، خضاب لگانا، غسل کرنا، رشتہ داروں سے ملاقات کرنا، خاص قسم کا کھانا پکانے کا اہتمام کرنا، دودھ اور شربت یا کھچڑا وغیرہ تقسیم کرنا، اور ان اُمور کو لازم وضروری سمجھنا، یہ سب بدعت ہیں، دین میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے[1]، نیز اس میں روافض کے ساتھ تشبہ بھی لازم آتا ہے، جو ممنوع ہے[2]، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کی خرافات کو ترک کردیں۔

=النبوة واضمحلت الديانة وعمت الفوضى وهلك العباد ، إلا أنهم اختلفوا بعد ذلك في حكمه ، هل هو فرض عين أو فرض كفاية أو نافلة ؟ أو يأخذ حكم المأمور به والمنهي عنه، أو يكون تابعاً لقاعدة جلب المصالح ودرء المفاسد على أربعة مذاهب : المذهب الأول : أنه فرض كفاية ، وهو مذهب جمهور أهل السنة ، وبه قال الضحاك من أئمة التابعين والطبري وأحمد بن حنبل . اهـ . (٢/٢٤٨ ، الأمر بالمعروف ، الحكم التكليفي)

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۲۵۰۷)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : " من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ " . (١/٣٧١ ، كتاب الصلح ، باب إذا اصطلحوا الخ ، رقم : ٢٦٩٧ ، صحيح مسلم : ٢/٧٧ ، كتاب الأقضية ، سنن أبي داود : ص/٦٣٥ ، كتاب السنة ، باب في لزوم السنة ، رقم : ٤٦٢٢ ، سنن ابن ماجة :ص/١٣ ، مشكوة : ص/٢٧ ، كتاب الإيمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

ما في " بذل المجهود " : سواء كان في العمل أو الاعتقاد فهو مردود .

(١٣/٣٣ ، رقم : ٤٦٢٢)=

.....

=ما في " رد المحتار " : البدعة ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً .

(۲۵۶/۲ ، مطلب البدعة خمسة أقسام)

ما في " كتاب التعريفات للجرجاني " : البدعة : هي الأمر المحدث الذي لم يكن عليه الصحابة والتابعون ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعي . (ص/۴۷)

(۲) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى . (۵۹/۱۲ ، مرقاة المفاتيح :۲۲۲/۸، كتاب اللباس والزينة)

ما في " شرح الطيبي " : قوله : " من تشبه بقوم " هذا عام في الخلق والخلق والشعار وإذا كان الشعار أظهر في التشبه . (۲۳۲/۸، رقم :۴۳۷۴)

(۵۹/۱۲ ، مرقاة المفاتيح :۲۲۲/۸ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " فيض القدير " : (من تشبه بقوم) أي تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بفعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم . اهـ . ..... وقال بعضهم : قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجية ، من أقوال وأفعال قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها ، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفى ﷺ بالحكمة التي هي سنة وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضآلّين فأمر بمخالفتهم في الهدي الظاهر في هذا الحديث ، وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور – منها أن المشاركة في الهدي في الظاهر تؤثر تناسبا وتشاكلا بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال ، وهذا أمر محسوس . اهـ . ..... وقال ابن تيمية : هذا الحديث أقل أحواله أن يقتضي تحريم التشبه بأهل الكتاب وإن كان ظاهره يقتضي كفر المتشبه بهم فكما في=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= قوله تعالى : ﴿ومن يتولّهم منكم فإنه منهم﴾ وهو نظير قول ابن عمرو : من بنى بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت حشر يوم القيامة معهم ، فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضي تحريم أبعاض ذلك ، وقد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلك . (٦/١٠٤ ، رقم :٨٥٩٣ ، ط : دار المعرفة بيروت لبنان)

ما في " اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم " : وإذا كانت المشابهة في القليل ذريعة ووسيلة إلى بعض هذه القبائح كانت محرمة ، فكيف إذا أفضت إلى ما هو كفر بالله ؟ ..... ان المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، أو تفضي إليهما في الجملة ، وليس في هذا المفضى مصلحة ، وما أفضى إلى ذلك كان محرما ، فالمشابهة محرّمة . اهـ . (ص/٢١٥ ، ٢١٦ ، المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، مطابع المجد التجارية ، و : ١/ ٢٧١ ، باب التشبه مفهومه ومقتضاه ، دار عالم الكتب بيروت)

واٹس ایپ پر سے قرآنی آیت ڈیلیٹ کرنے کے متعلق غلط عقیدہ

مسئلہ(۲): آج کل سوشل میڈیا میں واٹس ایپ کا استعمال بکثرت ہورہا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ واٹس ایپ پر جو قرآنی آیات ہم میسج کرتے ہیں، لوگ اسے ڈیلیٹ کردیتے ہیں، تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، کہ لوگ قرآن کے الفاظ مٹائیں گے، اُن کی یہ بات درست نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر واٹس ایپ وغیرہ سوشل میڈیا کے ذریعے کسی کو قرآنی آیت بھیجنا قرآن کریم کی بے ادبی نہیں ہے، اور ضرورت پڑنے پر قرآنی آیت کو ڈیلیٹ کردینا بھی درست ہے، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : ولو كان فيه اسم اللّٰه تعالى أو اسم النبي ﷺ يجوز محوه ليلفّ فيه شيء . (۵۵۵/۹، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

ما في " الفتاوى الهندية " : ولو كان فيه اسم اللّٰه تعالى أو اسم النبي صلى اللّٰه عليه وآله وسلم يجوز محوه ليلفّ فيه شيء . كذا في القنية . ولو محا كتب فيه القرآن واستعمله في أمر الدنيا يجوز . (۳۲۲/۵ ، كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن الخ)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : وفي مسائل الملتقط : ورسائل تستغنى عنها وفيها اسم اللّٰه تعالى يمحى ثم يلقى في الماء الكثير . (۶۹/۱۸، كتاب الكراهية ، الفصل الخامس في المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۶۸۴۲)

دین نام ہے اتباعِ شریعت کا

مسئلہ (۷): بعض لوگ دعوت وتبلیغ کو فرضِ عین کہتے ہیں، اور عام مجمعوں میں اسے بیان بھی کرتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید کی آیتِ کریمہ ﴿ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر﴾ کے اندر تمام مفسرین بالاتفاق یہ فرماتے ہیں کہ اس میں مِن تبعیضیہ ہے، اور یہ تبلیغ سب مسلمانوں کے اوپر فرضِ عین نہیں ہے، بلکہ کچھ مسلمانوں نے بھی یہ فریضہ ادا کرلیا، تو تمام مسلمانوں کے ذمہ سے یہ فریضہ ساقط ہوجائے گا، یعنی یہ کام فرضِ کفایہ ہے، فرضِ عین نہیں ہے [۱]، لہٰذا اسے فرضِ عین سمجھنا گمراہی اور غلو ہے، قرآن پاک کی خلاف ورزی سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے، اور دین کی جو بات جس درجہ کی ہے اسے اسی درجہ پر رکھنا چاہیے، کیوں کہ دین نام ہے اتباعِ شریعت کا، نہ کہ اتباعِ ہَوٰی وخواہش کا۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضی، آمین یارب العالمین!

الحجة علی ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ . (سورة آل عمران : ۱۰۴)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : قد مضى القول في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر في هذه السورة ، و " من " في قوله " منكم " للتبعيض . ومعناه أن الآمرين يجب أن يكونوا علماء وليس كل الناس علماء . وقيل : لبيان الجنس . والمعنى لتكونوا كلكم كذلك . قلت : القول الأول أصح ؛ فإنه يدل على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض على الكفاية ، وقد عيّنهم الله تعالى بقوله : " الذين إن مكّناهم في الارض اقاموا الصلوة " الآية .

(۱۶۵/۲ ، سورة آل عمران : ۱۰۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۹۶۵۱)

دینِ اسلام کی مکمل پیروی فرض ہے!

مسئلہ (۸): دینِ اسلام کی مکمل اتباع وپیروی ہم تمام مسلمانوں پر فرض ہے، دعوت وتبلیغ فرضِ کفایہ ہے، اس میں اپنی جان ومال اور وقت لگانا عین سعادت ہے، دین کی فکریں کرنا موجبِ ثواب ہے، فکر ومحنت جیسی ہوگی اسی قدر اجر وثواب بھی ملے گا، ہمارے بعض ساتھی اکثر بیان کے آغاز میں یہ کہتے ہیں: حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''تھوڑی دیر دین کے لیے غور کرنا ساٹھ ستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے''، اور ان کا مستدل اس مضمون کی زبان زد روایت ''**فكر ساعة خير من عبادة ستين سنة**'' ہوتی ہے، جسے متعدد علمائے ناقدینِ حدیث نے نہایت ضعیف بلکہ موضوع قرار دیا ہے، اس لیے عام مجالس میں اسے بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ حدیث نہیں، سری سَقطی کا کلام ہے[۱]۔ نیز علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس روایت میں عثمان بن عبد اللہ القَرشی اور اسحاق بن نَجیح المطلي ہیں، جو جھوٹے ہیں۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " المصنوع في أحاديث الموضوع " : (قال الملا علي القاري رحمه الله) : "ليس بحديث ، إنما هو كلام السَّرِيّ السَّقَطِي" .

وقال العلامة الشوكاني رحمه الله : "رواه أبو الشيخ عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا وفي إسناده عثمان بن عبد الله القَرشي وإسحاق بن نَجيح المطلي كذابان ، والمتهم به أحدهما ، وقد رواه الديلمي من حديث أنس من وجه آخر" . (ص/۸۲)

(۲) (الفوائد المجموعة :ص/۲۴۲ ، بحواله : عمدة الأقاويل في تحقيق الأباطيل :ص/۲۴۷ ، ۲۴۸) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۵۵۴۶)

اخبار میں قرآنی آیات کی اشاعت

مسئلہ(۹): اخبارات میں قرآنِ کریم کی آیات کو شائع کرنا خلافِ ادب ہے، لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے، اور ایسے اخبار جس میں قرآن پاک کی آیات لکھی ہوئی ہوں، ان کو ردّی میں پھینکنا قرآنِ کریم کی توہین ہے، اس لیے اسے کسی محفوظ جگہ میں رکھنا چاہیے، تاکہ بے ادبی نہ ہو۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : وقد روى مالك وغيره أن في كتاب عمرو بن حزم الذي كتبه له رسول الله ﷺ ونسخته ..... وكان في كتابه : ألا يمس القرآن إلا طاهر ، وقال ابن عمر : قال النبي ﷺ : " لا تمس القرآن إلا وأنت طاهر " .

(۱۷/۲۲۵، سورة الواقعة)

ما في " المؤطا للإمام مالك " : عن عبد الله بن أبي بكر بن حزم أن في الكتاب الذي كتبه رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم : " ألا يمس القرآن إلا طاهر " . (ص/۶۹)

ما في " أحكام القرآن لإبن العربي " : وقد روي أن عمر بن الخطاب دخل على أخته وزوجها سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل وهما يقرآن طه ، فقال : ما هذه الهينمة ؟ وذكر الحديث إلى أن قال : هاتوا الصحيفة ! فقالت له أخته : انه لا يمسه إلا المطهرون ، فقام واغتسل وأسلم . (۴/۱۷۳۸، سورة الواقعة)

ما في " الفتاوى الهندية " : كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهة .

(۵/۳۲۳، كتاب الكراهية ، الباب الرابع)

(کتاب النوازل:۱۵/۷۹،اخبارات میں قرآنی آیات شائع کرنا)

ڈیجیٹل قرآن پر بغیر متن کے ترجمہ

مسئلہ (۱۰): ڈیجیٹل قرآن اس طرح تیار کرنا کہ نہ قرآن کا متن ظاہر ہو، اور نہ اس کی تلاوت ظاہر ہو، بلکہ انسان صرف اسکرین پر آیتوں کا ترجمہ دیکھ سکے، تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ قرآن نام ہے نظم ومعانی دونوں کا[۱]، نیز اس سے تحریف فی القرآن کا دروازہ کھلتا ہے، ہاں! اگر قرآنِ مجید متن وترجمہ کے ساتھ اَپ لوڈ کیا جائے، تو یہ جائز ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الحسامي " : فالقرآن المنزل على الرسول المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلا متواترا بلا شبهة وهو النظم والمعنى جميعًا . (ص/۵)

(۲) ما في " رد المحتار " : إن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفا بها يمنع وإن فعل في آية أو آيتين لا فإن كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جاز .

(۱۶۴/۲ ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وإن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب المصحف بالفارسية منع من ذلك على أشد المنع ، وإن فعل ذلك في آية أو آيتين لا يمنع من ذلك.

(۲۸۴/۱ ، ط : دار الايمان سهارنفور)

(ارشاد المفتین: ۱/ ۱۹۱، ڈیجیٹل قرآن پر بغیر متن کے ترجمہ کا حکم)

قرآن پاک کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا

مسئلہ (۱۱): قرآن مجید کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا مطلوب اور پسندیدہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''زینوا القرآن بأصواتکم''۔ ''قرآنِ پاک کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو''، لیکن قرآنِ مجید پڑھنے میں بے جا تکلف اور موسیقیت پیدا کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ (۱)

کتاب ''کنز العُقمیٰ''، جس میں بغیر متن کے صرف قرآنِ پاک کا ترجمہ ہے

مسئلہ (۱۲): قرآن نام ہے الفاظ اور معنی کے مجموعے کا، لہٰذا صرف ترجمہ کو قرآن نہیں کہہ سکتے (۲)، یہ یہود ونصاریٰ کی تحریفِ قرآن کی ایک منظّم سازش ہے کہ اس صورت میں تحریف آسان ہے، نیز اگر یہ سلسلہ جاری ہوگیا، تو ایک وقت آئے گا یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ قرآن کس زبان میں نازل ہوا تھا، نیز ''کنز العُقمیٰ'' نامی نسخے میں ترتیبِ عثمانی سے انحراف کیا گیا ہے، جب کہ اس کے التزام پر اِجماع ہے، لہٰذا ایسا ترجمہ شائع کرنا اشاعتِ دین نہیں بلکہ اضاعتِ دین ہے، اس لیے یہ نسخہ اگر کسی کو کہیں سے ہدیہ وغیرہ ملے، تو اس کو خود بھی نہ لے، اور کسی اور کو استعمال کے لیے بھی نہ دے، نہ ہی کسی کتب خانہ میں مطالعہ کے لیے رکھے، اس کی خرید وفروخت، نشر واشاعت بالکل ناجائز ہے۔ (۳)

.....

الحجة على ما قلنا :

=(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن البراء بن عازب قال : قال رسول الله ﷺ : " زينوا القرآن بأصواتكم " . (ص/۲۱۶)

ما في " زاد الطالبين " : قلت : وفيه حديث : اقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتها ، وإياكم ولحون أهل الكتابين وأهل الفسق ، فإنه سيجيء أقواما يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والرهبانية لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من يعجبهم شانهم " .

(ص/۴۰ ، الإتقان في علوم القرآن للسيوطي : ۱/۲۱۸ ، ۲۱۹)

(ارشاد المفتین :۱/۱۹۲،۱۹۳،قرآن مجید کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الحسامي " : فالقرآن المنزل على الرسول المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلا متواترا بلا شبهة وهو النظم والمعنى جميعًا . (ص/۵)

ما في " الاتقان في علوم القرآن " : القاعدة العربية أن اللفظ يكتب بحروف هجائية مع مرعاة الابتداء به والوقف عليه وقد مهد النحاة له أصولا وقواعد وقد خالفها في بعض الحروف خط المصحف الإمام وقال أشهب سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء فقال : لا ، إلا على الكتبة الأولى . (۳۲۹/۲)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وفي التخيير رجل نظم القرآن بالفارسية يقتل لأنه كافر .

(۳۳۵/۵ ، الفتاوى الهندية : ۲۶۷/۲)

(۳) ما في " رد المحتار " : إن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفا بها يمنع وإن فعل في آية أو آيتين لا فإن كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جاز .

(۱۶۴/۲ ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وإن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب المصحف بالفارسية منع من ذلك على أشد المنع ، وإن فعل ذلك في آية أو آيتين لا يمنع من ذلك.

(۲۸۴/۱ ، ط : دار الايمان سهارنفور)

(ارشاد المفتین :۱/۲۰۵،۲۰۶،بغیر متن کے قرآن پاک چھاپنے کا حکم)

مکان، دکان یا کسی کام کی ابتدا میں قرآنِ پاک کی تلاوت

مسئلہ (۱۳): بہت سے لوگ کسی کام، مکان یا دکان وغیرہ کے افتتاح کے موقع پر مدرسے کے بچوں کو بلوا کر قرآن خوانی کرواتے ہیں، اور مٹھائی بانٹتے ہیں، یا انہیں کھانا کھلاتے ہیں، تو اس طرح کسی کام کے آغاز کے وقت جمع ہو کر دعا کرنا یا برکۃً قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا شرعاً درست ہے، اور اس موقع پر بطورِ اظہارِ مسرت نہ کہ بطورِ اُجرت؛ مٹھائی تقسیم کرنا اور کھانا کھلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " المسند للإمام أحمد بن حنبل " : عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " كل كلام أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر الله عز وجل فهو أبتر " أو قال : "أقطع" . (۳۵۹/۲ ، رقم : ۸۶۹۷ ، ط : دار الحديث القاهرة)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن أبي هريرة – رضي الله عنه – قال : الوليمة حق وسنة ، فمن دعي فلم يجب فقد عصى الله ورسوله ، والخرس والاعذار والتوكير أنت فيه بالخيار ، قال : قلت : إني والله لا أدري ما الخرس والإعذار والتوكير ؟ قال : " الخرس الولادة والاعذار الختان، والتوكير : الرجل يبني الدار وينزل في القوم ، فيجعل الطعام فيدعوهم فهم بالخيار إن شاء وا أجابوا وإن شاء وا قعدوا " . (۸۸/۳ ، رقم : ۳۹۴۸)

(کتاب النوازل: ۱۵/۸۱، ۸۲، مکان دوکان یا کسی کام کی ابتدا میں قرآن پاک پڑھنا اور دعا کرنا)

مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن پاک رکھنا

مسئلہ (۱۴): بعض علاقوں میں مسجد کے نیچے تہہ خانے بنوائے جاتے ہیں، اوراس میں قرآنِ کریم کے بوسیدہ اوراق وغیرہ رکھے جاتے ہیں، تو اگراس تہہ خانے میں بوسیدہ قرآنِ کریم کے اوراق کی بے حرمتی کا اندیشہ نہیں ہے، تو وہ اوراق وہاں رکھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى : المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (يدفن) أي يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ .

(۱/۳۲۰ ، كتاب الطهارة ، مطلب : مطلق الدعاء على ما يشمل الثناء ، الفتاوىٰ الهندية : ۳۲۳/۵ ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ)

ما في " رد المحتار " : وإن شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر تعظيمًا لكلام الله عز وجل . (۲۲/۶ ، كتاب الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، ط : كراچي ، و : ۶۰۵/۹ ، ط : زكريا وبيروت)

(کتاب النوازل: ۱۵/۸۷، مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن پاک رکھنا)

قرآنِ پاک اور دینی کتب واحادیث کے اوراق پیپر مِل میں استعمال کرنا

مسئلہ (۱۵): فقہائے کرام نے قرآن کے بوسیدہ اوراق تیز بہتے ہوئے پانی میں ڈالنے اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کرنے کی اجازت دی ہے، نیز بعض صورتوں میں ایسے کاغذات کو جلا کر اُس کی راکھ دفن کرنے کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے، جس سے خلاصہ کے طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے متبرک کاغذات کو ایسی صورت میں تبدیل کر دینا جس سے حروف مٹ جائیں بے ادبی میں داخل نہیں ہے، لہٰذا ضرورت کے وقت ایسے کاغذات کو کاغذ فیکٹری کی مشین میں ڈال کر ہیئت تبدیل کرانے میں بھی کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، اور بظاہر یہ پانی میں بہانے کی طرح ایک جدید شکل ہے، اس لیے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : رد عثمان الصحف إلى حفصة فأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا وأمر بما سواه من القرآ في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق .

(۴۶/۲، رقم : ۵۹۸۷ ، كتاب فضائل القرآن ، باب جمع القرآن ، ط : دار الفكر بيروت)

ما في " عمدة القاري " : وقال عياض : اغسلوها بالماء ثم انصرفوها مبالغة في إذهابها .

(۱۸/۲)

ما في " رد المحتار " : الكتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ، ويحرق الباقي ، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي ، أو تدفن وهو أحسن كما في =

قرآنِ کریم کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا

مسئلہ (۱۶): بعض علمائے کرام وعاملین تعویذ میں قرآنِ کریم کی آیت کی جگہ اس کے اعداد کو استعمال کرتے ہیں، مثلاً ﴿ومن دخله كان اٰمنا﴾ کی جگہ آٹھ سو اٹھانوے (۸۹۸) لکھتے ہیں، تو ضرورۃً اس کی اجازت ہے، اور تعویذات میں اس کا استعمال بلانکیر زمانۂ سلف سے جاری ہے۔ (۱)

=الأنبياء .(در مختار) . وفي الشامية : وينبغي أن يلف بخرفة طاهرة ويلحد له ... وإن شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر .

(۶۰۵/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ، باب الاستبراء ، ط : زكريا)

ما في " الفتاوى الهندية " : المصحف إذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة ويدفن . (۳۲۳/۵ ، كتاب الكراهية ، الباب الرابع)

(الدر المختار مع الشامية : ۳۲۰/۱ ، كتاب الطهارة ، قبيل باب المياه ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۱۵/ ۸۸،۸۹،قرآنِ پاک اور دینی کتب واحادیث کے اوراق پیپر مل میں استعمال کرنا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) (مستفاد : بيضاوي شريف : ص/۱۴)

(بحوالہ: کتاب النوازل:۱۵/۹۰،قرآن کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا)

خط کے شروع میں مختصر ''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ'' لکھنا

مسئلہ (۱۷): بعض لوگ خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لیے مختصر الفاظ ''باسمہ سبحانہ'' یا ''باسمہ تعالیٰ'' لکھتے ہیں، جب کہ افضل اور اَولیٰ یہ ہے کہ تحریر کے شروع میں ''بسم اللہ'' لکھی جائے، تاہم ''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ'' مختصر الفاظ بھی لکھ سکتے ہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم﴾ .

(سورة النمل : ۳۰)

ما في " تفسير ابن كثير " : وقال ميمون بن مهران : كان رسول الله – ﷺ – يكتب "باسمک اللّٰهم" حتى نزلت هذه الآية ، فكتب " بسم الله الرحمن الرحيم " .

(تفسير ابن كثير مكمل : ص/۹۸۶)

(کتاب النوازل:۱۵/۸۲،۸۳، خط کے شروع میں کیا لکھنا چاہیے؟)

عقیدۂ موالات و برأت

مسئلہ (۱۸): بندہ اقوال وافعال اور ذات کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہو، یعنی بندہ انہی چیزوں سے محبت کرے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اوران اعمال واقوال اوراشخاص سے راضی ہو، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہے، یہ موالات کہلاتا ہے۔

جو اقوال، افعال اور اشخاص وذوات اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں، ان کے ساتھ بغض رکھنے میں بندہ اپنے رب کی موافقت اور متابعت کرے، یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ کو مبغوض اور ناپسندیدہ ہیں، بندہ مکمل طور پر ان سے بغض رکھے اور انہیں ناپسند کرے، اسے برأت کہا جاتا ہے۔

موالات وبرأت اسلامی عقیدہ کی اَساس وبنیاد اور کلمۂ لا الہ الا اللہ کے لوازمات وشرائط میں سے ہے، اِثباتِ توحید اور ردِ شرک کے بعد قرآنِ کریم میں سب سے زیادہ زور مسئلہ موالات وبرأت پر دیا گیا ہے، لہٰذا ہمیں اپنی عملی زندگی میں اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء إلا أن تتقوا منهم تُقٰـه ويحذركم الله نفسه والى الله المصير﴾ . (سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " المعجم الكبير للطبراني " : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ لأبي ذر : أي عرى الإيمان ؟ أظنه قال : أوثق ؟ قال : الله ورسوله أعلم ، قال : " الموالاة في الله =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=والمعاداة في الله ، والحب في الله ، والبغض في الله " . (١١/١٧٢ ، رقم : ١١٥٣٧)
ما في " القرآن الكريم " : ﴿براءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين﴾ .
(سورة التوبة : ١)

ما في " شرح العقيدة الطحاوية " : قوله : (ونحب أهل العدل والأمانة ، ونبغض أهل الجور والخيانة) ش : وهذا من كمال الإيمان وتمام العبودية ، فإن العبادة تتضمن كمال المحبة وغايتها ، وكمال الذل ونهايته ، فمحبة رسل الله وأنبيائه وعباده المؤمنين من محبة الله ، وإن كان المحبة التي لا يستحقها غيره ، فغير الله يحب في الله لا مع الله ، فإن المحب يحب ما يحب محبوبه ، ويبغض ما يبغض ، ويوالي من يواليه ، ويعادي من يعاديه ، ويرضى لرضائه ، ويغضب لغضبه ، ويأمر بما يأمر به وينهى عما ينهى عنه ، فهو موافق لمحبوبه في كل حال ، ونحن نحب من أحبه الله ، والله لا يحب الخائنين ، ونحن لا نحبهم أيضًا ونبغضهم موافقة له سبحانه وتعالى . فالمحبة التامة مستلزمة لموافقة المحبوب في محبوبه ومكروهه وولايته وعداوته ، ومن المعلوم أن من أحب الله المحبة الواجبة فلا بد أن يبغض أعداءه . (ص/٣٧٢ ، ٣٧٣ ، محبة الله وخلقه كما يليق به) (معارف القرآن:٢/٥٠)

غیر مسلموں کے ساتھ موالات

مسئلہ (۱۹): دوقوموں، دو جماعتوں یا دو شخصوں میں تعلقات کے شرعاً مختلف درجات ہیں، ایک درجہ تعلق کا، قلبی موالات، یا دِلی مودّت ومحبت ہے، یہ صرف مؤمنین کے ساتھ خاص ہے، غیر مومن کے ساتھ یہ تعلق کسی حال میں قطعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا ہم مسلمانوں کو اس کا پورا خیال رکھنا لازم ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء إلا أن تتقوا منهم تُقٰـه ويحذركم الله نفسه والى الله المصير﴾ .

(سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : فيه نهي عن اتخاذ الكافرين أولياء . قال ابن عباس : نهى الله تعالى المؤمنين بهذه الآية أن يلاطفوا الكفار ، ونظيرها من الآي . قوله تعالى : ﴿لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يألونكم خبالا﴾ . (آل عمران : ۱۱۸) . وقال تعالى : ﴿ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾ . (هود : ۱۱۳) . وقال تعالى : ﴿يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض﴾ . (المائدة : ۵۱) . وقال تعالى : ﴿يا أيها الذين امنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء تلقون اليهم بالمودة﴾ . (سورة الممتحنة : ۱) . فهذه الآي والآثار دالة على أنه ينبغي أن يعامل بالكفار بالغلظة والجفوة دون الملاطفة والملاينة .

(۲/۱۱ ، ۱۲ ، سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " التفسير الكبير " : واعلم أن كون المؤمن موالیا للكافر يحتمل ثلاثة أوجه ، أحدها : أن يكون راضيًا بكفره ويتولاه لأجله ، وهذا ممنوع منه ؛ لأن كل من فعل ذلك مصوبا له في ذلك الدين ، وتصويب الكفر كفر والرضا بالكفر كفر ، فيستحيل أن يبقى مؤمنا مع كونه بهذه الصفة .

(۳/۱۹۲)

ما في " أحكام القرآن للعثماني " : وقال شيخنا في بيان القرآن : إن المعاملة مع الكفار على ثلاثة أنحاء : أحدها الموالاة أي الموادة ، أما الموالاة فلا تجوز بحال وهي المنهي عنها .

(۲/۱۵ ، سورة آل عمران : ۲۸) (معارف القرآن:۲/۵۰،بیان القرآن:۱/۲۱۷)

برادرانِ وطن کے ساتھ مواسات

مسئلہ (۲۰): دو قوموں، دو جماعتوں یا دو شخصوں میں تعلقات کے درجات میں سے دوسرا درجہ مواسات کا ہے، جس کے معنی ہیں: ہم دردی، خیر خواہی اور نفع رسانی، یہ ان تمام کافروں کے ساتھ رواں و جائز ہے، جو مسلمانوں سے برسر پیکار نہیں ہیں، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ تمام برادرانِ وطن کے ساتھ انسانیت کے ناطے، ہم دردی، خیر خواہی اور نفع رسانی کا معاملہ کریں، اور ان کے ساتھ اسلامی اخلاق و مروت سے پیش آئیں، کہ یہ بھی تبلیغِ اسلام ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء إلا أن تتقوا منهم تُقٰـه ويحذركم الله نفسه والى الله المصير﴾ . (سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " التفسير الكبير " : واعلم أن كون المؤمن موالیا للكافر ثلاثة أوجه ..... وثانيها : المعاشرة الجميلة في الدنيا بحسب الظاهر ، وذلك غير ممنوع منه . والقسم الثالث : وهو كالمتوسط بين القسمين الأولين هو أن موالاة الكفار بمعنى الركون إليه والمعونة والمظاهرة والنصرة إما بسبب القرابة ، أو بسبب المحبة مع اعتقاد أن دينه باطل ، فهذا لا يوجب الكفر إلا أنه منهي عنه ، لأن الموالاة بهذا المعنى قد تجره إلى استحسان طريقته والرضا بدينه ، وذلك يخرجه عن الإسلام فلا جرم هدد الله تعالى فيه فقال : ﴿ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء﴾ . (۱۹۲/۳ ، سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " أحكام القرآن للعثماني " : ان المعاملة مع الكفار على ثلاثة انحاء : أحدها الموالاة أي الموادة والثاني المداراة والثالث المواساة ؛ أي إيصال النفع إليهم بإعطاء المال ونحوه والثالث لإكرامه إذا ضيفا . وأما المواساة فلا تجوز لأهل الحرب ، وتجوز=

غیر مسلموں کے ساتھ ظاہری خوش خلقی

مسئلہ(۲۱): دو قوموں، دو جماعتوں یا دو شخصوں میں تعلقات کے درجات میں سے تیسرا درجہ مُدارات کا ہے، جس کے معنی ہیں: ظاہری خوش خُلقی اور دوستانہ برتاؤ، یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، جب کہ اس سے مقصود، اُن کو دینی نفع پہنچانا ہو، یا وہ اپنے مہمان ہوں، یا اُن کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا ہو۔[1]

= لغيرهم من أهل الذمة ومن هو مثلهم صرح به في سورة الممتحنة بقوله ﴿لا ينهاكم اللّٰه﴾ .. إلى قوله .. ﴿هم الظالمون﴾ عبر هناك عن المواساة بالتولي مجازًا . وقرينة هذا المجاز قوله : ﴿ان تبروهم وتقسطوا اليهم﴾ . (۱۵/۲ ، ۱۶ ، سورة آل عمران : ۲۸)
(معارف القرآن:۵۰/۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من اللّٰه في شيء إلا أن تتقوا منهم تُقٰـه ويحذركم اللّٰه نفسه والى اللّٰه المصير﴾ . (سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " التفسير الكبير للرازي " : واعلم أن كون المؤمنين موالیا للكافر يحتمل ثلاثة أوجه : .... وثانيها : المعاشرة الجميلة في الدنيا بحسب الظاهر وذلك غير ممنوع منه .
(۱۹۲/۳ ، سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : فهذه الآية والآثار دالة على أنه ينبغي أن يعامل الكفار بالغلظة والجفوة دون الملاطفة والملاينة ، ما لم تكن حال يخاف فيها على تلف نفسه أو تلف بعض أعضائه أو ضررًا كبيرًا يلحقه في نفسه فإنه إذا خاف ذلك جاز له إظهار الملاطفة والموالاة من غير صحة اعتقاد . (۱۲/۲)

ما في " أحكام القرآن للعثماني " : إن المعاملة مع الكفار على ثلاثة انحاء : أحدها=

غیر مسلموں کے ساتھ معاملات

مسئلہ (۲۲): دو قوموں، دو جماعتوں یا دو شخصوں میں تعلقات کے درجات میں سے چوتھا درجہ معاملات کا ہے، یعنی کسی کے ساتھ تجارت، اُجرت، ملازمت اور صنعت وحرفت کے معاملات کرنا، یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو۔ (۱)

= الموالاة أي الموادة . والثاني : إن المداراة أي إظهار حسن الخلق لهم . والثالث : المواساة . والثاني لمصلحة الكافر في دينه إذا رجا هدايته للإسلام بالمداراة . ودليل جواز المداراة لمصلحة دين الكافر قوله تعالى في سورة عبس : ﴿فانت له تصدى﴾ ومحل الإنكار إنما هو تقديم الكافر على المؤمن لا مجرد مداراته والتصدي له . ودليل جوازها لإكرام الضيف ما ورد في وفد بني ثقيف أنه ﷺ أنزلهم المسجد . (۱۵/۲، ۱۶، سورة آل عمران : ۲۸)

ما في " روح المعاني " : وعد قوم من باب التقية مداراة الكفار والفسقة والظلمة وإلانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم والانبساط معهم وإعطائهم لكف أذاهم وقطع لسانهم وصيانة العرض منهم ، ولا يعد ذلك من باب الموالاة المنهي عنها بل هي سنة وأمر مشروع. (۱۹۷/۳، سورة آل عمران :۲۸) (بیان القرآن:۱/۲۱۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " أحكام القرآن للعثماني " : ولعلك قد عرفت بذلك كله أن البيع والشراء من الكفار وليس ما نسجوه من الثياب ليس من الموالاة المنهي عنها في شيء إلا ما نص عليه الفقهاء من بيع السلاح والكراع لهم ، لما فيه من النصرة والمعونة على قتال المسلمين . نعم ، لو رأى أمير المؤمنين مصلحة في منعهم من شراء أموال الحرب مطلقا ، ومن بيعهم لهم شيئًا منها فله ذلك وعليهم إطاعته . (۱۱/۲، سورة آل عمران :۲۸)

ما في " أحكام القرآن للترمذي " : وليس البيع والشراء من الكفار من الموالاة في شيء إلا ما نص عليه الفقهاء من بيع السلاح والكراع لهم لما فيه من النصرة والمعونة على قتال المسلمين . (الجزء الثاني من الحزب الثاني : ص/۱۸۸، سورة المائدة : ۵۱) (معارف القرآن:۲/۵۱)

شبِ معراج کی تعیین اور اس میں عبادت کا اہتمام

مسئلہ (۲۳): معراج کے سلسلے میں قرآن وحدیث میں صرف اتنا ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے ہیں، لیکن کس مہینے کی کس شب میں تشریف لے گئے، متعین طور پر ثابت نہیں ہے، بعض روایات میں ربیع الاول، بعض روایات میں ربیع الثانی، بعض روایات میں رجب، بعض روایات میں رمضان اور بعض روایات میں شوال کا ذکر ہے، اس لیے اپنی طرف سے متعین کر کے کسی رات کو شبِ معراج قرار دینا، پھر اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنا، اور لوگوں کو ترغیب دینا یہ دینِ اسلام میں ایک چیز کا اضافہ کرنا ہے، جو حدیث شریف: ''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ ''۔ ''جو شخص ہمارے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کرے، وہ مردود ہے'' کے تحت داخل ہو کر بدعت اور ناجائز ہوگا، لہٰذا اس کا ترک مسلمانوں پر لازم ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : " من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ " . (۱/۳۷۱ ، كتاب الصلح ، باب إذا اصطلحوا – الخ ، رقم : ۲۶۹۷ ، صحيح مسلم : ۲/۷۷ ، كتاب الأقضية ، سنن أبي داود : ص/۶۳۵ ، كتاب السنة ، باب في لزوم السنة ، رقم : ۴۶۲۲ ، سنن ابن ماجة :ص/۱۳ ، مشكوة : ص/۲۷ ، كتاب الإيمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

ما في " بذل المجهود " : سواء كان في العمل أو الاعتقاد فهو مردود .

(۱۳/۳۳ ، رقم : ۴۶۲۲)

ما في " رد المحتار " : البدعة ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ=

شبِ قدر کا ثبوت اور اس میں عبادت

مسئلہ (۲۴): شبِ قدر کی بات نصوصِ صریحہ سے ثابت ہے کہ اس رات میں عبادت کی جائے[۱]، اسی شبِ قدر کی تلاش میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جاتا ہے[۲]، اس لیے طاق راتوں میں نفل نماز، ذکر واَذکار، مناجات اور تلاوت وغیرہ میں لگے رہیں، اور دن میں روزہ بھی رکھے، اس لیے کہ وہ فرض ہے[۳]، ہاں! مگر اِن راتوں میں نفل نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مشروع نہیں ہے۔[۴]

=من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً .
(۲۵۶/۲ ، مطلب البدعة خمسة أقسام)

ما في " كتاب التعريفات للجرجاني " : البدعة : هي الأمر المحدث الذي لم يكن عليه الصحابة والتابعون ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعي . (ص/۴۷)

(کتاب النوازل:۳۳۳،۳۳۴،شبِ برأت وشبِ معراج اور شبِ قدر میں عبادت کرنا اور دن میں روزہ رکھنا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿انا انزلنا في ليلة القدر O وما ادرک ما ليلة القدر O ليلة القدر خير من الف شهر O﴾ . (سورة القدر : ۱ ، ۲ ، ۳)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن عائشة – رضي الله عنها – قالت : " كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر أحيا الليل وأيقظ أهله وجدّ وشدّ المئزر " .

(۱۷۵/۳ ، رقم : ۲۸۴۴ ، كتاب الاعتكاف ، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان ، ط : دار الجيل ودار الآفاق الجديدة بيروت)

ما في " مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي " : الاعتكاف على ثلاثة أقسام : واجب في=

.....

.....

= المنذور تنجيزاً أو تعليقاً ، وسنة كفاية مؤكدة في العشر الأخير من رمضان ، والقسم الثالث مستحب فيما سواه . (ص/۷۰۰ ، ۷۰۱)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : الاعتكاف وهو ثلاثة أقسام : واجب بالنذر ، وسنة مؤكدة في العشر الأخير من رمضان أي سنة كفاية ..... مستحب في غيره في الأزمنة هو بمعنى غير المؤكدة . (۳۸۳/۳)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقونO﴾ . (سورة البقرة : ۱۸۳) . وقوله تعالى : ﴿شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن هدى للناس وبينٰت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ . (سورة البقرة : ۱۸۵)

(۴) ما في " مراقي الفلاح " : والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان ، وعن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعي ، أما لو اقتدى واحد بواحد ، أو اثنان بواحد لا يكره ، وإذ اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه ، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقًا . (ص/۱۴۵ ، باب الوتر وأحكامه)

(خلاصة الفتاوى : ۱۵۳/۱ ، كتاب الصلاة ، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : يكره ذلك لو على سبيل التداعي بأن يقتدى أربعة بواحد ، كما في الدرر . در . وفي الشامية : قوله : (على سبيل التداعي) أما اقتدى واحد بواحد أو اثنين بواحد فلا يكره ، وثلاثة فيه خلاف . بحر عن الكافي .

(۵۰۰/۲ ، باب الوتر والنفل)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره ، وإذا اقتدى ثلاثة بواحد ذكر هو رحمه الله أن فيه اختلاف المشايخ ، قال بعضهم يكره ، وقال بعضهم لا يكره ، وإذا اقتدى أربع بواحد كره بلا خلاف .

(۴۲۲/۱ ، كتاب صلاة التراويح ، نوع آخر في المتفرقات)

(کتاب النوازل:۳۳۳،شبِ برأت وشبِ معراج اور شبِ قدر میں عبادت کرنا اور دن میں روزہ رکھنا)

شبِ برأت کا ثبوت اور اس میں عبادت

مسئلہ (۲۵): شبِ برأت یعنی شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرنا بعض روایات سے ثابت ہے، اگرچہ وہ روایات اُونچے درجے کی نہیں ہیں، لیکن فضائل کے باب میں ان پر عمل کی گنجائش ہے، مگر اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اس رات میں نفل نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے[۱]، البتہ دن میں روزہ رکھنا کسی صحیح حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔ ابن ماجہ شریف میں ایک روایت ہے[۲]، وہ روایت عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ کی وجہ سے موضوع کے درجے میں ہے، اس لیے اسی دن روزہ رکھنے کا استحباب ثابت نہیں ہوسکتا، البتہ اگر کسی شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ ایامِ بیض یعنی اسلامی مہینہ کی ہر ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھتا ہے، جو سنت ہے، تو اس کے لیے روزہ رکھنا منع نہیں ہے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مراقي الفلاح " : والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان ، وعن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعي ، أما لو اقتدى واحد بواحد ، أو اثنان بواحد لا يكره ، وإذ اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه ، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقًا . (ص/۱۴۵ ، باب الوتر وأحكامه)

(خلاصة الفتاوى : ۱/۱۵۳ ، كتاب الصلاة ، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : يكره ذلك لو على سبيل التداعي بأن يقتدى أربعة بواحد ، كما في الدرر . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (على سبيل التداعي) أما اقتدى واحد بواحد أو اثنين بواحد فلا يكره ، وثلاثة فيه خلاف . بحر عن الكافي . =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۲/۵۰۰، باب الوتر والنفل)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره ، وإذا اقتدى ثلاثة بواحد ذكر هو رحمه الله أن فيه اختلاف المشايخ ، قال بعضهم يكره ، وقال بعضهم لا يكره ، وإذا اقتدى أربع بواحد كره بلا خلاف .

(۱/۴۲۲ ، كتاب صلاة التراويح ، نوع آخر في المتفرقات)

(۲) ما في " سنن ابن ماجة " : عن علي بن أبي طالب – رضي الله عنه – قال : قال رسول الله ﷺ : " إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها " .

(ص/۹۹ ، كتاب إقامة الصلاة ، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان ، رقم : ۱۳۸۸ ، و : ۲/۳۹۹ ، ط : مكتبة أبي المعاطي)

(۳) ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة – رضي الله عنه – قال : أوصاني خليلي ﷺ بثلاث صيام ثلاثة أيام من كل شهر وركعتي الضحى ، وأن أوتر قبل أن أنام " .

(۳/۵۳ ، رقم : ۱۹۸۱ ، باب صيام أيام البيض ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة ، ط : دار الشعب القاهرة)

ما في " سنن النسائي " : عن أبي ذر قال : " أمرنا رسول الله ﷺ أن نصوم من الشهر ثلاثة أيام البيض ؛ ثلاث عشرة وأربع عشرة وخمس عشرة " .

(۴/۲۲۲ ، رقم : ۲۴۲۲ ، ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر ، ط : مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب)

(کتاب النوازل:۳۳۳،شبِ برأت وشبِ معراج اور شبِ قدر میں عبادت کرنا اور دن میں روزہ رکھنا)

کتاب الطهارة

پاکی کے احکام ومسائل

صوفی کیڑے کا پانی بدن یا کپڑے پر لگ جائے

مسئلہ (۲۶): موسمِ باراں میں ایک خاص قسم کا کیڑا، جس کا پانی انسانی جسم پر لگ جانے سے پھوڑا آجاتا ہے، اور اس میں پانی بھر جاتا ہے، اس کیڑے کو بعض لوگ ''صوفی کیڑا'' کہتے ہیں، صوفی کیڑے کا پانی لگنے کی وجہ سے جو پھوڑا جسم پر آجاتا ہے، اگر اس کو پھوڑ دیا جائے، اور اس سے پانی نکال دیا جائے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ جسم کے جس حصے پر وہ پانی لگ جائے، اس کا دھونا ضروری ہوگا، اور اگر اس پھوڑے کو پھوڑا نہیں گیا، بلکہ وہ خود بخود پھوٹ گیا، اور اس سے نکلنے والا پانی جسم کے ایسے حصہ کی طرف بہہ گیا، جس کا وضو یا غسل میں دھونا ضروری ہے، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اور جس حصہ پر وہ پانی لگ جائے، اس کا دھونا بھی ضروری ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : وأما الخارج من غير السبيلين فناقض بشرط أن يصل إلى موضع يلحقه حكم التطهير ، كذا قالوا ، ومرادهم أن يتجاوز إلى موضع تجب طهارته " .

(۱/ ۶۲ ، كتاب الطهارة ، هدايه : ۱/ ۸ ، كتاب الطهارة)

ما في " الفتاوى الهندية " : وإن قشرت نفطة وسال منها ماءٌ أو صديدٌ أو غيره ، إن سال عن رأس الجرح نقض ، وإن لم يسل لا ينقض ، هذا إذا قشرها بنفسه ، وأما إذا عصرها=

عورتوں کے لیے مسواک کا حکم

مسئلہ (۲۷): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسواک صرف مردوں کے لیے مسنون ہے، عورتوں کے لیے نہیں، اُن کا یہ خیال درست نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ مسواک جیسے مردوں کے لیے مسنون ہے، ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی مسنون ہے۔ ''سنن ابوداؤد'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لکڑی کی مسواک کرنا ثابت ہے[1]، نیز ''المطالب العالیہ'' میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''صحابۂ کرام اپنی مسواکوں کو تلوار کی مُوٹھ کے ساتھ باندھ کر رکھتے تھے، اور عورتیں اپنی اوڑھنیوں میں باندھ کر رکھا کرتی تھیں''[2]۔ اِن دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیہ عورتیں بھی مسواک کیا کرتی تھیں۔

= فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج وليس بخارج . كذا في الهداية .

(۱/۱۱ ، كتاب الطهارة ، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ، كذا في تبيين الحقائق : ۱/۴۹ ، كتاب الطهارة) (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ۳/۳۵۵، گرمی دانہ)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : " كان النبي ﷺ يستاك فيعطيني السواك لأغسله فأبدأ به فاستاك ثم أغسله وأدفعه إليه " . الحديث .

(ص/۸ ، رقم : ۵۲ ، ط : قديمي)

(۲) ما في " المطالب العالية " : واثلة بن الأسقع قال : " كان أصحاب رسول الله ﷺ يوثقون مساويكهم في ذوائب سيوفهم ، والنساء في خمرهن " .

(۱/۲۳ ، رقم : ۶۹ ، باب السواك)

(مستفاد از: امداد الفتاویٰ جدید مطول حاشیہ: ۱/۲۰۱)

ڈیجیٹل قرآنِ کریم کی اسکرین کو بغیر وضو کے چھونا

مسئلہ (۲۸): ڈیجیٹل قرآنِ کریم جس وقت کھول کر چلایا جارہا ہو، اور اس کی اسکرین پر قرآنی آیات نمایاں ہوں، تو اس کا حکم مطبوعہ قرآن پاک کے مانند ہے، لہٰذا اس حالت میں اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا اور اسکرین پر انگلی پھیر کر اوراق پلٹنا جائز نہ ہوگا؛ البتہ کسی مخصوص قلم یا اسی مقصد سے بنائی گئی تیلی وغیرہ کے اشارہ سے اوراق پلٹتے ہوئے موبائل کو چھوئے بغیر اس میں قرآن پڑھا جائے، تو اس کی گنجائش ہوگی، نیز جب آلہ کو اس طرح بند کردیا جائے کہ قرآنی حروف اسکرین پر نظر نہ آئیں، بلکہ صرف آواز آتی رہے، تو اس کا حکم ٹیپ ریکارڈ کی طرح ہوگا، اور اسے بلا وضو چھونے اور اس سے قرآن سننے کی اجازت ہوگی۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : ويحرم به أي بالأكبر والأصغر مس مصحف : أي ما فيه آية كدرهم وجدار إلا بغلاف متجاف غير مشرز أو بصُرة . به يفتى . وحل قلبه بعود . تنوير وشرحه . وفي الشامية : قوله : (أي ما فيه آية الخ) أي المراد مطلق ما كتب فيه قرآن مجازًا ، لكن لا يحرم في غير المصحف إلا بالمكتوب.

(۱/۳۱۵ ، كتاب الطهارة ، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء)

ما في " بدائع الصنائع " : قال ﷺ : " لا صلاة إلا بوضوء " . ولا مسّ المصحف من غير غلاف عندنا ..... ولا مس الدراهم التي عليها القرآن ، لأنه حرمة المصحف كحرمة ما كتب منه فيستوى فيه الكتابة في المصحف وعلى الدراهم .

(۱/۱۴۰ ، ۱۴۱ ، كتاب الطهارة ، مطلب مسّ المصحف ، الفتاوى الهندية : ۱/۳۹)

(مراقي الفلاح :ص/۳۴ ، كتاب الطهارة)=

اسٹامپ پیڈ کی سیاہی ناپاک نہیں

مسئلہ (۲۹): اسٹامپ پیڈ میں بھری جانے والی سیاہی نجس (ناپاک) نہیں ہوتی، اس لیے اگر کسی شخص کے کپڑے یا بدن پر وہ گر جائے، تو کپڑے یا بدن کا وہ حصہ ناپاک نہیں ہوگا[1]، مگر چوں کہ صفائی وستھرائی شریعت میں مطلوب ہے، اس لیے اس کو دھولینا چاہیے۔[2]

=ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويمنع مسه إلا بغلافه المنفصل أي كالجراب والخريطة دون المتصل كالجلد المشرز هو الصحيح وعليه الفتوى ؛ لأن الجلد تبع له . (در مختار) وفي الشامية : ومسه أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط ... بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه ، والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر أي والصحيح المنع . (۱/۴۸۸ ، ط : زكريا ، و: ۱/۴۲۳ ، باب الحيض ، ط : دار الكتاب ديوبند) (کتاب النوازل:۳/۱۰۶، ۱۰۷، ڈیجیٹل قرآنِ کریم کی اسکرین کو بغیر وضو کے چھونا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : قسم الحنفية الأعيان النجسة إلى نوعين : النجاسة المغلظة والنجاسة المخففة ، وقالوا : كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ ... والخمر والدم المسفوح ولحم الميتة وبول ما يؤكل والروث وإخثاء البقر والعذرة ونجو الكلب وخرء الدجاج والبط والأوز وخراء السباع والسنور والفار وخراء الحية وبولها وخراء العلق ودم الحلمة والوزغة إذا كان سائلا ، فهذه الأعيان كلها نجسة نجاسة غليظة . وعدوا من النجاسات المخففة : بول ما يؤكل لحمه والفرس وخراء طير لا يؤكل . (۴۰/۷۴ ، نجاسة ، ما يعتبر نجسا وما لا يعتبر)

ما في " معجم المصطلحات والألفاظ الفقهية " : النجاسة : صفة حكمية توجب لموصوفها منع استباحة الصلاة ونحوها ، وهي بهذا المعنى أعم من البراز مكنيًا إذا اشتمله وغيره من الأنجاس كالدم والبول والمذي والودي والخمر وغير ذلك من الأنجاس=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= الأخرى . (٣/٣٩٩ ، النجاسة)

(الفقه الإسلامي وأدلته : ١/٣٠١ ، النجاسة ، المبحث الأول)

(٢) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ .

(سورة البقرة : ٢٢٢)

ما في " صحيح مسلم " : عن مالك الأشعري قال : " الطهور شطر الإيمان " .

(١/١١٨ ، كتاب الطهارة ، باب فضل الوضوء)

(جمع الجوامع : ٥/١٣٢ ، رقم : ١٤٠٠٤)

ما في " جامع الترمذي " : عن صالح بن أبي حسان قال : سمعت سعيد بن المسيب يقول: " إن الله طيب يحب الطيب ، نظيف يحب النظافة ، كريم يحب الكرم ، جواد يحب الجود ، فنظفوا " . (٢/١٠٧ ، كتاب الأدب ، باب ما جاء في النظافة)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۹۰۵۸)

کتاب الصلوۃ/نماز کے احکام ومسائل

باب الأذان

حاضرینِ مسجد پر اذان کا جواب

مسئلہ(۳۰): اذان واقامت کا جواب مستحب ہے، بعض علمائے کرام جوابِ اذان کو واجب کہتے ہیں، مگر زیادہ معتمد قول یہی ہے کہ اجابتِ فعلی یعنی اذان سن کر مسجد کی طرف جانا واجب ہے، اور اجابتِ قولی یعنی اذان سن کر زبان سے اس کا جواب دینا مستحب ہے، حاضرینِ مسجد کے لیے ایک ہی صورت ہے کہ زبان سے جواب دیں اور یہ مستحب ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ويجيب) وجوبًا ، وقال الحلواني : ندبا .... (من سمع الأذان) . (در مختار) . وفي الشامية : أي قال الحلواني : إن الإجابة باللسان مندوبة والواجبة هي الإجابة بالقدم . (۱/۳۶۷ ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، قبيل مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد)

ما في " المحيط البرهاني " : قال شمس الأئمة الحلواني : تكلم الناس في الإجابة قال بعضهم : هي الإجابة بالقدم لا باللسان حتى لو أجاب باللسان ولم يمش إلى المسجد لا يكون مجيبا ولو كان حاضرًا في المسجد حين سمع الأذان فليس عليه الإجابة وقوله عليه السلام : " من قال مثل ما يقول المؤذن فله من الأجر كذا " فهو كذلك إن قاله نال الثواب الموعود ، وإن لم يقل لم ينل الثواب الموعود ، فأما أن يأثم أو يكره له ذلك ، فلا ، وإذا رد الجواب باللسان لنيل الثواب الموعود ، فكل ما هو ثناء وشهادة يقول كما يقول المؤذن وعند قوله : " حي على الصلاة " يقول : لا حول ولا قوة إلا بالله " ما شاء الله كان " .=

مفسدات الصلوة ومكروهاتها

نماز کو فاسد اور مکروہ کرنے والی چیزیں

صف میں بیٹھے بیٹھے سونا

مسئلہ (۳۱): بعض حضرات وضو کر کے مسجد کی صف میں، نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اُونگھتے ہیں، یا سو جاتے ہیں، تو اگر محض اُونگھ آئی اور زمین پر گرے نہیں، تو اُن کا وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر سوتے ہوئے زمین پر گر پڑیں، اور کچھ لمحہ بعد بیدار ہوں، تو اُن کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

=(۱/۳۵۰، ۳۵۱، الفصل السادس عشر في التغني والإلحان)

(فتاویٰ علمائے ہند:۶/۱۵۵، اذان کا جواب حاضرینِ مسجد پر واجب نہیں، اس کی کیا وجہ؟ نیز: مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲/۱۰۶، فتاویٰ رحیمیہ:۱/۱۳۵، امداد الاحکام:۲/۴۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " لا يجب الوضوء على من نام جالسًا أو قائمًا أو ساجدًا حتى يضع جنبه ، فإنه إذا وضع جنبه استرخت مفاصله " . (۱/۱۹۴ ، رقم : ۵۹۸ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

وفيه أيضًا : عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول : " ليس على المحتبي والنائم ولا على القائم النائم ولا على الساجد النائم وضوء ، حتى يضطجع ، فإن اضطجع توضأ " .

(۱/۱۹۸ ، رقم : ۶۰۳ ، كتاب الطهارة ، باب ما ورد في نوم الساجد ، إعلاء السنن : ۱/۱۳۰ ، باب وجوب الوضوء على من نام مسترخيا مفاصله ، رقم : ۱۰۸)

ما في " الفتاوى الهندية " : وإن نام جالسًا وهو يتمايل وربما تزول مقعدته عن الأرض . قال شمس الأئمة الحلواني : ظاهر المذهب أنه لا يكون حدثا . كذا في فتاوى قاضي =

زمین پر ہاتھ ٹیک کر قیام میں جانا

مسئلہ (۳۲): بعض لوگ نماز میں جب قعدہ یا سجدہ سے قیام میں جاتے ہیں، تو بغیر کسی عذر کے، اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوتے ہیں، اُن کا یہ عمل مکروہِ تنزیہی ہے، جس کا ترک اَولیٰ ہے۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ہاتھ زمین پر ٹیک کر قیام میں جاتے ہیں، تو پھر مکروہ بھی نہ ہوگا۔ (۱)

=خان . (۱/۱۲، رد المحتار : ۱/۲۷۰، ط : زكريا، و: ۱/۲۴۳، ط : بيروت، و: ۲/ ۲۴۳، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " المبسوط " : وأما إذا نام مضطجعا أو متكئا فإن ذلك ينقض الوضوء . (۱/۵۸)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وإن نام قاعدا وهو يتمايل في حال نومه ويضطرب وربما يزول مقعده عن الأرض إلا أنه لم يسقط ظاهر المذهب أنه ليس بحدث .

(۱/۲۵۲، مسئله : ۲۳۸، ط : زكريا)

(کتاب النوازل: ۳/۱۲۰، صف میں بیٹھے ہوئے سونا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " حلبي كبير " : (فإذا فرغ من السجدة) الثانية (ينهض) قائما على صدور قدميه (ولا يقعد ولا يعتمد بيديه على الأرض) عند النهوض (إلا من عذر) بل يعتمد على ركبتيه . اهـ . (ص/۳۲۳، ط : سهيل اكيڈمی لاهور)

ما في " تبيين الحقائق " : قال رحمه الله : (وكبر للنهوض بلا اعتماد وقعود) أي كبر للنهوض ، ونهض بلا اعتماد وقعود ..... ولنا ما رواه أبو هريرة " أنه عليه الصلاة والسلام كان ينهض على صدور قدميه " رواه الترمذي والبيهقي . وعن ابن عمر : " نهى عليه الصلاة والسلام أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلاة " رواه أبو داود . وفي حديث وائل أنه عليه الصلاة والسلام : " إذا نهض اعتمد على فخذيه " .

(۱/۳۰۸، باب صفة الصلاة، ط : دار الكتب العلمية بيروت)=

امام پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو مسبوق کیا کرے؟

مسئلہ (۳۳): اگر کوئی شخص نماز باجماعت میں امام کے ساتھ دوسری، تیسری، یا چوتھی رکعت میں آکر شامل ہوا، اور امام کو اتفاقاً چار رکعت پوری ہونے کے بعد سہو ہوگیا، اور وہ پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا، مقتدیوں کو بھی یاد نہ آیا، کسی نے لقمہ نہ دیا اور سب کھڑے ہوگئے، تو اگر امام چوتھی رکعت پر قعدہ کرکے کھڑا ہوا ہے، تو مسبوق انتظار کرے، اگر امام لوٹ آوے، تو اس کے ساتھ سلام تک رہے، ورنہ اپنی نماز پوری کرلے، اور اگر امام نے چوتھی رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تب بھی انتظار کرے، اگر وہ پانچویں رکعت کے سجدہ سے قبل لوٹ آوے، تو سلام تک اُس کے ساتھ رہے، اور اگر نہ لوٹے، تو پھر سب کی نماز باطل ہوجائے گی۔ (۱)

=ما في " رد المحتار " : قال في الكفاية : أشار إلى خلاف الشافعي في موضعين ، أحدهما : يعتمد بيديه على ركبتيه عندنا ، وعنده على الأرض . والثاني : الجلسة الخفيفة . قال الشمس الأئمة الحلوائي : الخلاف في الأفضل ..... ولا شبه أنه سنة أو مستحب عند عدم العذر ، فيكره فعله تنزيهًا لمن ليس به عذر . اهـ .

(۱/۵۰۶ ، كتاب الصلاة ، مطلب في إطالة الركوع للجائي ، ط : دار الفكر بيروت)

(معین الفتاویٰ: ص/۱۶۶، باب صفۃ الصلوۃ، قیام وقعود میں جانے کے لیے زمین پر ہاتھ ٹیکنا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وإن قعد في الرابعة مثلا قدر التشهد ، ثم قام عاد وسلم ، ولو سلم قائمًا صح ، ثم الأصح أن القوم ينتظرونه ، فإن عاد تبعوه ، وإن سجد للخامسة سلموا ؛ لأنه تم فرضه إذ لم يبق عليه إلا السلام . اهـ .

(۲/۵۵۳ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، ط : مكتبه زكريا ديوبند)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=وفيه أيضًا : ولو قام إمامه لخامسة فتابعه إن بعد القعود تفسد ، وإلا لا ، حتى يقيد بالخامسة بسجدة . (در مختار) . وفي الشامية : تفسد أي صلاة المسبوق ؛ لأنه اقتداء في موضع الانفراد ، ولأن اقتداء المسبوق بغيره مفسد كما مر . وقوله : وإلا أي وإن لم يقعد وتابعه المسبوق لا تفسد صلاته ؛ لأن ما قام إليه الإمام على شرف الرفض ولعدم تمام الصلاة . اهـ . (۲/۳۵۰ ، كتاب الصلاة ، قبيل باب الاستخلاف ، ط : زكريا ديوبند ، و : ۱/۵۹۹ ، ط : كراچي)

ما في " البحر الرائق " : وإن قعد في الرابعة ، ثم قام عاد وسلم ..... ثم قيل : القوم يتبعونه ، فإن عاد عادوا معه ، وإن مضى في النافلة اتبعوه ؛ لأن صلاتهم تمت بالقعدة ، والصحيح أنهم لا يتبعونه ، لأنه لا اتباع في البدعة ، فإن عاد قبل تقييد الخامسة بالسجدة اتبعوه بالسلام ، فإن قيد سلموا في الحال . (وإن سجد للخامسة تم فرضه وضم إليها سادسة) أي لم تفسد فرضه بسجوده كما فسد فيما إذا لم يقعد هذا هو المراد بالتمام ، وإلا فصلاته ناقصة كماسيأتي ، وإنما لم يفسد ؛ لأن الباقي أصابه لفظ السلام ، وهي واجبة .

(۲/۱۸۴ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو ، ط : زكريا ديوبند ، و : ۲/۱۰۴ ، ط : رشيديه كوئٹه) (مستفاد از: امداد الفتاویٰ جدید مطول حاشیہ:۲/۱۳۹،۱۴۰،امام بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوجائے تو مقتدی کیا کرے؟)

نماز میں عملِ کثیر کے ساتھ موبائل بند کرنا

مسئلہ (۳۴): اگر کسی امام یا مقتدی کے موبائل کی گھنٹی نماز کی حالت میں بجنا شروع ہوگئی، اور اس نے قیام میں ایک مرتبہ بند کیا، پھر رکوع میں ایک مرتبہ بند کیا، پھر قومہ میں ایک مرتبہ بند کیا، پھر سجدہ میں ایک مرتبہ بند کیا، اور ہر بار ایک ہاتھ سے بند کیا، اور ایک رکن میں تین مرتبہ لگاتار بند کرنا نہیں پایا گیا، تو نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہوگی، کیوں کہ یہ عملِ قلیل کے درجے میں ہے[۱]، لیکن اگر دونوں ہاتھ سے بند کرنا، یا ایک رکن میں تین مرتبہ لگاتار بند کرنا پایا گیا، تو نماز فاسد ہوگی، کیوں کہ یہ عملِ کثیر کے درجے میں ہے، اور عملِ کثیر نماز کو فاسد کردیتا ہے[۲]، اس لیے بہتر ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے پورے دھیان وفکر کے ساتھ موبائل کی سوئچ بند کردیں۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " نور الإيضاح " : يكره للمصلي .... العمل القليل . (ص/ ۹۰ ، كتاب الصلاة)

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : (الأول) أن ما يقام باليدين عادة كثيرٌ ، وإن فعله بيد واحدة كالتعمم ولبس القميص وشدّ السراويل ، والرمي عن القوس ، وما يقام بيد واحدة قليلٌ ، وإن فعل بيدين كنزع القميص وحلّ السراويل ، ولبس القلنسوة ونزعها ، ونزع اللجام . هكذا في التبيين . (۱/ ۱۰۱ – ۱۰۲ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، تبيين الحقائق : ۱/ ۴۱۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة)

ما في " رد المحتار " : (و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها ، وفيه أقوال خمسة : أصحها (ما لا يشكّ) بسببه (الناظر) من بعيد (في فاعله أنه ليس=

.....

.....

.....

.....

= فيها) . التنوير وشرحه . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله : القول الثاني : أن ما يعمل عادة باليدين كثيرٌ، وإن عمل بواحدة كالتعمّم وشدّ السراويل ، وما عمل بواحدة قليلٌ، وإن عمل بها كحلّ السراويل ولبس القلنسوة ونزعها إلا إذا تكرّر ثلاثاً متواليةً . اهـ .

(۳۳۲/۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره ، مطلب في التشبه بأهل الكتاب ، شرح الوقاية :ص/۱۶۵ ، مفسدات الصلاة)

ما في " البحر الرائق " : إذا رآه على هذا العمل وتيقن أنه ليس في الصلاة فهو عمل كثير ، وإن شك فهو قليل ، ثانيها أن ما يقام باليدين عادة كثير ، وإن فعله بيد واحدة كالتعمم ولبس القميص ، وشد السراويل، والرمي عن القوس ، وما يقام بيد واحدة قليلٌ ، ولو فعله باليدين كنزع القميص، وحلّ السراويل ، ولبس القلنسوة ونزعها ، ونزع اللجام ، وما أشبه ذلك . (۲۰/۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، ط : دار الكتاب)

(۳) ما في " مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي " : (يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئًا) ..... (كعبثه بثوبه وبدنه) لأنه ينافي الخشوع الذي هو روح الصلاة ، فكان مكروهاً ، لقوله تعالى : ﴿قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلوتهم خاشعون﴾ قوله ﷺ : "إن الله تعالى كره لكم العبث في الصلاة ، والرفث في الصيام، والضحك عند المقابر " . ورأى عليه الصلاة والسلام رجلا بعث بلحيته في الصلاة فقال : لو خشع قلبه لخشعت جوارحه ، والعبث عمل لا فائدة فيه ، ولا حكمة تقتضيه ، والمراد بالعبث هنا فعل ما ليس من أفعال الصلاة ، لأنه ينافيها . " مراقي " . وفي الطحطاوي : قوله : (لأنه ينافي الخشوع الخ) الخشوع حضور القلب ، وتسكين الجوارح والمحافظة على الأركان . " قهستاني " .

(ص/۳۴۵ ، كتاب الصلاة ، فصل في المكروهات)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۳۱) (المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ:۵/ ۱۱۱، مسئلہ نمبر:۶۶)

مساجد میں ایمپلی فائر اور اسپیکر کی بلند آواز

مسئلہ (۳۵): مساجد میں ایمپلی فائر اور اسپیکر کا استعمال جس میں آواز کا پھیلاؤ ضرورت سے زائد ہو، مکروہ ہے، کیوں کہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنے کو فقہائے کرام نے مکروہ قرار دیا ہے، جس قدر آواز کی ضرورت ہو اسی کی حد میں رہتے ہوئے مائک کا استعمال کرنا چاہیے، اور یوں تو بلا ضرورت نماز میں مائک کا استعمال ہی پسندیدہ نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : قوله : (ورفع صوت بذكر الخ) ..... وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني : أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوّش جهرهم على نائم أو مصلّ أو قارئ الخ .

(۲/۴۳۴ ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في رفع الصوت بالذكر ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۳۱۸ ، كتاب الصلاة ، فصل في صفة الأذكار ، ط : مكتبة شيخ الهند ، الموسوعة الفقهية : ۳۷/۲۰۷ ، مسجد ، رفع الصوت في المسجد والجهر فيه ، الفتاوى الحديثية : ص/۱۰۸ ، مطلب في الجهر بالأوراد عقب الصلاة سنة الخ ، ط : دار احياء التراث العربي بيروت)

ما في " نور الإيضاح " : وما يشغل البال ويخل بالخشوع .

(ص/۹۰ ، فصل يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئًا ، ط : ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند)

ما في " بيان القرآن " : ''اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر (یعنی بہت غل مت مچا اور یہ مطلب نہیں کہ اتنی پست کر کہ دوسرا سنے بھی نہیں، آگے غل مچانے سے نفرت دلاتے ہیں کہ) بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے، تو آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب ہے؟ نیز چیخ وچلاؤ سے بعض اوقات دوسروں کو وحشت واذیت بھی ہوتی ہے۔'' (۳/۱۴۵، سورۂ لقمان: ۱۹، ط: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، معارف القرآن: ۷/۴۰، ط: فرید بک ڈپو دہلی) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۶۸۰۴)

ہسپتال کے مخصوص کپڑوں میں نماز

مسئلہ (۳۶): اگر ہسپتال کے ملازم کے کپڑے پاک ہیں، تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر ہسپتال کے ملازم کے کپڑے زخمیوں کے خون یا پیپ لگنے سے ناپاک ہوگئے ہیں، تو ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ ان کپڑوں کو تبدیل کرکے دوسرے پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ضروری ہوگا، البتہ اگر دوسرے پاک کپڑے میسر ہی نہیں، تو اس صورت میں مجبوراً انہی کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي فيه واجب هكذا في الزاهدي في باب الأنجاس ، هذا إذا كانت النجاسة قدرا مانعا وأمكن إزالتها من غير ارتكاب ما هو أشد حتى لو لم يتمكن من إزالتها إلا بإبداء عورته للناس يصلي معها ، ولو أبداها للإزالة فسق . هكذا في البحر الرائق .

(۱/۵۸ ، كتاب الصلاة ، الباب الثالث في شروط الصلاة ، ط : رشديه وزكريا)

(رد المحتار : ۱/۴۰۲ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، ط : سعيد)

(تبيين الحقائق : ۱/۲۵۱ ، ۲۵۲ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، ط : سعيد)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۳۵۹)

نماز میں ''ہائے'' کہنا

مسئلہ(۳۷): نماز کے دوران رنج وغم کی وجہ سے ''ہائے'' کہنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے، اگر کسی مرض یا زخم کی وجہ سے ''ہائے'' کہا ہے، جس کو ضبط کرنا ممکن نہیں، تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

نماز میں ہنسنا

مسئلہ(۳۸): نماز میں ہنسنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اور وضو برقرار رہتا ہے، اس لیے اس نماز کو دوبارہ نیت باندھ کر پڑھنا لازم ہے، ہنسنے سے مراد یہ ہے کہ ہنسنے کی آواز خود سنے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : والانين هو قوله " آه " بالقصر والتأوه هو قوله " آه " بالمد والتأفيف " أف " أو " تف " والبكاء بصوت يحصل به حروف لوجع أو مصيبة قيد للأربعة إلا لمريض لا يملك نفسه عن أنين أو تأوه حينئذ كعطاس وسعال وجشاء أو تثاؤب وإن حصل حروف للضرورة . (۱/۶۱۹ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة ، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام ، ط : سعيد)

(فتاوى عالمگيري : ۱/۱۰۰ ، كتاب الصلاة ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ، ط : رشيديه وزكريا ، تبيين الحقائق : ۱/۳۹۱ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، ط : سعيد كراچي) (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۳۵۸)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " فتاوى عالمگيري " : والضحک يبطل الصلاة ولا يبطل الطهارة . (۱/۱۲ ، كتاب الطهارة ، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ، رد المحتار : ۱/۱۴۵ ، كتاب=

ہونٹ بند کر کے قرأت کرنا

مسئلہ (۳۹): نماز میں چپ چاپ ہونٹ بند کر کے دِل ہی دِل میں قرأت کرنے سے نماز نہیں ہوگی، قرأت کا رکن ادا ہونے کے لیے کم از کم درجہ یہ ہے کہ حروف صحیح طور پر نکلیں، اور اس کے پاس والا یا خود اپنی قرأت کی آواز سن سکے، اس لیے نماز کے دوران ہونٹ ہلا کر قرأت کرنا ضروری ہے۔ ہونٹ کو حرکت دیئے بغیر جو قرأت کی جاتی ہے شریعت میں اس کا اعتبار نہیں۔ (۱)

= الصلاة ، باب ما ينقض الوضوء ، ط : سعيد ، هدايه مع فتح القدير : ۱/۴۶ ، كتاب الصلاة ، فصل في نواقض الوضوء ، ط : رشيديه وزكريا) (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۳۶۰)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " فتاوى عالمگيري " : وأما حد القراءة فنقول تصحيح الحروف أمر لا بد منه فإن صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لا يجوز ، وبه أخذ عامة المشايخ ، هكذا في المحيط ، وهو المختار . هكذا في السراجية ، وهو الصحيح . هكذا في النقاية .

(۱/۶۹ ، كتاب الصلاة ، الباب الرابع في صفة الصلاة ، الفصل الأول في فرائض الصلاة ، رد المحتار : ۱/۵۳۴ ، ۵۳۵ ، كتاب الصلاة ، فصل في القراءة)

ما في " رد المحتار " : فقد ظهر بهذا أن أدنى المخافتة إسماع نفسه أو من بقربه من رجل أو رجلين مثلا ، وأعلاها تصحيح الحروف كما هو مذهب الكرخي ، ولا تعتبر هنا في الأصح وأدنى الجهر إسماع غيره ممن ليس بقربه كأهل الصف الأول ، وأعلاها لا حد له . فافهم . (۱/۵۳۵)

(شرح الوقاية مع عمدة الرعاية : ص/۱۴۹ ، كتاب الصلاة ، فصل في القراءة ، ط : سعيد كراچي) (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۳۶۴)

معذور آدمی کہاں کھڑا رہے؟

مسئلہ (۴۰): اگر معذور آدمی پہلی صف میں نماز ادا کرنے کی صورت میں کافی جگہ روک لیتا ہے، یا صف کے درمیان کافی جگہ خالی رہتی ہے، یا دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، تو ایسے معذور کے لیے بہتر ہے کہ آخری صف میں جہاں کنارے پر جگہ ہو، وہاں نماز ادا کریں، اِن شاء اللہ اُس کو جماعت اور پہلی صف میں شامل ہوکر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو تکلیف پہنچنے کے اندیشہ سے پہلی صف چھوڑ دے، تو اس کو پہلی صف کا دوگنا اجر دیا جائے گا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : " من ترک الصف الأول مخافة أن يؤذي أحدًا أضعف الله له أجر الصف الأول " .

(۱/۱۷۱ ، رقم : ۵۳۷ ، ط : دار الحرمين – القاهرة)

ما في " رد المحتار " : تنبيه : قال في المعراج : الأفضل أن يقف في الصف الآخر إذا خاف إيذاء أحد ، قال عليه الصلاة والسلام : " من ترک الصف الأول مخافة أن يؤذي مسلما أضعف له أجر الصف الأول " ، وبه أخذ أبو حنيفة ومحمد ، وفي كراهة ترک الصف الأول مع إمكانه خلاف . اهـ . أي لو تركه مع عدم خوف الإيذاء ، وهذا لو قبل الشروع ، فلو شرعوا وفي الصف الأول فرجة له خرق الصفوف .

(۱/۵۶۹ ، باب الإمامة ، قبيل مطلب في جواز الإيثار في بالقرب ، ط : سعيد)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۱۰۲)

مریض کا صف کے کنارے بیٹھنا

مسئلہ (۴۱): عام طور پر آدمی جب جماعت میں شریک ہوتا ہے، تو وہ صف کے بائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے، اور درمیان میں بیٹھنے کو برا سمجھتا ہے، یہ غلط ہے، اس لیے اگر معذور شخص صف کے درمیان بیٹھ کر نماز ادا کرے، تو سب کی نماز ہو جائے گی، معذور اور غیر معذور کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ (۱)

دورانِ نماز عذر ختم ہو گیا

مسئلہ (۴۲): اگر نماز کے دوران معذور کا عذر ختم ہو گیا، تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر آخری قعدہ کے التحیات پڑھنے کے بعد عذر ختم ہو گیا، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی، اور وضو کر کے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں احتیاط ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ کے مذہب میں آسانی ہے۔ اس لیے احتیاط پر عمل اَولیٰ ہوگا۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في "رد المحتار" : فلو شرعوا وفي الصف الأول فرجة له خرق الصفوف .

(۱/ ۵۶۹ ، باب الإمامة ، قبيل مطلب في جواز الإيثار في بالقرب ، ط : سعيد)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ۴/۱۰۳)

(اغلاط العوام: ص/ ۷۵، جماعت وامامت کی اغلاط، ط: زم زم پبلی شرز، کراچی)

الحجة على ما قلنا :=

معذور شرعی

مسئلہ (۴۳): اگر کسی آدمی کو وضو توڑنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز مثلاً قطرہ، ریح، خون وغیرہ مسلسل آتا رہتا ہے، اور ایک نماز کے مکمل وقت میں سے اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وہ وضو اور پاکی کے ساتھ اس وقت کی فرض نماز ادا کر سکے، تو وہ معذور ہے[۱]، ایسا معذور ہر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد نیا وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر، یا جس جگہ پر نجاست لگی ہے اس کو دھو کر فرض، واجب، سنت، نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے، جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا، تو اس وضو توڑنے والی چیز کے جاری رہنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، ہاں! اس وضو توڑنے والی چیز کے علاوہ دوسری وضو توڑنے والی چیز پائی جانے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔[۲]

=(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : واعلم انه (ان تعمد عملا ينافيها بعد جلوسه قدر التشهد) ولو بعد سبق حدثه (تمت) لتمام فرائضها ، نعم تعاد لترک واجب السلام (ولو) وجد المنافي (بلا صنعه) قبل القعود بطلت اتفاقا ولو (بعده بطلت) في المسائل الاثنى عشرية عنده . وقالا : صحت .

(۱/۶۰۶ ، باب الاستخلاف ، المسائل الاثنى عشرية ، ط : سعيد)

ما في " رد المحتار " : قوله : (وفي الشرنبلالية والأظهر قولهما الخ) .... ومن المقرر طلب الاحتياط في صحة العبادة لتبرأ ذمة المكلف بها ، وليس الاحتياط إلا بقول الإمام الأعظم أنها تبطل . اهـ . قلت : وعليه المتون .

(۱/۶۰۷ ، باب الاستخلاف ، المسائل الاثني عشرية ، ط : سعيد كراچي)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۱۰۳)=

.....

.....

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

=(۱) ما في " رد المحتار " : وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب ، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما ؛ لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم . (۱/۳۰۵ ، كتاب الطهارة ، باب الحيض ، مطلب في أحكام المعذور، ط : سعيد ، البحر الرائق : ۱/۲۱۵ ، باب الحيض ، ط : سعيد)

(الفتاوى الهندية : ۱/۴۰ ، الباب السادس في الدماء الخ ، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة ، ط : رشيديه)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض) اللام للوقت كما في لدلوك الشمس (ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى (فإذا خرج الوقت بطل) أي ظهر حدثه السابق حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (وإن سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله ، هو المختار للفتوى . (۱/۳۰۵ ، ۳۰۶ ، كتاب الطهارة ، باب الحيض ، مطلب في أحكام المعذور ، ط : سعيد ، الفتاوى الهندية : ۱/۴۰ ، ۴۱ ، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة ومما يتصل بذلك أحكام المعذور ، ط : رشيديه ، البحر الرائق : ۱/۲۱۵ ، باب الحيض ، ط : سعيد) (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۴/۹۹)

''بمصیطر'' اور '' بمسیطر'' پڑھنا

مسئلہ (۴۴): قرآن مجید میں بعض جگہ، بعض الفاظ کے کسی حرف کے اوپر یا نیچے چھوٹا سا ایک حرف لکھا ہوتا ہے، مثلاً سورۂ غاشیہ میں ''بمصیطر'' میں صاد کے اوپر چھوٹا سا ''س'' لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ ''س'' اور ''ص'' دونوں حرفوں سے پڑھا گیا ہے، اور تلاوت کرنے والا خواہ ''س'' سے پڑھے یا ''ص'' سے، دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " تفسر جلالين " : ﴿انما أنت مذكر لست عليهم بمصيطر﴾ وفي قراء ة بالصاد بدل السين أي بمسلط . (ص/۴۹۸ ، سورة الغاشية)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : ولو قرأ مكان السين صادًا في بعض المواضع يجوز ، وفي بعضها لا يجوز نحو قوله تعالى : ﴿لست عليهم بمسيطر﴾ و ﴿بمصيطر﴾ ، ﴿بسطة﴾ و ﴿وبصطة﴾ كلاهما صح في القرآن و اللغات .

(۱/۲۹۱ ، كتاب الصلاة ، فصل في القراء ة ، الفصل الأول في ذكر حرف مكان حرف)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۲/۲۷۶، دوقرأتیں)

سورۂ فاتحہ کی ہر ہر آیت پر وقف اور ایک سانس میں زیادہ آیتیں پڑھنا

مسئلہ (۴۵): تلاوتِ قرآنِ کریم کے وقت سورۂ فاتحہ کی ہر ہر آیت پر وقف کرنا افضل ہے(۱)، اس لیے کہ اس کی ہر آیت پر اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پڑھنے والے کو جواب دیا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے(۲)، اور دیگر سورتوں میں رُموزِ اوقاف کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرنی چاہیے، کیوں کہ ان رُموز کو معانی کے لحاظ سے ہی مقرر کیا گیا ہے، نیز تلاوت کرتے ہوئے ہمیشہ سکون اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے(۳)، ایک سانس میں زیادہ آیتیں پڑھ لینا کوئی خوبی یا تعریف کی بات نہیں ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن قتادة قال : سئل أنس كيف كانت قراءة النبي ﷺ ؟ فقال : كانت مدّا ثم قرأ بسم الله الرحمن الرحيم يمدّ ببسم الله ويمد بالرحمن ويمد بالرحيم . (۲/۷۵۴ ، كتاب فضائل القرآن ، باب مد القراءة)

ما في " سنن أبي داود " : عن عبد الله بن أبي مليكة عن أم سلمة أنها ذكرت أو كلمة غيرها قراءة رسول الله ﷺ بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين يقطع قراءته آية آية .

(ص/۵۵۲ ، باب الحروف والقراءات ، ط : مكتبه بلال ديوبند ، جامع الترمذي : ۲/۱۲۰ ، ۱۲۱ ، أبواب القراءات عن رسول الله ﷺ ، ط: مكتبه بلال ديوبند)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي هريرة رضي الله عنه ..... سمعت رسول الله=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= ﷺ يقول : " قال الله تعالى : قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين ، ولعبدي ما سأل ، فإذا قال العبد : الحمد لله رب العالمين ، قال الله تعالى : حمدني عبدي ، وإذا قال : الرحمن الرحيم ، قال الله تعالى : أثنى علي عبدي ، فإذا قال : مالك يوم الدين ، قال : مجدني عبدي ، وقال مسرة : فوض إلي عبدي ، فإذا قال : إياك نعبد وإياك نستعين ، قال : هذا بيني وبين عبدي ولعبدي ما سأل ، فإذا قال : إهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ، قال : هذا لعبدي ولعبدي ما سأل " . (١/١٦٩ ، ١٧٠ ، كتاب الصلاة ، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة الخ)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ورتل القرآن ترتيلا﴾ . (سورة المزمل : ۴)

ما في " مختصر تفسير ابن كثير " : قوله تعالى : (ورتل القرآن ترتيلا) أي اقرأه على تمهل ، فإنه يكون عونًا على فهم القرآن وتدبره . وكذلك كان يقرأ صلوات الله وسلامه عليه ، قالت عائشة : كان يقرأ السورة فيرتلها .... وقد قدمنا في أول التفسير الأحاديث الدالة على استحباب الترتيل وتحسين الصوت بالقراءة . (٣/٥٦٢ ، ٥٦٣ ، سورة المزمل)

(کتاب النوازل:۲/۲۵۹)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا

مسئلہ (۴۶): اگر کوئی نمازی قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر یاد آنے پر بیٹھ گیا، تو اب سجدۂ سہو کرنے کے لیے دوبارہ ''التحیات'' پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لے، پھر بیٹھ کر ''التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز پوری کرے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير مع الدر والرد " : (وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائمًا صح . (تنوير مع الدر) وفي الشامية : وفيه إشارة إلى أنه لا يعيد التشهد، وبه صرح في البحر . (۲/۵۵۳ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

ما في " البحر الرائق " : قوله : (وإن قعد في الرابعة ثم قام عاد وسلم) ثم إذا عاد لا يعيد التشهد .... وسجد للسهو ؛ لأنه آخر الواجب وهو السلام .

(۲/۱۸۴ ، ۱۸۶ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

(تبيين الحقائق : ۱/۴۸۱ ، كتاب الصلاة ، باب سجود السهو)

(حلبي كبير : ص/۴۶۳ ، فصل في سجود السهو)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۳/۲۵۷،قعدۂ اخیرہ کر کے کھڑا ہو گیا)

قضا نماز گھر پر ادا کرے

مسئلہ (۴۷): اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے چھپ کر پوشیدہ طور پر پڑھے، دوسروں کو مطلع کر کے علی الاعلان نہ پڑھے، کیوں کہ نماز اپنے وقت پر نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے، اور گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، فتاویٰ شامی میں ہے کہ قضا نماز علی الاعلان پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وينبغي أن لا يطلع غيره على قضائه ؛ لأن التأخير معصية فلا يظهرها . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (وينبغي الخ) تقدم في باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد ، وعلله الشارح بما هنا من أن التأخير معصية فلا يظهرها ، وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الاطلاع عليه ، سواء كان في المسجد أو غيره كما أفاده في المنح . قلت : والظاهر أن ينبغي هنا الوجوب وأن الكراهة تحريمية ؛ لأن إظهار المعصية معصية ، لحديث الصحيحين : " كل أمتي مُعافًى إلا المجاهرين ، وإن من الجهار أن يعمل الرجل بالليل عملا ثم يصبح وقد ستره الله فيقول : عملت البارحة كذا وكذا ، وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه " .

(۲/۵۳۹ ، كتاب الصلاة ، قبيل باب سجود السهو)

ما في " حلبي كبير " : إذا فاتته صلوات ينبغي أن يقضيها في البيت لا في المسجد سترا لذنبه . (ص/۵۳۴ ، فصل في سجود السهو)

ما في " البحر الرائق " : إذا فاتت عن وقتها ينبغي أن يقضيها في بيته ولا يقضيها في المسجد . (۲/۱۶۰ ، كتاب الصلاة ، قبيل باب سجود السهو ، كذا في الفتاوى الهندية : ۱/۱۲۵ ، كتاب الصلاة ، قبيل الباب الثاني عشر في سجود السهو)

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۳/۲۵۰،قضا نماز یں چھپ کر ادا کرے)

فصل في سجدة التلاوة

سجدۂ تلاوت کے مسائل

موبائل پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت

مسئلہ (۴۸): موبائل یا ٹیلی ویژن پر براہِ راست (لائیو/Live) آیتِ سجدہ سننے سے بعض علماء کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، لیکن بعض مفتیانِ کرام کی تحقیق یہ ہے کہ ٹیلی ویژن یا موبائل پر لائیو (Live) کے نام سے جو پروگرام نشر ہوتے ہیں، وہ کیمرے میں محفوظ ہونے کے بعد نشر ہوتے ہیں، لہٰذا ٹیلی ویژن یا موبائل پر براہِ راست نشر ہونے والی آیتِ سجدہ سننے سے، سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا[۱]، البتہ! احتیاط یہ ہے کہ سجدہ کرلیا جائے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى : لا تجب بسماعه من الصدى والطير ومن كل تال حرفًا ولا بالتهجي . " أشباه " . (در مختار) .

(رد المحتار : ۲/۵۸۳ ، باب سجود التلاوة)

ما في " بدائع الصنائع " : بخلاف السماع عن الببغاء والصدى ، فإن ذلك ليس بتلاوة ، وكذا إذا سمع من المجنون ، لأن ذلك ليس بتلاوة صحيحة لعدم أهليته لإنعدام التمييز .

(۱/۴۲۷ ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان من تجب عليه ، الفتاوى التاتار خانية : ۱/۴۸۷ ، كتاب الصلاة ، الفصل الحادي والعشرون في سجدة التلاوة ، البحر الرائق : ۲/۲۷ ، باب سجود التلاوة ، الفتاوى الهندية : ۱/۱۳۲ ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۴۸۶ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۲/۱۰۰)

ما في " بدائع الصنائع " : وأما سبب وجوب السجدة : فسبب وجوبها أحد شيئين : التلاوة أو السماع ، كل واحد منهما على حاله موجب ، فيجب على التالي الأصم ، والسامع الذي لم يتل . (۱/۳۰۷ ، كتاب الصلاة ، فصل في سبب وجوب السجدة ، ط : بيروت)

ما في " الهداية مع فتح القدير " : والسجدة واجبة ..... على التالي والسامع ، سواء قصد سماع القرآن أو لم يقصد لقوله عليه السلام : " السجدة على من سمعها وعلى من تلاها " . وهي كلمة إيجاب وهو غير مقيد بالقصد .

(۲/۱۳ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة ، ط : بيروت ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح :ص/۴۸۴ ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة)

ما في " المصنف لإبن أبي شيبة " : وعن ابن عمر قال : " إنما السجدة على من سمعها " .

(۳/۳۹۰ ، رقم : ۴۲۵۲ ، رقم الباب [۲۰۹] من قال : السجدة على من جلس لها ومن سمعها ، ط : المجلس العلمي بيروت) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند،رقم الفتویٰ:۱۵۳۳۲۲)

باب الجمعة

جمعہ کے مسائل

خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

مسئلہ (۴۹): اگر کوئی امام خطبۂ جمعہ یا خطبۂ عیدین میں کوئی آیتِ سجدہ پڑھے، تو امام پر، اور جن لوگوں نے آیتِ سجدہ سنی ہے، اُن پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوگا، اور جن لوگوں نے آیتِ سجدہ نہیں سنی، اُن پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن أبي سعيدن الخدري أنه قال : قرأ رسول الله ﷺ وهو على المنبر فلما بلغ السجدة نزل فسجد وسجد الناس معه ، فلما كان يوم آخر قرأها فلما بلغ السجدة تشزّن الناس للسجود فقال النبي ﷺ : " إنما هي توبة نبي ولكني رأيتكم تشزّنتم للسجود فنزل فسجد وسجدوا " . (۱/۵۳۲ ، رقم : ۱۴۱۲ ، كتاب الصلاة ، باب السجود الخ ، ط : دار الكتاب العربي بيروت)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولو تلا على المنبر سجد وسجد السامعون . (در مختار) . وفي الشامية : أي لا غيرهم بخلاف الصلاة . (۲/۵۹۸ ، ط : زكريا)

(الموسوعة الفقهية : ۲۴/۲۲۶ ، سجود ، السجود للتلاوة خلف التالي)

(کتاب المسائل: ۱/۵۴۱، امام کا خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا، ط: مکتبہ اسماعیل دیوبند)

فصل في السنن والنوافل

سنن ونوافل کے مسائل

سنتِ مؤکدہ کو اہمیت نہ دے کر چھوڑ دینا

مسئلہ (۵۰): بعض لوگ صرف فرض نماز پر اکتفا کرتے ہیں، اور سنتِ مؤکدہ کو کوئی اہمیت نہ دے کر انہیں چھوڑ دیتے ہیں، جب کہ سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا نام ہے [۱]، اور سنتِ مؤکدہ وہ نمازیں ہیں، جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی سے ہمیشہ پڑھا ہے، بلا کسی عذر ترک نہیں فرمایا ہے، یہ عام دنوں میں بارہ رکعتیں ہیں، اور جمعہ کے دن چودہ رکعتیں ہیں، یہ عمل میں واجب کی طرح ہیں، بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت بنالینے والا فاسق اور گنہگار ہے [۲]، اور ایسا شخص اتباعِ سنت کے ثمرہ میں ملنے والی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا، ہاں! اگر کبھی کبھار کسی عذر کی وجہ سے نہ پڑھ سکے، تو اجازت ہے، گناہ نہ ہوگا۔ [۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : رجل ترك سنن الصلاة ، إن لم ير السنن حقا فقد كفر ، لأنه تركها استخفافا ، وإن رآها حقا فالصحيح أنه يأثم ، لأنه جاء الوعيد بالترك . كذا في محيط السرخسي . (۱/۱۱۲ ، كتاب الصلاة ، الباب التاسع في النوافل)

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : وعن العرباض بن سارية قال : صلى بنا رسول الله=

.....

.....

= ﷺ ذات يوم ، ثم أقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة ، ذرفت منها العيون ، ووجلت منها القلوب .... فقال : " أوصيكم بتقوى الله ، والسمع والطاعة وإن كان عبدًا حبشيًا ، فإنه من يعيش منكم بعدي فسيرى اختلافًا كثيرًا ، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين ، تمسّكوا بها وعضّوا عليها بالنواجذ ..". الحديث .

(ص/٢٩ ، ٣٠ ، كتاب الإيمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثاني ، رقم : ١٦٣ ، ط : مكتبه رشيديه سهارنفور)

ما في " صحيح مسلم " : عن أنس رضي الله عنه أن نفرًا من أصحاب النبي ﷺ سألوا أزواج النبي ﷺ عن عمله في السرّ ، فقال بعضهم : لا أتزوج النساء ، وقال بعضهم : لا آكل اللحم ، وقال بعضهم : لا أنام على فراش ، فحمد الله وأثنى عليه فقال : " ما بال أقوام قالوا كذا وكذا ، لكني أصلي وأنام ، وأصوم وأفطر ، وأتزوج النساء ، فمن رغِب عن سنتي فليس مني " . (١/٤٤٩ ، كتاب النكاح ، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة الخ ، ط : المكتبة الفيصل ديوبند ، صحيح البخاري :٢/٧٥٧ ، كتاب النكاح ، باب الترغيب في النكاح ، رقم :٤٨٧٢ ، ط : مكتبه بلال ديوبند)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وصرح الحنفية : أن تارك السنن الرواتب يستوجب اساء ة وكراهية ، وفسر ابن عابدين استيجاب الإساء ة بالتضليل واللوم ، وقال صاحب كشف الأسرار : الإساء ة دون الكراهة ، وقال ابن نجيم : الإساء ة أفحش من الكراهة ، وفي التلويح : ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام .

(٢٥/٢٧٦ ، السنن الرواتب ، الحكم التكليفي لأداء السنن الرواتب)

(٣) ما في " رد المحتار " : قال الشامي رحمه الله تعالى : إن الإثم منوط بترك الواجب أو السنة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلاة الخمس قيل : لا يأثم ، والصحيح أنه يأ ثم . (١/٢٢٠ ، كتاب الطهارة ، مطلب في السنة وتعريفها)

(المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة :١/٦٤ ،مسئلہ نمبر:٥٤ ،سننِ مؤکدہ کا ترک کرنا)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ،رقم الفتویٰ:٣٩٧)

مروجہ شبینہ کا شرعی حکم

مسئلہ (۵۱): نفسِ ختمِ قرآن شریف خصوصاً نماز میں موجبِ اجر اور موجبِ سعادت وبرکت ہے، بشرطیکہ التزامِ مالا یلزم اور عوارضِ محظورہ سے خالی ہو، شبینہ مروجہ میں چند عوارض ایسے ہیں جو کہ مثلِ لازم غیر منفک کے ہیں۔

(۱) اُولاً: عام طور پر ریا اور فخر کے لیے شبینہ کیا جاتا ہے، اخلاص نہیں ہوتا۔ چنانچہ اہلِ محلّہ اور حفاظ دوسرے اہلِ محلّہ وحفاظ کے مقابلے میں کہتے ہیں کہ ہماری مسجد میں صرف اتنی دیر میں ختم ہوا۔ ریا کی ممانعت قرآن وحدیث شریف سے ثابت ہے، خصوصاً نماز میں ریا کے متعلق وارد ہے: ﴿فویل للمصلین ○ الذین هم عن صلوتهم ساهون ○ الذین هم یرآؤن﴾ .[۱]

(۲) ثانیاً: نمازی خود اتنی طویل نماز کے شوقین نہیں۔ چنانچہ تنہائی میں کبھی اتنی طویل نماز نہ مقتدی پڑھتے ہیں اور نہ ہی امام، اور سُستی وکسل کی حالت میں شبینہ کی شرکت کرتے ہیں، بلکہ اکثر بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں، جب رکوع کا وقت آتا ہے، تو جلدی سے کھڑے ہوکر بعض بیٹھے ہی بیٹھے نیت باندھ کر شریک ہوجاتے ہیں۔[۲]

(۳) ثالثاً: حفاظ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ تدبر تو بجائے خود الفاظ تک صاف سمجھ میں نہیں آتے، بلکہ پورے الفاظ ادا بھی نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں " هذًا کهذ الشعر " کی ممانعت آئی ہے۔[۳]

(۴) رابعاً: روشنی اور دیگر تکلُّفات ایسے کیے جاتے ہیں جو کہ حدِ اِسراف میں

داخل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (۴)

(۵) خامساً: حفاظ کے لیے نقد یا مٹھائی اور کچھ خورد ونوش کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو کہ صورۃً اور حقیقۃً بھی تلاوت کی اُجرت ہے اور ممنوع ہے۔ (۵)

(۶) سادساً: مردوں اور بچوں کا ہجوم ہوکر شور وشغب ہوتا ہے، اور یہ شور وشغب احترامِ مسجد کے خلاف ہے۔ اور ساتھ ساتھ اگر عورتیں بھی آئیں، تو پھر اللہ کی پناہ- مفاسد کی کچھ حد نہیں رہے گی۔ (۶)

اور پھر کبھی عورتوں کے ساتھ چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں، جو کہ اکثر پیشاب کرکے مسجد کو ملوث کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں بچوں سے خاص طور سے مسجد کو محفوظ رکھنے کا امر آیا ہے۔ (۷)

(۷) سابعاً: اس سلسلے میں عامۃً محلّہ سے چندہ وصول کیا جاتا ہے، جن میں بعض غریب اور نادار ہوتے ہیں، وہ یا تو چندہ بالکل نہیں دینا چاہتے، یا کم دینا چاہتے ہیں، مگر شبینہ اور ختم کے کارکن کبھی شرم وغیرت دلاکر، کبھی ناجائز دباؤ ڈال کر ان سے زائد وصول کرتے ہیں۔ (۸)

(۸) ثامناً: مٹھائی زیادہ تر فخر وریا کے لیے تقسیم کی جاتی ہے، اور فخر وریا کے کھانے کی ممانعت بھی احادیث میں آئی ہے۔

(۹) تاسعاً: جو شخص چندہ نہ دے اس پر طعن کیا جاتا ہے، اس کے لیے القابِ بخیل وغیرہ تجویز کیے جاتے ہیں۔ (۹)

.....

الحجة على ما قلنا :

(۱) (سورة الماعون : ۴ ، ۵ ، ۶)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وإذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراء ون الناس ولا يذكرون الله إلا قليلا﴾ . (سورة النساء : ۱۴۲)

(۳) ما في " سنن النسائي " : عن عمرو بن مرة قال : سمعت أبا وائل يقول : قال رجل عند عبد الله : قرأت المفصل في ركعة قال : " هذا كهذ الشعر " . (۱۷۵/۲ ، رقم : ۱۰۰۵ ، قراء ة سورتين في ركعة ، ط : مكتب المطبوعات الإسلامية حلب)

(۴) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين﴾ .

(سورة الأنعام : ۱۴۱ ، سورة الأعراف : ۳۱)

(۵) ما في " رد المحتار " : قال تاج الشريعة في شرح الهداية : إن القراء ة بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ ، وقال العيني في شرح الهداية : ومنع القاري للدنيا ، والآخذ والمعطي آثمان ، فالحاصل : فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة ، فأين يصل الثواب إلى المستأجر ، ولولا الأجرة لما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان .

(۶۶/۹ ، تحريم مهم في عدم جواز الاستيجار على التلاوة)

(۶) ما في " جامع الترمذي " : قال رسول الله ﷺ : " المرأة عورة ، فإذا خرجت استشرفها الشيطان " . (۲۲۱/۱)

(۷) ما في " سنن ابن ماجة ": عن واثلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال :"جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشرائكم وبيعكم وخصوماتكم " .

(ص/۵۴ ، باب ما يكره في المساجد)

(۸) ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال : قال رسول الله ﷺ : " ألا لا يحل ، ألا لا تظلموا مال امرئ إلا بطيب نفسه منه " . رواه البيهقي في شعب الإيمان والدار قطني في المجتبى .

(ص/۲۵۵ ، كتاب الغصب والعارية ، الفصل الثاني ، رقم :۲۹۴۶)

(۹) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾ . (سورة الحجرات : ۱۱)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " صحيح البخاري " : عن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : " سباب المسلم فسوق وقتاله كفر " . (۸۹۳/۲ ، كتاب الأدب ، باب ما ينهى عن السباب واللعن)

(جامع الترمذي : ۱۹/۲ ، أبواب البرّ والصلة)

(فتح الباري : ۴۶۴/۱۰ ، ط : السلفية ، صحيح مسلم : ۸۱/۱ ، ط : الحلبي ، مشكوة المصابيح : ص/۴۱۱ ، باب حفظ اللسان ، الفصل الأول)

ما في " جامع الترمذي " : عن عبد الله بن مسعود قال : قال رسول الله ﷺ : " سباب المسلم فسوق وقتاله كفر " . قال أبو عيسى : هذا حديث حسن صحيح ، ومعنى هذا الحديث " قتاله كفر " ليس به كفرا مثل الارتداد عن الإسلام ، والحجة في ذلك ما روي عن النبي ﷺ أنه قال : من قتل متعمدا فأولياء المقتول بالخيار إن شاء وا قتلوا وإن شاء وا عفوا ، ولو كان القتل كفرا لوجب ، وقد روي عن ابن عباس وطاووس وعطاء وغير واحد من أهل العلم قالوا : كفر دون كفر ، وفسوق دون فسوق . (۳۵۳/۴ ، رقم :۱۹۸۳ ، و: ۲۱/۵ ، رقم :۲۶۳۵ ، باب ما جاء في سباب المؤمن فسوق ، ط : احياء التراث)

(منقول از-دینِ اسلام ڈاٹ کام)

کتاب الجنائز

جنازہ کے احکام ومسائل

قبر پر پیر پڑ جائے تو توبہ واستغفار کرلے

مسئلہ (۵۲): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر قبرستان میں کسی شخص کا پیر، کسی قبر پر پڑ جائے، تو اس کی سزا بہت سخت ہے، اور اس کی تلافی ممکن بھی نہیں، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ قبرستان میں قبروں کو روندنے، اُن پر بیٹھنے سے احتراز ضروری ہے[۱]، لیکن اگر کسی شخص کا پیر غلطی سے کسی قبر پر پڑ جائے، تو اُسے چاہیے کہ اللہ کے سامنے توبہ واستغفار کرلیں[۲]، اور آئندہ قبرستان میں چلتے ہوئے احتیاط برتیں۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي مرثد الغنوي قال : قال رسول الله ﷺ : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " . (۱/۳۱۲، أبو داود :ص/۴۶۰)

عن جابر قال : " نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبور وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه " .

(۱/۳۱۲ ، كتاب الجنائز ، فصل في النهي عن تجصيص القبور الخ ، جامع الترمذي :۱/۲۰۳ ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها ، سنن النسائي :۱/۲۲۲ ، التشديد في الجلوس على القبور ، جمع الفوائد :۱/۳۶۵ ، كتاب الجنائز ، تشييع الجنازة وحملها ودفنها ، رقم :۲۶۱۲ ، ط : إدارة القرآن كراچي)

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " لأن يجلس أحدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص إلى جلده خير له من أن يجلس على قبر " . (۱/۳۱۲، أبوداود : ص/۴۶۰ ،=

.....

.....

.....

= سنن ابن ماجه :ص/۱۱۲، ط : دار السلام سهارنپور)

ما في " الموسوعة الفقهية " : القبر محترم شرعًا توقيرًا للميت ، ومن ثم اتفق الفقهاء على كراهة وطء القبر والمشي عليه لما ثبت " أن النبي ﷺ نهى أن توطأ القبور " ..... وذهب جمهور الفقهاء الحنفية والشافعية والحنابلة إلى كراهة الجلوس على القبر ، لما روى أبو مرثد الغنوي رضي الله تعالى عنه : أن النبي ﷺ قال : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " . (۲۴۵/۳۲ ، قبر ، احترام القبر)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿واستغفروا ربكم ثم توبوا إليه إن ربي رحيمٌ ودود﴾ .

(سورة هود : ۹۰)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها ، عن النبي ﷺ قال : " فإن العبد إذا اعترف ثم تاب ، تاب الله عليه " . (ص/۷۳۵ ، كتاب المغازي ، باب حديث الإفك ، رقم : ۴۱۴۱ ، صحيح مسلم :۵۴/۹ ، كتاب التوبة ، حديث الإفك ، ط : بيروت ، مشكوة المصابيح : ص/۲۰۳ ، باب الاستغفار والتوبة ، الفصل الأول ، ط : قديمي)

ما في " الموسوعة الفقهية " : التوبة هي : النّدَم والإقلاعُ عن المعصية من حيث هي معصية ، لا – لأن فيها ضررًا لبدنه وماله ، والعزم على عدم العود إليها ، إذا قدر ..... وعرّفها الغزالي بأنها : العلم بعظَمة الذنوب ، والنَّدَم والعزم على الترك في الحال والاستقبال ، والتلافي للماضي ..... وقد تُطلق التوبة على الندم وحدهُ ..... ولهذا قال النبي ﷺ : " النَّدَم توبةٌ " . والندَم توجُّعُ القلب وتحزّنه لِما فعل وتمنّي كونه لم يفعل . (۱۱۹/۱۴ ، توبة ، حاشية الصاوي على الشرح الصغير ، بلغة السالك :۷۳۸/۴ ، ط:دار المعارف ، روح المعاني :۱۵۸/۲۸ ، ط: احياء التراث)

(احياء علوم الدين للغزالي : ۳/۴ ، ط : مصطفى الحلبي)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:۳۱۵/۴،قبر پر غلطی سے پاؤں پڑنے کی تلافی کس طرح ہو؟)

قبروں کو روندنے کے بجائے دُور سے دعا واستغفار

مسئلہ (۵۳): بعض دفعہ قبرستانوں میں اکثر قبریں ایک دوسرے سے ملی ہوتی ہیں، اور کسی مخصوص قبر تک پہنچنے کے لیے قبروں پر چلنا ناگزیر وضروری ہوتا ہے، تو یاد رکھیں کہ قبروں کو روندنا جائز نہیں ہے، اگر بچ بچا کر مخصوص قبر تک پہنچنا ممکن ہو، تو پہنچے، ورنہ دُور ہی سے فاتحہ یعنی میت کے لیے دعا واستغفار کرلے، قبروں کو روندنے سے پرہیز کرے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي مرثد الغنوي قال : قال رسول الله ﷺ : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " . (۱/۳۱۲ ، سنن أبي داود :ص/۴۶۰)

وفيه أيضًا : عن جابر قال : " نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبور وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه " . (۱/۳۱۲ ، كتاب الجنائز ، فصل في النهي عن تجصيص القبور الخ)

(جامع الترمذي : ۱/۲۰۳ ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، سنن النسائي : ۱/۲۲۲ ، التشديد في الجلوس على القبور ، جمع الفوائد : ۱/۳۶۵ ، كتاب الجنائز ، تشييع الجنازة وحملها ودفنها ، رقم :۲۶۱۲ ، ط : إدارة القرآن كراچي)

وفيه أيضًا : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " لأن يجلس أحدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص إلى جلده خير له من أن يجلس على قبر " .

(۱/۳۱۲ ، أبوداود : ص/۴۶۰ ، سنن ابن ماجه :ص/۱۱۲ ، ط : دار السلام سهارنپور)

ما في " الموسوعة الفقهية " : القبر محترم شرعًا توقيرًا للميت ، ومن ثم اتفق الفقهاء على كراهة وطء القبر والمشي عليه لما ثبت " أن النبي ﷺ نهى أن توطأ القبور " ..... وذهب جمهور الفقهاء الحنفية والشافعية والحنابلة إلى كراهة الجلوس على القبر ، لما روى أبو مرثد الغنوي رضي الله تعالى عنه : أن النبي ﷺ قال : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " .

(۳۲/۲۴۵ ، قبر ، احترام القبر)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل :۴/۳۱۵، قبروں کو روندنے کے بجائے دُور ہی سے فاتحہ پڑھ دے)

میت کو بطورِ امانت دفن کرنا پھر منتقل کرنا

مسئلہ (۵۴): بعض علاقوں میں یہ رواج ہوتا ہے کہ اگر میت اپنے آبائی وطن سے دور اجنبی دیار میں انتقال کر جائے، تو میت کو فی الحال اُسی اجنبی دیار کے کسی قبرستان میں بطورِ امانت دفن کر دیا جاتا ہے، پھر کچھ مدت کے بعد جب سہولت ملتی ہے، اُسے اپنے آبائی وطن منتقل کیا جاتا ہے، شرعاً میت کو امانت کے طور پر دفن کرنے کے کوئی معنی نہیں، اور ایک مرتبہ میت کو دفن کر دینے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : وأما نقله (أي الميت) بعد دفنه فلا مطلقا . قال في الفتح : واتفقت كلمة المشايخ في امرأة دفن ابنها وهي غائبة في غير بلدها فلم تصبر وأرادت نقله على أنه لا يسعها ذلک . (۱۳۷/۳ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة ، مطلب في دفن الميت ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهبت الحنفية والشافعية والحنابلة إلى أنه لا يجوز نقل الميت من مكان إلى آخر بعد الدفن مطلقا . وأفتى بعض المتأخرين من الحنفية بجوازه إلا أن ابن عابدين ردّه فقال نقلا عن الفتح : اتفق مشايخ الحنفية في امرأة دفن ابنها وهي غائبة في غير بلدها فلم تصبر ، وأرادت نقله على أنه لا يسعها ذلک . فتجويز بعض المتأخرين لا يلتفت إليه . (۹/۲۱ ، ۱۰ ، دفن ، نقل الميت من مكان إلى آخر)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۳۱۶/۴، میت کو بطورِ امانت دفن کرنا جائز نہیں)

تدفین کے بعد اجازت لے کر واپس ہونا

مسئلہ (۵۵): بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ میت کی تدفین کے لیے جب قبرستان جائیں، تو جوتے چپل اُتار دینے چاہیے، اور میت کی تدفین کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر قبرستان سے واپس ہونا ضروری ہے، اُن کی یہ بات درست نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ قبرستان میں جوتے چپل پہن کر چلنا جائز ہے، تاہم ادب یہ ہے کہ جوتے اُتار دے، قبروں کو روندنے اور اُن پر بیٹھنے سے احتیاط کریں[۱]، اور میت کی تدفین کے بعد واپسی کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں[۲]، البتہ اجازت لے لی جائے، تو اَولیٰ و بہتر ہے[۳]، اور جو حضرات دفن کے وقت موجود ہوں، وہ تدفین کے بعد کچھ دیر وہاں ٹھہر کر میت کے لیے دُعا و استغفار میں مشغول رہیں، اور میت کے لیے منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدمی کی دعا کریں۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي مرثد الغنوي قال : قال رسول الله ﷺ : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " . (۱/۳۱۲، أبو داود :ص/۴۶۰)

عن جابر قال : " نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبور وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه " .

(۱/۳۱۲ ، كتاب الجنائز ، فصل في النهي عن تجصيص القبور الخ ، جامع الترمذي : ۱/۲۰۳ ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها ، سنن النسائي : ۱/۲۲۲ ، التشديد في الجلوس على القبور ، جمع الفوائد : ۱/۳۶۵ ، كتاب الجنائز ، تشييع الجنازة وحملها ودفنها ، رقم : ۲۶۱۲ ، ط : إدارة القرآن كراچي)=

.....

=عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " لأن يجلس أحدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص إلى جلده خير له من أن يجلس على قبر " . (۱/۳۱۲ ، أبوداود : ص/۴۶۰)

(سنن ابن ماجه :ص/۱۱۲ ، ط : دار السلام سهارنپور)

ما في " الموسوعة الفقهية " : القبر محترم شرعًا توقيرًا للميت ، ومن ثم اتفق الفقهاء على كراهة وطء القبر والمشي عليه لما ثبت " أن النبي ﷺ نهى أن توطأ القبور " ..... وذهب جمهور الفقهاء الحنفية والشافعية والحنابلة إلى كراهة الجلوس على القبر ، لما روى أبو مرثد الغنوي رضي الله تعالى عنه : أن النبي ﷺ قال : " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها " . (۲۴۵/۳۲ ، قبر ، احترام القبر)

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير إذنهم . كذا في المحيط . (۱۶۵/۱ ، كتاب الصلاة)

(۳) ما في " حاشية الشلبي على تبيين الحقائق " : والإذن مطلق للانصراف لا مانع من حضور الدفن ، وعلى هذا فالأولى هو الإذن . (۵۷۳/۱ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز)

(۴) ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : عن عبد الله بن عمر قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " إذا مات أحدكم فلا تحبسوه ، وأسرعوا به إلى قبره ، وليقرأ عند رأسه فاتحة الكتاب ، وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره " .

(۱۶/۷ ، باب على من مات من أهل القبلة ، باب زيارة القبور ، رقم : ۹۲۹۴)

(مشكوة المصابيح : ص/۱۴۹ ، باب دفن الميت ، الفصل الثالث)

ما في " سنن أبي داود " : عن عثمان بن عفان قال : كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه ، فقال : " استغفروا لأخيكم واسألوا له بالتثبيت ، فإنه الآن يسئل " .

(ص/۴۵۹ ، كتاب الجنائز ، باب الاستغفار عند قبر الميت في وقت الانصراف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : قال الطحاوي : إذا فرغوا من دفن الميت يستحب الجلوس (المكث) عند قبره بقدر ما ينحر جزور ويقسم لحمه ..... فقد روي عن عثمان أنه قال : كان رسول الله ﷺ إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه ، فقال : " استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت ، فإنه الآن يسأل " . (۴۲/۱۶ ، الموسوعة الفقه الإسلامي : ۷۷۵/۲ ،=

غلطی سے میت کا رُخ قبلہ سے ہٹ کر رکھ دیا گیا

مسئلہ(۵۶): اگر غلطی سے کسی میت کا رُخ قبلہ سے دوسری طرف کر دیا گیا، یا اس کو بائیں پہلو پر لٹا دیا گیا، یا اس کا سر پائینتی کی طرف، اور پاؤں سرہانے کی طرف کر دیئے گئے، تو مٹی ڈال دینے کے بعد اُس میت کی قبر کو دوبارہ کھولنا جائز نہیں، اور اگر ابھی تک مٹی نہیں ڈالی تھی، صرف لحد پر اِینٹیں لگائی تھیں، تو اِینٹیں ہٹا کر، اُس کو سنت کے مطابق بدل دیا جائے۔[1]

=كتاب الجنائز ، دفن الميت ، الدر المختار مع الشامية :۱۳۳/۳ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنائز ، مطلب في دفن الميت ، منهاج المسلم للجزائري :ص/۲۱۶ ، الباب الرابع في العبادات ، الفصل التاسع ، أحكام الجنائز ، الفتاوى الهندية : ۱۶۶/۱ ، كتاب الصلاة ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز ، الفصل السادس في الدفن)

ما في " رد المحتار " : وكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة و خاتمتها . (۱۴۳/۳ ، صلاة الجنازة ، مطلب : في دفن الميت) (آپ کے مسائل اور اُن کا حل:۳۱۴/۴،۳۱۵،مٹی دینے جانے والے قبرستان میں کن چیزوں پر عمل کریں؟،میت کے احکام)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : ولو وضع الميت لغير القبلة أو على شقه الأيسر أو جعل رأسه موضع رجليه وأهيل عليه التراب لم ينبش ، ولو سوى عليه اللبن ولم يهل عليه التراب نزع اللبن وروعي السنة . كذا في التبيين . (۱۶۷/۱ ، كتاب الصلاة ، الباب الحادي والعشرون)

ما في " تبيين الحقائق " : ولو وضع الميت فيه لغير القبلة أو على شقه الأيسر أو جعل رأسه في موضع رجليه وأهيل عليه التراب لم ينبش ، ولو سوي عليه اللبن ولم يهل عليه التراب نزع اللبن وروعي السنة . (۵۸۸/۱ ، ۵۸۹ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز)

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:۳۱۶/۴،میت کو بطورِ امانت دفن کرنا جائز نہیں)

عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو کون دفن کرے؟

مسئلہ (۵۷): جب کسی عورت کا انتقال ہو جائے، اور اس کا کوئی محرم نہ ہو، تو اس کے پڑوسیوں میں سے اہلِ صلاح یعنی نیکوکار لوگ اس کی تدفین کے حق دار ہوں گے، عورتوں میں سے کسی کو قبر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اس لیے کہ میت عورت کو کسی اجنبی مرد کا بوقتِ ضرورتِ علاج وغیرہ کپڑے کے اُوپر سے چھونا، بہ حالتِ حیات جائز ہے، تو موت کے بعد بھی جائز ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " حاشية الشلبي على تبيين الحقائق " : قال الولوالجي : المرأة إذا ماتت وليس لها محرم فأهل الصلاح من جيرانها يلي دفنها ولا يدخل أحد من النساء القبر ؛ لأن مس الأجنبي إياها فوق الثوب يجوز عند الضرورة في حال الحياة ، فكذا بعد الوفاة . اهـ .

(۱/۵۷۶ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب جمهور الفقهاء من الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة إلى أنه يجوز للطبيب المسلم إن لم توجد طبيبة أن يداوي المريضة الأجنبية المسلمة وينظر منها ويمس ما تلجئ الحاجة إلى نظره ومسه . اهـ .

(۳۷/۲۸۶ ، مس ، مس المرأة للعلاج)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة ، إذ الضرورات تتقدر بقدرها ، وكذا نظر قابلة وختان ، وينبغي أن يعلم امرأة تداويها ، لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف .

(۹/۵۳۳ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النظر والمس ، ط : بيروت)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : " الضرورات تبيح المحظورات ". "الضرورة تتقدر بقدر الضرورة" . (۱/۳۰۷ – ۳۰۸ ، قواعد الفقه : ص/۸۹ ، قاعدة : ۱۷۰-۱۷۱)

نمازِ جنازہ کے وضو سے پنج گانہ کی ادائیگی

مسئلہ (۵۸): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں اگر کسی شخص نے نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے واسطے وضو کیا، تو اس وضو سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ایک ہی وضو سے نمازِ جنازہ اور نمازِ پنج گانہ سب پڑھ سکتے ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ایک وضو سے بہت ساری نمازیں ادا فرمائی ہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن سلمان بن بريدة ، عن أبيه أن النبي ﷺ : صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد ، ومسح على خفيه ، فقال له عمر : لقد صنعت اليوم شيئًا لم تكن تصنعه ؟ قال : " عمدًا صنعته يا عمر ! " . (۱/۱۳۵، رقم : ۲۷۷ ، كتاب الطهارة ، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد ، ط : قديمي ، جامع الترمذي : ۱/۱۹ ، رقم : ٦١ ، أبواب الطهارة ، باب ما جاء أنه يصلي الصلوات بوضوء واحد ، ط : قديمي)

(إعلاء السنن : ۱/۱۰۷ ، كتاب الطهارة ، باب كفاية الوضوء الواحد لصلوات متعددة ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " شرح النووي على هامش مسلم " : قال الإمام النووي رحمه الله : وجواز الصلوات المفروضات والنوافل بوضوء واحد ما لم يحدث ، وهذا جائز بإجماع من يعتد به. (۱/۱۳۵)

(مستفاد از: امداد الفتاویٰ جدید مطول حاشیہ: ۱/۲۰۶)

نمازِ جنازہ کو دعاءِ جنازہ کیوں نہیں کہتے؟

مسئلہ (۵۹): بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ نمازِ جنازہ جب دعا ہے، تو نماز کا لفظ کیوں بڑھا دیا گیا، دعاءِ جنازہ بھی کہہ سکتے تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پر، نماز کا اِطلاق اس لیے کیا گیا کہ نمازِ جنازہ بہت سے مسائل میں وقتیہ نمازوں سے مشابہت رکھتی ہے، مثلاً: امام کا ہونا، باوضو ہونا، سترِ عورت ہونا، درمیان میں کلام نہ کرنا وغیرہ، جب کہ محض دعا کے لیے اس طرح کی کوئی شرط نہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : وأما الشروط التي ترجع إلى المصلي فهي شروط بقية الصلاة من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا ، والحكمية وستر العورة والاستقبال والنية . وأما شروط وجوبها فهي شروط بقية الصلوات .

(۲/۲۰۷ ، كتاب الصلاة ، باب صلاة الجنازة ، و: ۳/۱۰۳ ، ط : زكريا ديوبند)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يشترط لصحة صلاة الجنازة ما يشترط لبقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا ، والحكمية وستر العورة واستقبال القبلة والنية سوى الوقت . (۱۶/۱۸ ، شروط صلاة الجنازة) (کتاب النوازل: ۶/۱۰۳، نمازِ جنازہ کو ''نماز'' کہنے کی وجہ)

جوتے چپل پر کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ

مسئلہ (۶۰): نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے[۱]، اور اگر جوتے چپل اُوپر سے پاک ہوں، تو ان پر کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھنا بھی درست ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكان ، وستر العورة شرط في حق الميت والإمام جميعًا . (۲۰۸/۲ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز ، ط : كراچي ، كذا في البحر الرائق : ۲۱۵/۲ ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز ، ط : رشيديه)

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۵۸۲ ، كتاب الصلاة ، باب أحكام الجنائز ، فصل : الصلاة عليه)

(۲) ما في " رد المحتار " : وذكر في المنية وشرحها : إذا كانت النجاسة على باطن اللبنة أو الآجرة وصلى على ظاهرها جاز . (۳۸۷/۲ ، ط : زكريا)

ما في " البحر الرائق " : ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت ، وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلاة الجنازة ، لكن لا بد من طهارة النعلين ، كما لا يخفى .

(۳۱۵/۲ ، ط : رشيديه ، كذا في فتح القدير : ۱۶۹/۱ ، ط : دار الفكر بيروت)

ما في " مجموعة رسائل اللكنوي – غاية المقال فيما يتعلق بالنعال " : ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت صلاته بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة وصلى عليه، فإنه يجوز . (۲۹/۱ ، فصل : أحكام النعال المتعلقة بالصلاة ، ط : كراچي ، بحواله حاشية فتاوى محموديه : ۵۸۲/۸ ، ط : كراچي وڈابھيل)

(کتاب النوازل:۶/ ۱۲۸، ۱۲۹، جوتے چپل پر کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھنا)

(احسن الفتاویٰ:۴/ ۱۹۲، فتاویٰ محمودیہ:۱۴/ ۲۸۳)

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ

مسئلہ (۶۱): نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اور جس حدیث شریف میں اس کی اجازت ہے وہ ثنا اور دعا کے طور پر پڑھنے پر محمول ہے، نیز حدیث شریف میں سنت سے مراد سنتِ نبویہ نہیں ہے، بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول مراد ہے[۱]، اور بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے بھی جنازہ کی نماز ہوجاتی ہے، اور یہی حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : وعن طلحة بن عبد الله بن عوف رضي الله عنه قال : "صليت خلف ابن عباس رضي الله عنه على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال : لتعلموا أنها سنة " . (۱/۱۸۷ ، رقم : ۱۳۲۰)

(۲) ما في " المصنف لابن أبي شيبة " : أخرج ابن أبي شيبة ، عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما كان لا يقرأ في الصلاة على الميت . ---- وفي رواية : عن أبي المنهال قال : سألت أبا العالية عن القراء ة في الصلاة على الجنازة بفاتحة الكتاب ؟ فقال : " ما كنت أحسب أن فاتحة الكتاب تقرأ إلا في صلاة فيها ركوع وسجود " .

وفي رواية : عن موسى بن علي عن أبيه قال : قلت لفضالة بن عبيد : هل يقرأ على الميت شيء ؟ قال : لا . (۷/۲۵۸ ، ۲۵۹ ، رقم : ۱۱۵۲۲ ، ۱۱۵۲۴ ، ۱۱۵۲۵ ، باب من قال ليس على الجنازة قراء ة)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وقد روى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة في صلاة أنه لو قرأ الفاتحة بدلا عن الثناء لا بأس به . وفي فتاوى سمرقند : من قرأ في صلاة الجنازة بفاتحة الكتاب إن قرأ بنية الدعاء فلا بأس ، وإن قرأ بنية القراء ة لا يجوز أن يقرأ ؛ لأن صلاة=

نمازِ جنازہ محلِ قرأت وتلاوت نہیں

مسئلہ (۶۲): نمازِ جنازہ محل قرأت نہیں، بلکہ محلِ دعا ہے، لہٰذا سورۂ فاتحہ کو بحیثیتِ قرأت وتلاوت کے اس میں پڑھنا بے محل ہے، اس لیے فقہائے احناف اس سے منع فرماتے ہیں[1]، البتہ اگر اسے دعا کی حیثیت سے پڑھیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور جو روایات نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کو ثابت کرتی ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ دعا کی حیثیت سے پڑھی جائے، قرأت وتلاوت کی حیثیت سے نہیں۔[2]

=الجنازة محل الدعاء، وليس بمحل القراءة.

(۴۶/۳، ۴۷، مسئلة: ۳۶۸۸، ط: زكريا، البحر الرائق: ۱۸۳/۲)

ما في "حلبي كبير": وليس فيها قراءة القرآن عندنا، وهو قول عمر وابنه وعلي وأبي هريرة رضي الله عنهم، ولو قرأ الفاتحة بنية الثناء والدعاء جاز. (ص/۵۸۶)

ما في "رد المحتار": ولا قراءة ولا تشهد فيها، وعين الشافعي الفاتحة في الأولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه الصلاة والسلام.

(۱۱۱/۳، ط: زكريا، و: ۲۱۳/۲، ط: كراچي)

(کتاب النوازل: ۱۵۴/۶، نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في "صحيح البخاري": وعن طلحة بن عبد الله بن عوف رضي الله عنه قال: "صليت خلف ابن عباس رضي الله عنه على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال: لتعلموا أنها سنة". (۱۸۷/۱، رقم: ۱۳۲۰)

(۲) ما في "المصنف لابن أبي شيبة": أخرج ابن أبي شيبة، عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما كان لا يقرأ في الصلاة على الميت. ---- وفي رواية: عن أبي المنهال قال:=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= سألت أبا العالية عن القراء ة في الصلاة على الجنازة بفاتحة الكتاب ؟ فقال : " ما كنت أحسب أن فاتحة الكتاب تقرأ إلا في صلاة فيها ركوع وسجود " . ---- وفي رواية : عن موسى بن علي عن أبيه قال : قلت لفضالة بن عبيد : هل يقرأ على الميت شيء ؟ قال : لا .

(٧/٢٥٨ ، ٢٥٩ ، رقم : ١١٥٢٢ ، ١١٥٢٤ ، ١١٥٢٥ ، باب من قال ليس على الجنازة قراء ة)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وقد روى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة في صلاة أنه لو قرأ الفاتحة بدلا عن الثناء لا بأس به . وفي فتاوى سمرقند : من قرأ في صلاة الجنازة بفاتحة الكتاب إن قرأ بنية الدعاء فلا بأس ، وإن قرأ بنية القراء ة لا يجوز أن يقرأ ؛ لأن صلاة الجنازة محل الدعاء ، وليس بمحل القراء ة . (٣/٤٦ ، ٤٧ ، مسئلة : ٣٦٨٨ ، ط : زكريا ، البحر الرائق : ٢/١٨٣ ، الدر المختار مع الشامية : ٣/١٠٥ ، ط : بيروت ، الفتاوى الهندية : ١/١٦٤ ، رد المحتار : ٣/١١١ ، ط : زكريا ، بدائع الصنائع : ٢/٥٢)

ما في " حلبي كبير " : وليس فيها قراء ة القرآن عندنا ، وهو قول عمر وابنه وعلي وأبي هريرة رضي الله عنهم ، ولو قرأ الفاتحة بنية الثناء والدعاء جاز . (ص/٥٨٦)

ما في " رد المحتار " : ولا قراء ة ولا تشهد فيها ، وعين الشافعي الفاتحة في الأولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراء ة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه الصلاة والسلام .

(٣/١١١ ، ط : زكريا ، و: ٢/٢١٣ ، ط : كراچي)

(کتاب النوازل:۶/۱۵۷،غیر مقلدین کا نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا)

نمازِ جنازہ میں جہری قرأت

مسئلہ (۶۳): نمازِ جنازہ-ثنا، درود شریف اور دُعا پر مشتمل ہے، اِن تینوں کو آہستہ پڑھنا مسنون ہے، اور نمازِ جنازہ میں قرآنِ کریم کی تلاوت مکروہ ہے۔ (۱)

میت کی ہڈیوں کو نمازِ جنازہ کے بغیر دفن کرنا

مسئلہ (۶۴): اگر کسی شخص کا انتقال ہوگیا اور اس کی لاش کئی دنوں تک گھر والوں کو نہ مل سکی، یہاں تک کہ اس جسم کا گوشت ختم ہوگیا، اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں، تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ ہڈیوں کو نمازِ جنازہ ادا کیے بغیر دفنا دیا جائے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويسر الكل إلا التكبير . (در مختار) . وفي الشامية : والذي في البدائع : ولا يجهر بما يقرأ عقب كل تكبيرة ؛ لأنه ذكروا السنة فيه المخافتة . (۲/۲۱۳ ، ط : كراچي ، و: ۳/۱۱۱ ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/ ۱۵۸، نمازِ جنازہ میں جہری قرأت کرنا، کتاب المسائل:۲/ ۸۱)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " بدائع الصنائع " : ألا ترى أن العظام لا يصلى عليها بالإجماع .

(۲/۲۹ ، شروط وجوب الغسل ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/ ۱۲۱، بے گوشت جسم کو نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن کرنا)

نمازِ جنازہ میں عورتوں کی شرکت

مسئلہ (۶۵): حرمین شریفین میں جب عورتیں کعبۃ اللہ میں یا مسجد نبوی (علی صاحبہا اُلف تحیۃ وسلام) میں نماز کے لیے جاتی ہیں، اور عورتوں کے لیے مخصوص جگہ میں جا کر نماز باجماعت ادا کرتی ہیں، اور نماز کے بعد فوراً نمازِ جنازہ کا اعلان ہوتا ہے، تو وہاں موجود عورتیں بھی جنازے کی نماز پڑھ سکتی ہیں، اُن کو بھی وہی ثواب ملے گا جو مَردوں کو ملتا ہے، کیوں کہ اس معاملے میں مرد وعورت کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۱)

قبر کھودنے کی حد اور اس پر پانی چھڑکنا

مسئلہ (۶۶): قبر کا اُوپری حصہ کم سے کم نصف قامت یا سینے تک رہنا چاہیے، اور اس سے گہری کھودنا مستحسن ہے (۲)۔ اور قبر سے نکلی ہوئی ساری مٹی قبر پر ہی چڑھانی ضروری نہیں ہے، کیوں کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ قبر کی اُونچائی ایک بالشت رہے، زیادہ مٹی ڈالنے سے اس کی رعایت نہ ہوسکے گی (۳)۔ نیز قبر پر مٹی دینا اور پانی چھڑکنا سنت سے ثابت ہے۔ (۴)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : كما لو أمت امرأة ولو أمة لسقوط فرضها بواحد . (در مختار) . وفي الشامية : أي بشخص واحد رجلا كان أو امرأة .

(۳/۱۰۴ ، كتاب الصلاة ، مطلب في صلاة الجنازة ، ط : زكريا)=

قبر پر دوبارہ مٹی ڈالنا

مسئلہ (۶۷): اگر قبر بیٹھ جائے تو اس پر دوبارہ مٹی ڈالنا درست ہے۔ (۱)

=(کتاب النوازل:۶/۱۶۹،حرمین شریفین میں عورتوں کا جنازہ کی نماز پڑھنا)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي " : ويحفر القبر نصف قامة أو إلى الصدر ولمن يزد كان حسنا ؛ لأنه أبلغ في الحفظ . (ص/۶۰۷)

(۳) ما في " الطبقات الكبرى لابن سعد " : عن جعفر بن محمد عن أبيه قال : " كان نبث قبر النبي ﷺ شبرًا " . (۲/۲۳۴ ، ذكر تسنيم قبر رسول الله ﷺ)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : ويسنم القبر مرتفعا من الأرض مقدار شبر أو أكثر قليلا .

(۳/۶۹ ، ط : زكريا)

(۴) ما في " شرح السنة للبغوي " : عن جعفر بن محمد عن أبيه مرسلا أن النبي ﷺ حثى على الميت ثلاث حثيات بيديه جميعاً وأنه رش على قبر ابنه إبراهيم ووضع عليه حصباء .

(۵/۴۰۱ ، رقم : ۱۵۱۵)

ما في " مشكوة المصابيح " : وعنه [عن جعفر بن محمد عن أبيه] قال : " رش قبر النبي ﷺ وكان الذي رش الماء على قبره بلال بن رباح بقربة بدأ من قبل رأسه حتى انتهى إلى رجليه " . رواه البيهقي في دلائل النبوة .

(ص/۱۴۸ ، ۱۴۹ ، مرقاة المفاتيح : ۴/۱۶۷ ، رقم : ۱۷۱۰)

(کتاب النوازل:۶/۲۱۱،۲۱۲،قبر سے نکلی ہوئی ساری مٹی قبر ہی پر ڈالنا،قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا سنت ہے)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ولا يطين) لأن عبارة السراجية كما نقله الرحمتي ذكر في تجريد أبي الفضل أن تطيين القبور مكروه ، والمختار أنه لا يكره . اهـ .

(۳/۱۴۴ ، ط : زكريا)

ما في " المصنف لابن أبي شيبة " : سئل محمد بن سيرين : هل تطين القبور ؟ فقال :=

شناخت کے لیے قبر پر کتبہ لگانا

مسئلہ (۶۸): اگر ضرورت محسوس ہو تو قبر پر کتبہ لگانے کی شرعاً گنجائش ہے۔[۱]

= لا أعلم به بأسا . (۷/۳۶۲ ، رقم : ۱۱۹۲۳ ، في تطيين القبور وما ذكر فيه)

ما في " مجمع الأنهر " : المختار التطيين غير مكروه وكان عصام بن يوسف يطوف حول المدينة ويعمر القبور الخربة كما في القهستاني . (۱/۱۸۷ ، البحر الرائق : ۲/۱۹۴)

(حلبي كبير : ص/۵۹۹ ، الفتاوى الهندية : ۱/۱۶۶ ، الفتاوى التاتار خانية : ۳/۷۰ ، ۷۱ ، مسئله : ۳۷۳۵ ، ط : زكريا) (کتاب النوازل:۶/۲۱۲،قبر بیٹھ جانے پر دوبارہ مٹی ڈالنا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : لا بأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن . (در مختار) . وفي الشامية : فإن الكتابة طريق إلى تعرف القبر بها . (۳/۱۴۴ ، ط : زكريا)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : ولا بأس أيضًا بالكتاب في حجر صين به القبر ووضع عليه لئلا يذهب الأثر فيحترم للعلم بصاحبه ولا يمتهن .(ص/۳۳۶ ، ط : كراچي)

ما في " مجمع الأنهر " : وفي الخزانة : لا بأس بأن يوضع حجارة على رأس القبر ويكتب عليه شيء . (۱/۱۸۷ ، ط : بيروت ، فتاوى قاضي خان : ۱/۱۹۴)

ما في " مرقاة المفاتيح " : قيل : ويسن كتابة اسم الميت لا سيما الصالح ليعرف عند تقادم الزمان ؛ لأن النهي عن الكتابة منسوخ كما قاله الحاكم ، أو محمول على الزائد على ما يعرف به حال الميت . وفي قوله : (يسن) محل بحث والصحيح أن يقال : أنه يجوز . (۴/۷۶)

ما في " البحر الرائق " : وفي الظهيرية : ولو وضع عليه شيء من الأشجار أو كتب عليه شيء فلا بأس به عند البعض لكن فصل في المحيط ، فقال : وإن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به . (۲/۳۴۰ ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/۲۱۳۶،قبر کی شناخت کے لیے پتھر لگانا)

گنبدِ خضریٰ پر قیاس کر کے قبروں کو پختہ بنانا

مسئلہ (۶۹): صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور اُن پر تعمیر کرنے سے ممانعت فرمائی ہے[۱]، اس لیے کسی بھی مسلمان کی قبر کو پختہ بنانا ہرگز جائز نہیں ہے، خواہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی قبریں کیوں نہ ہوں، بلکہ اولیاء اللہ کے معاملے میں احکامِ شریعت کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے، کیوں کہ ان حضرات کی پوری زندگیاں سنت رسول اللہ کی اشاعت اور شریعت کی حفاظت میں گزری ہیں، اور یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بھی کچی ہی ہے، پختہ نہیں ہے، البتہ چوں کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ نبی کا مدفن وہی جگہ بنتی ہے جہاں وہ دنیا سے پردہ فرماتے ہیں[۲]، اس لیے اس حکم کی تعمیل میں آپ کا روضۂ مبارکہ حجرۂ عائشہ میں بنایا گیا، جو پہلے ہی تعمیر شدہ تھا، گویا کہ آپ کی قبرِ اطہر پر دفن کے بعد کوئی تعمیر نہیں ہوئی، بلکہ پہلے سے بنی ہوئی تعمیر میں حسبِ حکمِ نبوی تدفین ہوئی ہے، اور آج روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر جو شان دار عمارت اور دیدہ زیب قبے بنے ہوئے ہیں، یہ سب اسی سابقہ تعمیر کی تجدید کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کی تعمیر ہجرت کے ۶۶۷ رسال بعد سے شروع ہوئی ہے، اور گنبدِ خضریٰ تو صرف دوصدی پہلے ۱۲۳۳ھ میں تعمیر کیا گیا ہے، دورِ اول میں اُن کا وجود نہیں تھا، بہر حال یہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے[۳]، اس کو نظیر بنا کر بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی قبروں کو پختہ بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن جابر – رضي الله عنه – " نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبور وأن يعقد عليه وأن يبنى عليه " . (۱/۳۱۲ ، سنن أبي داود : ۲/۴۶۰ ، سنن الترمذي : ۱/۲۰۳ ، سنن النسائي : ۱/۲۲ ، سنن ابن ماجه : ۱/۱۱۲)

(۲) ما في " سنن ابن ماجة " : فقال أبو بكر : إني سمعت رسول الله ﷺ يقول : " ما قبض نبي إلا دفن حيث يقبض " . (۱/۱۱۷)

(۳) ما في " خلاصة الوفاء " : وأما قبة الحجرة الشريفة المحاذية لها بأعلى سطح المسجد تميزا لها ، فلم تكن قبل حريق المسجد الأول ولا بعده إلى دولة المنصور قلاوون الصالحي ؛ بل كان قديما حول ما يواري الحجرة في سطح المسجد حظير من أجر مقدار نصف قامة تميزا لها عن بقية سطح المسجد حتى كانت سنة ثمان وسبعين مائة ۶۷۸هـ ، فعمل هناك قبة مربعة من أسفلها مثمنة من أعلاها خشب أقيمت رؤوس السواري المحيطة بالحجرة الشريفة في صف أسطوان الصندوق ، وسمر عليها ألواح من خشب . (۲/۱۶۳)

ما في " تاريخ معالم المدينة المنورة قديما وحديثا " : ثم زاد فيه السلطان قايتباي الأشرف المحمودي شيئًا بسيطًا داخل الحجرة الشريفة لإقامة الدرابزين الأخضر الموجود عليه ؛ لأن ذلك لوضع القبة الزرقاء عليه زياته ؛ لأن هي الممر العام في داخل الحجرات ، وكان ذلك في عام ۸۸۸هـ ، ثم عمل السلطان محمود خان العثماني قبة أخرى على الحجرة الشريفة ، ودهنها باللون الأخضر ولذلك أصبحت تسمى بالقبة الخضراء ، وعمل لها قاعدة عظيمة في وسط المسجد الشريف النبوي أقامها عليها وهي فوق القبة الزرقاء ، وكان ذلك في عام ۱۲۳۳هـ . (ص/۵۷ ، زاد المعاد : ۱/۲۴۲ ، ط : دار العلم والمعرفة ، جامع المهلكات من الكبائر والمحرمات : ص/۱۶۱۶ ، شرح النووي على صحيح مسلم : ۱۱/۲۰۱ ، وكذا في وفاء الوفاء : ۲/۵۴۴ – ۶۰۸)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۴) ما في " بذل المجهود " : يكره تطيين القبر من فوق أو تحت لما ورد إذا طين القبر لم يسمع صاحبه الأذان ولا الدعاء ولا يعلم من يزوره . (۱۰/۵۱۵)

ما في " كتاب الآثار للشيباني " : ولا نرى أن يزاد على ما خرج منه ، ونكره أن يجصص أو يطين أو يجعل عنده مسجد أو علم أو يكتب عليه ، ويكره الآجر أن يبنى به .

(ص/٦١٦ ، رقم : ٢٥٦ ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/٦١١)

ما في " فتح الملهم شرح مسلم " : إن القاسم بن محمد قال : رأيت قبر رسول اللّٰه ﷺ وأبي بكر وعمر مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء ، أي مبسوطة بالرمال . (۲/۵۰۶)

(بحوالہ: کتاب الفتاویٰ:۳/۲۳۱)

(کتاب النوازل:۶/۲۳۷-۲۴۰،گنبدِ خضریٰ سے استدلال کرکے بزرگانِ دین کی قبروں کو پختہ بنانا)

کتاب الوقف

اوقافِ مساجد، مدارس وقبرستان کے احکام ومسائل

امام ومؤذن سے صاف صفائی کا کام لینا

مسئلہ (۷۰): امام کا کام صرف امامت کرنا ہے، اور مؤذن کا کام صرف اذان دینا ہے، البتہ اگر مؤذن کی تقرری کے وقت اذان کے علاوہ مسجد کی صفائی، مسجد کا پانی بھرنے کی ڈیوٹی بھی مقرر کردی جائے، اور مؤذن خوش دلی سے منظور کرلے، تو پھر یہ تینوں کام کرنا مؤذن کی ذمہ داری ہوگی [۱] لیکن امام اور مؤذن سے ایسے کام لینا جو ان کے عظیم منصب کے شایانِ شان نہ ہو [۲]، جہاں اخلاق ومروت اور دینی حمیت وغیرت کے خلاف ہیں، وہیں دینی مناصب کی ناقدری اور اُن کی اِہانت وتذلیل پر مشتمل ہے، اس لیے مسجد انتظامیہ کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ [۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جامع الترمذي " : " المسلمون عند شروطهم إلا شرطاً حرم حلالا أو أحلّ حراماً " . (۱/۲۵۱ ، باب ما ذكر عن النبي ﷺ في الصلح بين الناس)

(صحيح البخاري : ۱/۳۰۳ ، باب أجرة السمسرة)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن طلحة بن يحيى عن عمه قال : كنت عند معاوية بن أبي سفيان فجاء ه المؤذن يدعوه إلى الصلاة ، فقال معاوية : سمعت رسول الله ﷺ يقول : "المؤذنون أطول الناس أعناقًا يوم القيامة " . (۵/۲ ، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه ، باب : ۸ ، رقم : ۸۷۸ ، ط : دار الجيل ودار الآفاق الجديدة بيروت ، سنن ابن =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ماجة : ۴۶۶/۱ ، كتاب الأذان ، رقم : ۷۲۵ ، ط : مكتبة أبي المعاطي ، مسند أحمد بن حنبل : ۹۸/۴ ، حديث معاوية بن أبي سفيان ، رقم : ۱۶۹۴۴ ، ط : مؤسسة قرطبة القاهرة)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الأذان من خير الأعمال التي تقرب إلى الله تعالى ، وفيه فضل كثير وأجر عظيم ، وقد وردت في فضله أحاديث كثيرة ، منها ما رواه أبو هريرة عن رسول الله ﷺ أنه قال : " لو يعلم الناس في النداء والصف الأول ثم لم يجدوا إلا أن يستهموا عليه لاستهموا " . وقوله ﷺ : " المؤذنون أطول الناس أعناقًا يوم القيامة " .

(۳۵۹/۲ ، أذان ، فضل الأذان)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۱۰۰/۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۴۹۳)

مسجد کی شرعی حیثیت

مسئلہ (۱۷): مساجد کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر بالکل واضح ہے، اور جمہور امت کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ جس مقام پر ایک بار مسجد بنادی گئی، وہ قیامت تک کے لیے مسجد ہے، اب نہ اس کی خرید وفروخت ہوسکتی ہے، نہ وہ خطۂ ارض کسی اور کو ہبہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ کوئی شخص یا حکومت اس کی حیثیت کو تبدیل کرسکتی ہے۔

مسجد دراصل وہ حصۂ زمین ہے جسے ایک دفعہ مسجد کے لیے وقف کردیا گیا ہو[۱] مسجد صرف دَر ودِیوار، اور مسجد میں استعمال ہونے والے تعمیری سامان کا نام نہیں، اس لیے اگر مسجد کی عمارت منہدم ہوجائے، یا اسے ظلماً منہدم کردیا جائے، یا کسی وجہ سے طویل عرصہ تک وہاں نماز نہ پڑھی جائے، تب بھی وہ مسجد باقی رہتی ہے، اور مسلمانوں پر اس کو دوبارہ آباد کرنا شرعاً واجب ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " التنوير مع الدر والرد " : قال صاحب التنوير : فإذا تم ولزم ، لا يملك ولا يملّك ، ولا يعار ولا يرهن . (تنوير) . وفي الشامية : قوله : (ولا يملك) أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه .

(٦/ ٤٢١ ، كتاب الوقف ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " البحر الرائق " : فمن بنى بيتًا على جدار المسجد وجب هدمه ، ولا يجوز أخذ الأجرة . وفي البزازية : ولا يجوز للقيم أن يجعل شيئًا من المسجد مستغلاً ولا مسكناً .

(٥/ ٤٢١ ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المسجد)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " فتح القدير " : وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه . قوله : (لم يجز بيعه ولا تمليكه) هو بإجماع الفقهاء ، أما امتناع التمليك فلما بينا من قوله عليه السلام لعمر رضي الله عنه : " تصدق بأصلها لا يباع ولا يورث ولا يوهب " .

(٢٠٤/٦ ، كتاب الوقف ، البحر الرائق :٣٤٢/٥ ، كتاب الوقف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ومتى زال ملكه عنه ولزم فليس له أن يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه ؛ لأنه تجرّد عن حق العباد وصار خالصًا لله تعالى ، وهذا لأن الأشياء كلها لله وإذا أسقط العبد ما ثبت له من الحق رجع إلى أصله فانقطع تصرفه عنه كما في الإعتاق .

(٢٢٠/٣٧ ، مسجد ، وقف المسجد والوقف عليه ، و: ٢٢٥/٣٧ ، بيع المسجد أو أنقاضه دون أرضه)

(٢) ما في " الموسوعة الفقهية " : قال الزركشي : إذا تعطّل المسجد بتفرّق الناس عن البلد أو خرابها أو بخراب المسجد فلا يعود مملوكا ، ولا يجوز بيعه بحال ، ولا التصرف فيه ..... وقال القرطبي : لا يجوز نقض المسجد ولا بيعه ولا تعطيله وإن خربت المحلة . (٢٢٨/٣٧ ، ٢٢٩ ، مسجد ، تعطيل المساجد) (فتاویٰ محمودیہ:۳۲۸/۱۴، نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے:ص/۳۹، تیرہواں فقہی سمینار کٹولی،۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء مسجد کی شرعی حیثیت)

مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا

مسئلہ (۷۲): مسجد کا مقصد کائنات کے حقیقی خالق و مالک کی عبادت اور غیر اللہ کی معبودیت کی نفی ہے، اس لیے مسجد کی زمین پر بت خانہ بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ یہ مسجد کے مقصد کے عین برعکس بات ہوگی، اور یہ نہ صرف مذہب وعقیدہ بلکہ تقاضائے عقل کے بھی خلاف ہوگا کہ کوئی چیز اپنے برعکس مقصد کے لیے استعمال کی جائے۔

اسلام دنیا میں عقیدۂ توحید کا نمائندہ مذہب ہے، اور وہ پوری انسانیت کو اس سچائی کی طرف دعوت دیتا ہے، کہ اس کائنات کا خالق اور رب ایک ہی قادرِ مطلق ذات ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں عدل اور رَواداری کی تعلیم بھی دیتا ہے، وہ مذہب کے معاملے میں کسی جبر واِکراہ کا قائل نہیں، اس نے اِس بات سے منع کیا ہے کہ کسی فرد یا قوم کی انفرادی یا قومی اور مذہبی زمین پر قبضہ کرکے، اُسے زبردستی مسجد بنالیا جائے، اس لیے نہ صرف تاریخ بلکہ عقیدہ اور اسلامی تاریخ کی رُو سے بھی یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں کسی زمین یا کسی قوم کی عبادت گاہ پر قبضہ کرکے اُسے مسجد بنایا ہو۔ لہٰذا کسی مسجد کے بارے میں ایسی کوئی صلح، شرعی اعتبار سے قطعاً جائز نہیں ہوگی جس کا مقصد مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا، یا نعوذ باللہ اسے بُت خانہ بنانا ہو، اور یہ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اور علمائے امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ (۱)

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير مع الدر والرد " : قال صاحب التنوير : فإذا تم ولزم ، لا يملك ولا يملّك ، ولا يعار ولا يرهن . (تنوير) . وفي الشامية : قوله : (ولا يملك) أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه .

(۶/۴۲۱ ، كتاب الوقف ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " البحر الرائق " : فمن بنى بيتًا على جدار المسجد وجب هدمه ، ولا يجوز أخذ الأجرة . وفي البزازية : ولا يجوز للقيم أن يجعل شيئًا من المسجد مستغلاً ولا مسكناً .

(۵/۴۲۱ ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المسجد)

ما في " فتح القدير " : وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه . قوله : (لم يجز بيعه ولا تمليكه) هو بإجماع الفقهاء ، أما امتناع التمليك فلما بينا من قوله عليه السلام لعمر رضي اللّٰه عنه : " تصدق بأصلها لا يباع ولا يورث ولا يوهب " .

(۶/۲۰۴ ، كتاب الوقف ، البحر الرائق :۵/۳۴۲ ، كتاب الوقف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ومتى زال ملكه عنه ولزم فليس له أن يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه ؛ لأنه تجرّد عن حق العباد وصار خالصًا للّٰه تعالى ، وهذا لأن الأشياء كلها للّٰه وإذا أسقط العبد ما ثبت له من الحق رجع إلى أصله فانقطع تصرفه عنه كما في الإعتاق .

(۳۷/۲۲۰ ، مسجد ، وقف المسجد والوقف عليه ، و: ۳۷/۲۲۵ ، بيع المسجد أو أنقاضه دون أرضه)

ما في " الموسوعة الفقهية " : قال الزركشي : إذا تعطّل المسجد بتفرّق الناس عن البلد أو خرابها أو بخراب المسجد فلا يعود مملوكا ، ولا يجوز بيعه بحال ، ولا التصرف فيه ..... وقال القرطبي : لا يجوز نقض المسجد ولا بيعه ولا تعطيله وإن خربت المحلة .

(۳۷/۲۲۸ ، ۲۲۹ ، مسجد ، تعطيل المساجد)

(نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے ص/ ۳۹، ۴۰، تیرہواں فقہی سمینار کٹولی، ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء مسجد کی شرعی حیثیت)

مساجد کا تقدُّس واحترام

مسئلہ (۷۳): دیگر اوقاف کے مقابلہ میں مساجد کو زیادہ تقدُّس واحترام حاصل ہے، مساجد کی فروخت اور منتقلی کسی حال میں درست نہیں، حتی کہ اگر مسجد ویران ہوجائے، اور وہاں نماز ادا کرنے کا سلسلہ موقوف ہوجائے، تو بھی وہ زمین جہاں مسجد کی عمارت تھی مسجد ہی رہتی ہے، اور اسے مسجد کا تقدُّس واحترام حاصل ہوتا ہے[۱]، وہاں مسجد بنانے اور آباد کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدًا﴾[۲] (اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سومت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو) ﴿انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر﴾[۳] (وہی آباد کرتا مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر)۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع . ولو قال : عنيت ذلک لم يصدق . (۶/۴۲۸ ، كتاب الوقف ، مطلب في أحكام المسجد)

(۲) (سورة الجن : ۱۸)

(۳) (سورة التوبة : ۱۸)

(نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۴۷، دسواں فقہی سمینار بمبئی، ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰۰۱ء، اوقاف سے متعلق مسائل، تجویز نمبر: ۳)

قدیم مساجد میں نماز کی ادائیگی سے روکنا

مسئلہ (۷۴): مساجد میں نماز کی ادائیگی سے روکنا بدترین ظلم اور گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيما اسمه وسعى في خرابها**﴾[۱] (اور اُس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے وہاں نام اُس کا اور کوشش کی اُن کے اُجاڑنے میں)۔

کسی مسجد میں مسلمانوں کو خواہ کتنے طویل زمانے سے نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا ہو، یا اس پر غاصبانہ قبضہ کرلیا گیا ہو، یا اُس کی عمارت منہدم کردی گئی ہو، شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں وہ مسجد ہی رہتی ہے۔ نیز آثارِ قدیمہ کے تحت جو مساجد ہیں اُن میں نماز کی ادائیگی کو روکنا بھی شرعاً ظلم ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) (سورة البقرة : ۱۱۴)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع . ولو قال : عنيت ذلك لم يصدق . (۴۲۸/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب في أحكام المسجد)

(نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۴۷، دسواں فقہی سمینار بمبئی، ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰۰۱ء، اوقاف سے متعلق مسائل، تجویز نمبر: ۴، ۵)

اوقاف کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری

مسئلہ (۷۵): اسلام میں نیکی کے کاموں اور خیراتی مقاصد کے لیے زمین، جائداد اور مال وقف کرنا بہت بڑا کارِ ثواب اور صدقۂ جاریہ ہے[۱]، اس لیے مسلمان جس ملک اور جس علاقے میں بھی آباد ہیں نیک کاموں کے لیے زمین، جائداد اور مال وقف کرتے ہیں[۲]، ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ بہت پُرانی ہے، سیکڑوں سال سے وہ ہندوستان کے ہر علاقے میں آباد ہیں، اس لیے ہندوستان کے ہر صوبہ اور علاقہ میں مختلف دینی اور رِفاہی وخیراتی مقاصد کے لیے مسلم اوقاف موجود ہیں، ان اوقاف کی حفاظت، انہیں ترقی دینا اور ان کی آمدنی وقف کرنے والوں کے مقاصد کے مطابق خرچ کرنا، نیز اوقاف کی املاک سے غاصبانہ قبضہ ختم کرنا، ہندوستانی مسلمانوں اور حکومتِ ہند کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : قال رسول الله ﷺ : " إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة ؛ إلا من صدقة جارية ، أو علم ينتفع به ، أو ولد صالح يدعو له " .

(۲/ ۴۱ ، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته)

ما في " سنن أبي داود " : عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال : " إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة أشياء ؛ من صدقة جارية ، أو علم ينتفع به ، أو ولد صالح يدعو له " .

(۲/ ۳۹۸ ، باب ما جاء في الصدقة عن الميت ، صحيح مسلم : ۲/ ۴۱ ، كتاب الوصية ، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت ، تكملة فتح الملهم : ۸/ ۱۰۴ ، الوصية ، باب =

.....

.....

.....

.....

=ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته ، رقم : ۴۱۹۹ ، شعب الإيمان للبيهقي :۳/ ۲۴۷ ، باب في الزكاة ، فصل في الاختيار في صدقة التطوع ، رقم : ۳۴۴۷ ، جامع الترمذي : ۲۵۶/۱ ، و:۳۶۲/۲ ، رقم : ۱۳۷۶ ، الأحكام ، باب في الوقف ، السنن الكبرى للنسائي : ۱۱۴/۲ ، و: ۱۰۹/۴ ، الوصايا ، باب فضل الصدقة عن الميت ، رقم : ۶۴۷۸)

ما في " التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح " : المعنى أن الإنسان إذا مات لا يُكتب له بعده أجر أعماله ؛ لأنه جزاء العمل وهو ينقطع بموته إلا فعلا دائم الخير مستمر النفع مثل وقف الأرض أو تصنيف كتاب أو تعليم مسألة يعمل بها وولد صالح وكل منها يلحق أجره إليه . (۲۲۲/۱ ، ط : مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) ما في " حاشية فتاوى النوازل [للسمرقندي] " : قال النووي : هذا مذهبنا ومذهب الجمهور ، ويدل عليه أيضًا إجماع المسلمين على صحة وقف المساجد والسقايات ، وفيه أن الوقف لا يباع ولا يوهب ولا يورث إنما يتبع فيه شرط الواقف . (ص/۳۳۷)

(۳) ما في " الدر المختار مع الشامية " : شرط الواقف كنص الشارع . أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به . (۶۴۹/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع ، ط: بيروت ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم : ص/۱۶۳ ، ط : بيروت)

(النهر الفائق :۳۲۶/۳ ، كتاب الوقف)

ما في " رد المحتار " : مراعاة غرض الواقفين واجبة .

(۶۶۵/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا)

ما في " الفقه الإسلامي وأدلته " : شرط الواقف كنصّ الشارع ؛ اتفق الفقهاء على هذه العبارة وهي أن شرط الواقف كنصّ الشارع . (۷۶۲۷/۱۰ ، الباب الخامس ، الوقف ، الفصل الرابع ، شروط الوقف ، المبحث الأول ، شروط الواقف) (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے :ص/۴۶، دسواں فقہی سمینار بمبئی، ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰۰۱ء، اوقاف سے متعلق مسائل، تجویز نمبر:۱)

اوقاف کا تحفُّظ وقف بورڈ کی ذمہ داری

مسئلہ (۷۶): تقسیمِ ہند کے موقع پر ہندوستان کے (خصوصاً پنجاب، ہریانہ، دہلی اور مغربی یوپی کے) بعض علاقوں سے بڑے پیمانے پر مسلمان پاکستان منتقل ہوگئے، ان علاقوں میں مسلمانوں کے مختلف النوع بڑے بڑے اوقاف (مساجد، مدارس، خانقاہیں، قبرستان، سرائے وغیرہ) ہیں، ان علاقوں میں اگر کچھ بھی مسلمان آباد ہیں، تو ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان اوقاف کے تحفُّظ اور انہیں نفع آور بنانے کی جد وجہد کریں، جو آبادیاں مسلمانوں سے کلیۃً خالی ہوچکی ہیں، وہاں کے اوقاف کا تحفُّظ وہاں کے وقف بورڈ کی ذمہ داری ہے، اور قریبی مسلم آبادی کو ان کے تحفُّظ کی جد وجہد کرنی چاہیے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : قال الزركشي : إذا تعطّل المسجد بتفرّق الناس عن البلد أو خرابها أو بخراب المسجد فلا يعود مملوكا ، ولا يجوز بيعه بحال ، ولا التصرف فيه ..... وقال القرطبي : لا يجوز نقض المسجد ولا بيعه ولا تعطيله وإن خربت المحلة . (۲۲۸/۳۷ ، ۲۲۹ ، مسجد ، تعطيل المساجد)

ما في " فتح القدير " : وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه . قوله : (لم يجز بيعه ولا تمليكه) هو بإجماع الفقهاء ، أما امتناع التمليك فلما بينا من قوله عليه السلام لعمر رضي الله عنه : " تصدق بأصلها لا يباع ولا يورث ولا يوهب " .

(۲۰۴/۶ ، كتاب الوقف ، البحر الرائق :۳۴۲/۵ ، كتاب الوقف)

(نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/ ۴۷، ۴۸، دسواں فقہی سمینار بمبئی، ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰۰۱ء، اوقاف سے متعلق مسائل، تجویز نمبر:۶) (کفایت المفتی:۷/ ۲۰۷)

اوقاف کو مفید بنانے کی ہر ممکن کوشش

مسئلہ (۷۷): اوقاف کے بارے میں اسلام کا اصل نقطۂ نظر یہ ہے کہ اوقاف دائمی ہوتے ہیں، اس لیے عام حالات میں ان کو فروخت کرنا، یا منتقل کرنا جائز نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف کے بارے میں ارشاد ہے: "لا تباع ولا توهب ولا تورث" (نہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ اس میں وراثت جاری ہوسکتی ہے)، لہٰذا اوقاف کی جائدادوں کو حسبِ سابق باقی رکھتے ہوئے انہیں نفع آور اور مفید بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے، جو اوقاف مسلمانوں کی تحویل میں ہیں انہیں ان میں احکامِ اوقاف کا پورا پورا خیال رکھنا واجب ہے، اور حکومتِ وقت کو بھی چاہیے کہ وہ اوقاف کے متعلق ایسے قانون بنائے، جن سے اوقاف کی جائداد کا پورا تحفُّظ ہو، اور وقف کرنے والوں کے مقاصد کی رعایت کے ساتھ اوقاف کی اِفادیت اور نافِعیت میں اضافہ ہو۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " التنوير مع الدر والرد " : قال صاحب التنوير : فإذا تم ولزم ، لا يملك ولا يملّك ، ولا يعار ولا يرهن . (تنوير) . وفي الشامية : قوله : (ولا يملك) أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه .

(٦/ ٤٢١ ، كتاب الوقف ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " البحر الرائق " : فمن بنى بيتًا على جدار المسجد وجب هدمه ، ولا يجوز أخذ الأجرة . وفي البزازية : ولا يجوز للقيم أن يجعل شيئًا من المسجد مستغلاً ولا مسكناً . =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(٥/ ٤٢١ ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المسجد)

ما في " فتح القدير " : وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه . قوله : (لم يجز بيعه ولا تمليكه) هو بإجماع الفقهاء ، أما امتناع التمليك فلما بينا من قوله عليه السلام لعمر رضي الله عنه : " تصدق بأصلها لا يباع ولا يورث ولا يوهب " .

(٦/ ٢٠٤ ، كتاب الوقف ، البحر الرائق :٥/ ٣٤٢ ، كتاب الوقف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ومتى زال ملكه عنه ولزم فليس له أن يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه ؛ لأنه تجرّد عن حق العباد وصار خالصًا لله تعالى ، وهذا لأن الأشياء كلها لله وإذا أسقط العبد ما ثبت له من الحق رجع إلى أصله فانقطع تصرفه عنه كما في الإعتاق .

(٣٧/ ٢٢٠ ، مسجد ، وقف المسجد والوقف عليه ، و: ٣٧/ ٢٢٥ ، بيع المسجد أو أنقاضه دون أرضه)

ما في " الموسوعة الفقهية " : قال الزركشي : إذا تعطّل المسجد بتفرّق الناس عن البلد أو خرابها أو بخراب المسجد فلا يعود مملوكا ، ولا يجوز بيعه بحال ، ولا التصرف فيه ..... وقال القرطبي : لا يجوز نقض المسجد ولا بيعه ولا تعطيله وإن خربت المحلة .

(٣٧/ ٢٢٨ ، ٢٢٩ ، مسجد ، تعطيل المساجد)

(نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/ ٤٦، دسواں فقہی سمینار بمبئی، ١٤١٨ھ مطابق ٢٠٠١ء، اوقاف سے متعلق مسائل، تجویز نمبر: ٢)

قبرستان میں عیدگاہ بنانا

مسئلہ (۷۸): شریعت میں عیدگاہ الگ وقف ہے، اور قبرستان الگ وقف ہے، اور ایک وقف کی زمین دوسرے وقف میں لینا درست نہیں ہے، اس لیے موقوفہ قبرستان کے حصہ میں عیدگاہ کی توسیع نہیں کرسکتے، اور اگر عیدگاہ خود موقوفہ قبرستان میں بنائی گئی ہے، تو یہ بجائے خود غلط ہے، موقوفہ قبرستان کی ساری زمین صرف مسلم اَموات کی تدفین کے لیے ہوتی ہے، اس میں مسجد، مدرسہ یا عیدگاہ وغیرہ بنانا جائز نہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : البقعة الموقوفة على جهة إذا بنى رجل فيها بناء ووقفها على تلك الجهة يجوز بلا خلاف تبعًا لها ، فإن وقفها على جهة أخرى اختلفوا في جوازه ، والأصح أنه لا يجوز. (۳۶۲/۲ ، كتاب الوقف ، الباب الثاني فيما يجوز وقفه وما لا يجوز وفي وقف المشاع ، ط : زكريا)

ما في " الدر المختار " : وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدا ومدرسة ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك .

(۵۵۱/۶ ، كتاب الوقف ، ط : زكريا ديوبند)

ما في " رد المحتار " : قال الخير الرملي : أقول : ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال فلا يصرف أحدهما إلى الآخر وهي واقعة الفتوى . اهـ . (۵۵۱/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب في نقل أنقاض المسجد وغيره ، ط : زكريا)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۰۵۳)

سرکار کی طرف سے عیدگاہ کے لیے دی گئی زمین

مسئلہ (۷۹): اگر سرکار مسلمانوں کو کوئی زمین عیدگاہ کے لیے دے، تو اس میں مدرسہ تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ سرکار کی طرف سے خاص مسلمانوں کو عیدگاہ کے لیے اگر کوئی زمین دی جاتی ہے، اور مسلمان اس کو عیدگاہ کے لیے وقف کردیتے ہیں، تو وہ وقف ہوجاتی ہے، اس پر وقف کے احکام جاری ہوتے ہیں، اسے کسی اور مصرف میں لینا جائز و درست نہیں ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : البقعة الموقوفة على جهة إذا بنى رجل فيها بناء ووقفها على تلك الجهة يجوز بلا خلاف تبعًا لها ، فإن وقفها على جهة أخرى اختلفوا في جوازه ، والأصح أنه لا يجوز. (۳۶۲/۲ ، كتاب الوقف ، الباب الثاني فيما يجوز وقفه وما لا يجوز وفي وقف المشاع ، ط : زكريا)

ما في " الدر المختار " : وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدا ومدرسة ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك .

(۵۵۱/۶ ، كتاب الوقف ، ط : زكريا ديوبند)

ما في " رد المحتار " : قال الخير الرملي : أقول : ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال فلا يصرف أحدهما إلى الآخر وهي واقعة الفتوى . اهـ . (۵۵۱/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب في نقل أنقاض المسجد وغيره ، ط : زكريا)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۱۰۷)

عیدگاہ پر چھت ڈالنا

مسئلہ (۸۰): عیدگاہ کھلا ہوا میدان ہوتا ہے، حفاظت کے لیے اس کی چہار دیواری کرا سکتے ہیں، عیدگاہ میں اوپر لنٹر ڈالنا یعنی چھت بنانا، پترے کا شیڈ ڈالنا یہ سب مناسب نہیں، اگر عید کے دن اتنے وقت تک لگاتار بارش ہو رہی ہو، جس میں نمازِ عید ادا کی جاتی ہے، تو اگلے دن نمازِ عید ادا کرلیں، یا محلے کی بڑی مسجد میں یا جامع مسجد میں نمازِ عید ادا کرلیں، مگر عیدگاہ چھت والی نہ بنائیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : المصلى لغة : موضع الصلاة أو الدعاء ، قال تعالى : ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ أي موضعًا للدعاء . واصطلاحا : الفضاء والصحراء ، وهو المجتمع فيه للأعياد ونحوها . (۳۸/۲۹ ، مصلى ، التعريف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : فقال الحنفية : ليس لمصلى العيد والجنازة حكم المسجد في منع دخول الحائض ، وإن كان لهما حكم المسجد في صحة الاقتداء مع عدم اتصال الصفوف . (۳۸/۳۱ ، مصلى ، ج – إجراء أحكام المسجد على المصلى)

(الفتاوى الهندية : ۱/۱۵۰ ، البحر الرائق : ۲/۲۷۸ ، التنوير مع الدر والرد : ۲/۱۶۹)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۲۹۴۹)

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۵/۳۴۵، ط: کراچی)

مسجد کمیٹی کے افراد کا انتخاب

مسئلہ (۸۱): مسجد کمیٹی کے لیے ایسے افراد کا انتخاب ہونا چاہیے، جو دیانت دار اور دِین دار ہوں، فسق وفجور کی چیزوں؛ مثلاً ترکِ نماز، فلم بینی اور داڑھی منڈوانے سے بچتے ہوں، نیز ان کے اندر انتظامی اُمور کو سمجھنے اور انہیں انجام دینے کی صلاحیت بھی ہو، مسجد کمیٹی کے انتخاب کا شریعت میں کوئی متعین طریقہ نہیں ہے، اہلِ محلّہ اتفاق کے ساتھ یا اکثریت سے، مذکورہ بالا اوصاف کے حامل لوگوں کو نام زد کردیں تو کافی ہے، انتخاب کے لیے ''ووٹنگ'' کا طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے؛ لیکن بہر حال انتخاب مذکورہ بالا اوصاف کے حامل لوگوں کا ہی ہونا چاہیے، خائن، فسق وفجور میں مبتلا بے نمازی یا رِیش تراشیدہ کو اُمورِ مسجد کی ذمہ داری سونپنا جائز نہیں ہے۔

ووٹنگ کی صورت میں محلے کے ہر فردِ عاقل کو اس میں شریک ہونے کی اجازت ہونی چاہیے، خواہ وہ محلے میں نیا بسا ہو، یا پہلے سے، باقی اگر ووٹنگ کا حق مصلحۃً صرف پرانے لوگوں کو دیا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : ثم ذكر عن التاتارخانية حاصله أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متولياً لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح ، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي . (۴۹۶/۶ ، مطلب الأفضل في زماننا نصب المتولي بلا إعلام القاضي)

ما في " رد المحتار " : لا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لأنه يخل بالمقصود . (۳۷۸/۵) (فتاویٰ دارالعلوم:۴۲۸/۱۳)=

مسجد میں کھانا پکانا

مسئلہ (۸۲): مسجد کے حدود میں یعنی جہاں تک نماز پڑھنے پڑھانے کے لیے مسجد کا حصہ نیچے یا اوپر بنایا گیا ہے، وہ شرعاً مسجد ہے، مسجد کا احترام کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، ایسی جگہ کے کسی کونے میں جماعت والوں کے لیے کھانا بنانا جائز نہیں، مسجد نیچے تحت الثریٰ تک اور اوپر آسمان تک مسجد ہوتی ہے[۱]، اس کا احترام بہر حال ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، مسجد کے حصہ میں کھانا پکانا خواہ اعتکاف کی نیت کر کے ہو مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔[۲]

=ما في " فتاویٰ اشاعت العلوم اکل کوا " : سوال : کیا کوئی سیاسی آدمی مسجد کا ممبر بن سکتا ہے یا نہیں؟ جواب: ''مسجد کمیٹی میں ایسے افراد ہونے چاہیے جو صوم وصلوٰۃ کے پابند، امانت دار، دین دار اور احکامِ وقف سے واقف ہوں، خواہ وہ سیاسی ہوں یا غیر سیاسی۔'' ما في " رد المحتار " : قوله : (غير مامون الخ) قال في الإسعاف : ولا يولى إلا أمين ، قادر بنفسه ، أو بنائبه ؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر ، وليس من النظر تولية الخائن ؛ لأنه يخل بالمقصود .

(۴۵۳/۶ ، كتاب الوقف ، مطلب في شروط المتولي ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

(فتویٰ نمبر:۱۲۵-رج:۲، فتاویٰ رحیمیہ:۹/ ۶۹، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۲۲۰)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكره تحريمًا الوطء فوقه ، والبول والتغوط ، لأنه مسجد إلى عنان السماء . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (إلى عنان السماء) وكذا إلى تحت الثرى كما في البيري عن الإسبيجابي .

(۲۷۰/۲ ، ۲۷۱ ، كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وأن المسٰجد لله فلا تدعوا مع الله أحدًا﴾ .

(سورة الجن : ۱۸)=

.....

.....

.....

=ما في " تفسير المظهري " : ونهى عن تناشد الأشعار في المسجد وعن البيع والشراء فيه وأن يتحلّق الناس يوم الجمعة قبل الصلاة في المسجد . (۵۳/۱۰)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : وتصان المساجد أيضًا عن البيع والشراء وجميع الأشغال ، لقوله ﷺ للرجل الذي دعا إلى الجمل الأحمر : " لا وجدت إنما بنيت المساجد لما بنيت له ". وهذا يدل على أن الأصل ألا يعمل فى المسجد غير الصلوات والأذكار وقراءة القرآن . (۲۶۹/۱۲ ، سورة النور :۳۶)

ما في " سنن ابن ماجة ": عن واثلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال : " جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم ، وشراء كم وبيعكم وخصوماتكم ، ورفع أصواتكم ، وإقامة حدودكم ، وسلّ سيوفكم ، واتخذوا على أبوابها المطاهر وجمّروها في الجمع " .

(ص/۵۴ ، كتاب المساجد ، باب ما يكره في المساجد)

ما في " شروح ابن ماجة " : قال السندي : قوله : (جنّبوا) من التجنيب ، أي بعدوا هذه الأشياء عن المساجد ، إذ الكل لا تليق بالمساجد .

(۳۴۳/۱ ، كتاب المساجد والجماعات ، باب ما يكره في المساجد)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ويحرم إدخال الصبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم) . (در مختار) . وفي الشامية : (ويحرم الخ) لما أخرجه المنذري مرفوعًا : "جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم ، وبيعَكم وشراء كم ، ورفع أصواتكم . الخ) .

(۴۲۹/۲ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في أحكام المسجد ، ط : بيروت ، الفتاوى الهندية :۳۲۱/۵ ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة الخ)

ما في " الفتاوى الهندية " : ذكر الفقيه رحمه الله تعالى في التبنية حرمة المسجد خمسة عشر : ..... والسادس أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالى . والسابع أن لا يتكلم فيه من أحاديث الدنيا . (۳۲۱/۵ ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۳۸۶)

مقامی لوگوں کا مدرسہ میں قیام

مسئلہ (۸۳): مدرسہ کسی مقیم یا مسافر کے رہنے کی جگہ نہیں ہے، بلکہ باہر کے جو غریب و نادار طلبہ پڑھنے کے لیے آتے ہیں، ان کے قیام کی جگہ ہے۔ مقامی لوگ جن کے پاس اپنا گھر موجود ہے، انہیں مدرسہ کو سرائے و مسافر خانہ بنانا، یعنی اس میں مستقل قیام کرنا جائز نہیں۔ البتہ مدرسہ کا مدرس یا ملازم اگر طلبہ کی دیکھ بھال کے لیے مدرسہ میں رہے، تو اس کے لیے اس کی اجازت ہے، کیوں کہ یہ مصالحِ طلبہ میں داخل ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في "رد المحتار" : مراعاة غرض الواقفين واجبة .

(۶۶۵/۶، كتاب الوقف ، مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا)

ما في "ترتيب اللآلي في سلك الأمالي" : الشيء إذا ثبت ، ثبت بجميع لوازمه .

(۸۷۷/۲ ، المادة : ۱۵۱ ، جمهرة : ۸۵۵/۲ ، رقم :۱۶۷۳)

(درر الحكام : المادة : ۴۹ ، القواعد الكلية والضوابط الفقهية :ص/۳۰۶)

(الأصول والقواعد للفقه الإسلامي :ص/ ۱۸۵ ، قاعدة : ۱۷۰)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۳۰۲۱)

تعمیرِ جدید میں مسجد کے کسی حصے کو خارج کرنا

مسئلہ (۸۴): جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جائے، اس پر تا قیامت مسجد کے احکام جاری ہوتے ہیں، تعمیرِ جدید میں مسجد کے کسی حصے کو مسجد سے خارج کرنا درست نہیں، اس لیے جدید تعمیر میں محض آب وہوا کی غرض سے، یا پارکنگ کے مقصد سے سابق میں رہے مسجد کے کسی حصے میں شامل نہ کرنا صحیح نہیں، نیز جس جگہ ایک زمانے سے نماز ہوتی رہی ہو، اس کو مسجد سے خارج کرنے میں مسجد کی حق تلفی بھی ہے، جو کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكره تحريمًا الوطء فوقه ، والبول والتغوط ؛ لأنه مسجد إلى عنان السماء . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (إلى عنان السماء) وكذا إلى تحت الثرى كما في البيري عن الإسبيجابي .

(۲/۳۷۰ ، ۳۷۱ ، كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

ما في " حاشية الشلبي على تبيين الحقائق " : ولو انه بنى المسجد أولا ثم أراد أن يجعل تحته حانوتًا للمسجد فهو مردود باطل .

(۴/۲۷۱ ، كتاب الوقف ، فصل ومن بنى مسجدًا ـ الخ)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۵۹۶)

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/۱۷۰)

مسجد کا پیسہ امام کے اہل وعیال پر خرچ کرنا

مسئلہ (۸۵): کسی مسجد کے امام کا انتقال ہوجائے، تو امام مرحوم کے گھر والوں پر مسجد کا پیسہ بطورِ اعانت خرچ کرنا درست نہیں ہے، کیوں کہ مسجد کا پیسہ وقف کا مال ہے، جس کے مصارف محدود ہیں، البتہ اگر مصلیان کو اپنے مرحوم امام کی دیرینہ خدمات کا اعتراف ہے، اور وہ ان کے گھر والوں کی اعانت ومدد کرنا چاہتے ہیں، تو الگ سے چندہ کرکے مدد کرنا چاہیے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : وفي القنية : ولا يجوز للقيم شراء شيء من مال المسجد لنفسه ولا البيع له وإن كان فيه منفعة ظاهرة للمسجد . ليس للمتولي إيداع مال الوقف والمسجد إلا ممن في عياله وإقراضه ، فلو أقرضه ضمن ، وكذا المستقرض .

(۵/ ۴۰۱ ، كتاب الوقف ، ط : بيروت)

ما في " فتاوى قاضي خان " : رجل جمع مالا من الناس لينفقه في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه ثم رد بدلها في نفقة المسجد لا يسعه أن يفعل ذلك وإذا فعل إن كان يعرف صاحب المال رد الضمان عليه أو يسأله ليأذن له بانفاق الضمان في المسجد ، وإن لم يعرف صاحب المال يرفع الأمر إلى القاضي حتى يأمره بانفاق ذلك في المسجد ، فإن لم يقدر على أن يرفع الأمر إلى القاضي قالوا : نرجو له في الاستحسان أن ينفق مثل ذلك من ماله في المسجد فيجوز ويخرج عن الوبال فيما بينه وبين الله تعالى وفي القضاء يكون ضامنًا ، فيكون ذلك دينًا عليه لصاحب المال . (۴/ ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، كتاب الوقف ، باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانًا أو سقاية أو مقبرة)

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۶۸۰)

مسجد کی چھت پر بیت الخلاء بنوانا

مسئلہ (۸۶): مسجد کی شرعی حد جس قدر ہے وہ مسجد ہے، اس کے نیچے زمین میں تحت الثریٰ تک اور اوپر آسمان تک وہ مسجد ہی ہوتی ہے[۱]، اس کا احترام ضروری ہے، جس طرح مسجد بن جانے کے بعد مسجد کے اندر بیت الخلاء بنانا ناجائز ہے، اسی طرح مسجد کے اوپر اور نیچے بھی بیت الخلاء بنانا ناجائز ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكره تحريمًا الوطء فوقه ، والبول والتغوط ، لأنه مسجد إلى عنان السماء . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (إلى عنان السماء) وكذا إلى تحت الثرى كما في البيري عن الإسبيجابي .

(۲/۲۷۰ ، ۲۷۱ ، كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وطهر بيتي للطآئفين والقآئمين والرّكّع السّجود﴾ .

(سورة الحج : ۲۲)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : ومما تصان عنه المساجد وتنزه عنه الروائح الكريهة والأقوال السيئة وغير ذلك . (۱۲/۲۶۷ ، سورة النور: ۳۶)

ما في " صحيح البخاري " : عن جابر بن عبد الله قال : قال النبي ﷺ : " من أكل من هذه الشجرة – يريد الثوم – فلا يغشانا في مساجدنا " . قلت : ما يعني به ؟ قال : ما أُراه ؛ يعني إلا نِيئَهُ ، وقال مَخلَد بن يزيد عن ابن جريج إلا نَتْنَهُ .

عن ابن شهاب ، زعم عطاء أن جابر بن عبد الله زعم ، أن النبي ﷺ قال : " من أكل ثومًا أو بصلا فليعتزِلْنا ، أو قال : فليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته " – الحديث .

(۱/۱۱۸ ، كتاب الأذان ، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكُرّاث ، رقم : ۸۵۴ ، ۸۵۵ ، صحيح مسلم : ۱/۲۰۹ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثاً أو نحوها ، رقم : ۱۲۵۳)=

.....

=ما في " صحيح مسلم " : عن أبي سعيد – الخدري رضي الله تعالى عنه – قال : لم نَعُدُ أن فُتحَت خيبرُ فوقعنا – أصحاب رسول الله ﷺ – في تلك البقلة – الثوم ، والناس جياع ، فأكلنا منها أكلا شديدًا ثم رُحنا إلى المسجد ، فوجد رسول الله ﷺ الريح ، فقال : " من أكل من هذه الشجرة الخبيثة شيئًا فلا يقربنا في المسجد " . الحديث .

(۱/۲۰۹ ، رقم: 565/۱۲۵۶ – ۷۶ ، ط: قديمي ، و:۳/۳۶۹ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها مما له رائحة ، ط : احياء التراث)

ما في " مشكوة المصابيح " : قوله ﷺ : " من أكل من هذه الشجرة المُنْتَنَةِ فلا يقربنّ مسجدنا ، فإن الملائكة تتأذى كما يتأذى منه الإنس " .

(۱/۶۸، باب المساجد ومواضع السجود)

ما في " عمدة القاري " : قلت : العلة أذى الملائكة وأذى المسلمين ..... ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة من المأكولات وغيرها . (۶/۲۱۱)

ما في " شرح النووي على صحيح مسلم " : قال الإمام النووي في شرح هذا الحديث : قال العلماء : ويلحق بالثوم والبصل والكراث كل ما له رائحة كريهة من المأكولات وغيرها ..... قال القاضي : وقاس العلماء على هذا مجامع الصلاة غير المسجد كمصلى العيد والجنائز ونحوها من مجامع العبادات ، وكذا مجامع العلم والذكر والولائم ونحوها .

(۱/۲۰۹ ، ط : قديمي ، و:۳/۳۶۷ ، ط : بيروت)

ما في " المنهاج بشرح صحيح مسلم بن الحجاج " : هذا تصريح بنهي من أكل الثوم ونحوه عن دخول كل مسجد ، وهذا مذهب العلماء كافة إلا ما حكاه القاضي عياض عن بعض العلماء أن النهي خاص في مسجد النبي ﷺ لقوله ﷺ في بعض روايات مسلم : (فلا يقربنّ مسجدنا) وحجة الجمهور فلا يقربنّ المساجد ، ثم ان النهي إنما هو عن حضور المسجد لا عن أكل الثوم والبصل ونحوهما ، فهذه البقول حلال بإجماع من يعتد به .

(۳/۳۶۶ ، تحت رقم : ۱۲۲۸)

ما في " رد المحتار " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (وأكل نحو ثوم أي كبصل ونحوه ما له رائحة كريهة للحديث الصحيح عن قربان آكل الثوم والبصل ،=

مسجد کے قرآن دوسری جگہ لے جانا

مسئلہ (۸۷): جو قرآنِ کریم یا پنج پارے واقف نے کسی مسجد کے لیے اس شرط کے ساتھ وقف کیے ہو کہ ان سے مسجد ہی میں انتفاع کیا جائے، تو انہیں اپنے کمروں اور درسگاہوں، گھروں یا کسی اور جگہ منتقل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے[۱]، ہاں اگر مسجد میں پارے دینے کا مقصود یہ ہو کہ فائدہ اُٹھانے والے اُنہیں اپنے مقاموں پر لے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں، تو اس صورت میں منتقل کرنے میں مضائقہ نہیں[۲]، البتہ مسجد میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخے اگر مسجد کی ضرورت سے زیادہ ہوں، تو انہیں گھر یا کمرہ پر لے جانے کے بجائے کسی اور مسجد میں منتقل کردیں۔[۳]

= المسجد) قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري : قلت : " علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ، ولا يختص بمسجد عليه الصلاة والسلام ، بل الكل سواء " .
(۴۳۵/۲ ، الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد)
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۶۷۸۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : لو عمم الواقف بأن وقفه على طلبة العلم لكنه شرط أن لا يخرج من المسجد أو المدرسة كما هو العادة ..... لا يبعد وجوب اتباع شرطه ؛ لأن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ، وهو مفهوم قولهم: " شرط الواقف كنص الشارع " أي في المفهوم والدلالة وجوب العمل به ..... إذا وقف كتبا وعين موضعها ، فإن وقفها على أهل ذلك الموضع لم يجز نقلها منه لا لهم ولا لغيرهم ، وظاهره أنه لا يحل لغيرهم الانتفاع بها ، وإن وقفها على طلبة العلم فلكل طالب الانتفاع=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= بها في محلها . (٦/٤٣٧ ، مطلب في نقل كتب الوقف في محلها)

ما في " رد المحتار " : ليس للمتولي التصرف في أمور الوقف بدون إذن المشرف واطلاعه . (٦/٥٣٥ ،كتاب الوقف ، مطلب ليس للمشرف التصرف)

ما في" الفتاوى الهندية " : متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته وله أن يحمله من البيت إلى المسجد . (٢/٤٦٢ ، كتاب الوقف ، الباب الثاني عشر)

ما في " بدائع الصنائع " : ولا يجوز أن يصرفه إلى مستحقي الوقف ؛ لأن حقهم في المنفعة والغلة لا في العين . (٥/٣٣٠ ، كتاب الوقف)

(کفایت المفتی:۴/۱۸۸،حاشیہ:مسجد کے قرآن مسجد میں پڑھنے والوں کے لیے وقف ہوتے ہیں الخ)

(۲) (فتاویٰ رحیمیہ:۹/۱۲۸،مسجد کے قرآن کے پارے گھر لے جانا)

(۳) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۲۷۳،مسجد کے قرآن مجید گھر لے جانا درست نہیں،ط:جدید)

کتاب الصوم

روزہ کے احکام ومسائل

روزہ میں نیم کی مسواک

مسئلہ (۸۸): بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں نیم کی مسواک کرنا منع ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں نیم وغیرہ کی مسواک صبح وشام ہر وقت بلا کراہت درست ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جامع الترمذي " : عن عامر بن ربيعة – رضي الله تعالى عنه – قال : " رأيت النبي ﷺ ما لا أحصي يتسوّک وهو صائم " .

(۱/۱۵۴ ، سنن أبي داود : ۱/۳۲۲ ، مشكوة المصابيح : ۱/۱۷۶)

ما في " بذل المجهود " : قال الشوكاني : والحديث يدل على استحباب السواک للصائم من غير تقييد بوقت دون وقت ..... وقال : فالحق أنه يستحب السواک للصائم أول النهار وآخره ، وهو مذهب جمهور الأئمة ، وقال في البدائع : ولا بأس للصائم أن يستاک ، سواء كان السواک يابسًا أو رطبًا مبلولا أو غير مبلول .

(۸/۵۱۰ ، باب السواک للصائم ، بدائع الصنائع : ۲/۲۶۸)

ما في " الفتاوى الهندية " : ولا بأس بالسواک الرطب واليابس في الغداة والعشي عندنا . اهـ . (۱/۱۹۹ ، الهداية : ۱/۲۲۱ ، بدائع الصنائع : ۲/۲۶۸ ، ط : زكريا)

(رد المحتار : ۳/۳۹۹ ، ط : زكريا)

ما في " الفتاوى الهندية " : أما الرطب الأخضر فلا بأس به عند الكل . (۱/۱۹۹)

(کتاب النوازل: ۶/۳۷۰، ۳۷۱، روزہ کی حالت میں نیم کی مسواک کرنا، روزہ دار کا نصف النہار کے بعد ترک مسواک کرنا کیسا ہے؟)

سحری کے بعد سویا اور احتلام ہوگیا

مسئلہ (۸۹): اگر کوئی شخص سحری کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا اور اس کی آنکھ لگ گئی، اور اِس دوران اُس کو احتلام ہوگیا، تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن اگر نمازِ فجر قضا ہوگئی، تو اس پر مؤاخذہ ہوگا، اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ سحری کے بعد سونے کے بجائے مسجد میں جا کر ذکر واذکار اور تلاوت وغیرہ میں مصروف رہیں، تاکہ نماز قضا نہ ہو۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة – رضي الله تعالى عنها – قالت : " أشهد على رسول الله ﷺ إن كان يصبح جنبًا من جماع غير احتلام ثم يصومه " . وفي رواية عنها قالت : " فيغتسل ويصوم " .

(۳/۴۰، رقم : ۱۹۳۰ ، ۱۹۳۱ ، باب اغتسال الصائم ، ط : دار الشعب القاهرة)

(فتح الباري : ۵/۱۹۲ ، ط : بيروت)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : إذا أصبح جنبًا لا يفسد صومه . (۳/۳۷۴ ، ط : زكريا)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي : ص/۳۶۲)

(الدر المختار مع الشامية : ۳/۳۷۲ ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/۳۷۱،سحری کھا کر سوگیا پھر احتلام ہوگیا)

حالتِ جنابت میں سحری کھانا

مسئلہ (۹۰): اگر کوئی جُنبی (جنابت والا) یا محتلم (احتلام والا) شخص سحری کا وقت ختم ہونے سے صرف پانچ دس منٹ پہلے نیند سے بیدار ہو، تو اسے چاہیے کہ پہلے سحری کھالے، اس کے بعد غسل کرکے نمازِ فجر پڑھے، حالتِ جنابت واحتلام میں سحری کھانے اور روزہ کا وقت شروع ہونے سے روزہ میں فساد نہیں آتا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن عائشة – رضي الله تعالى عنها – زوج النبي ﷺ أن رجلا قال لرسول الله ﷺ وهو واقف على الباب ، يا رسول الله ! إني أصبح جنبا وأنا أريد الصيام ، فقال رسول الله ﷺ : " وأنا أصبح جنبا وأنا أريد الصيام فأغتسل وأصوم . " الخ .

(۲/۲۸۵ ، رقم : ۲۳۸۹ ، باب في من أصبح جنبا في شهر رمضان ، ط : دار الفكر بيروت)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : إذا أصبح جنبًا لا يفسد صومه . (۳/۳۷۴ ، ط : زكريا)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي : ص/۳۶۲)

(الدر المختار مع الشامية : ۳/۳۷۲ ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/۳۷۲، حالتِ جنابت میں سحری کھانا)

باب الاعتکاف

اعتکاف کے مسائل

محلّہ کی مسجد میں اعتکاف

مسئلہ (۹۱): آدمی کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل وبہتر ہے، تاہم کسی دینی مصلحت وغرض، مثلاً کسی بزرگ، عالم اور اللہ والے کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لیے اپنے محلے کی مسجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں، یا کسی دوسرے شہر کی مسجد یا خانقاہ میں اعتکاف کرنا بھی شرعاً جائز ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " النهر الفائق " : وأما أفضل الاعتكاف ففي المسجد الحرام ثم في مسجده ﷺ ثم في المسجد الأقصى ثم في الجامع ، قيل : إذا كان يصلى فيه جماعة ، فإن لم يكن في مسجده أفضل لئلا يحتاج إلى الخروج ثم ما كان أهله أكثر قال في البحر : وهذا ظاهر في عدم كراهة المجاورة بمكة . (۴۴/۲ ، كتاب الصوم ، باب الاعتكاف)

(فتح القدير : ۳۹۹/۲ ، كتاب الصوم ، باب الاعتكاف)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : والأفضل اعتكاف الرجل في الجامع إذا كان ثمة قوم يصلون بجماعة ، فإن لم يكن فاعتكافه في مسجده أفضل .

(۴۴۳/۳ ، كتاب الصوم ، الفصل ... في الاعتكاف ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۶/۴۱۳،اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/۳۶۴)

عورت اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لے

مسئلہ (۹۲): اگر کوئی عورت اپنے گھر میں اعتکاف میں بیٹھنا چاہے، تو اُسے اپنے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ (۱)

بدبو والے شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا

مسئلہ (۹۳): اگر کسی شخص کے بدن سے مستقل بدبو آتی رہتی ہو، جس کی وجہ سے دیگر مصلیوں کو تکلیف پہنچتی ہو، تو ایسے شخص کو مسجد کی نماز باجماعت میں شریک نہیں ہونا چاہیے، اور نہ ہی وہاں اعتکاف میں بیٹھنا چاہیے، کیوں کہ نماز باجماعت سنتِ مؤکدہ اور اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، جب کہ کسی کو تکلیف دینا حرام ہے، اور ایسی سنت جو کسی حرام کا ذریعہ بنے متروک ہوتی ہے، یعنی اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : ولا ينبغي لها الاعتكاف بلا إذنه . (۳/۳۸۲ ، باب الاعتكاف)

ما في " الفتاوى الهندية " : ولا تشترط الذكورة والحرية فيصح من المرأة والعبد بإذن المولى والزوج إن كان لها زوج . (۱/۲۱۱ ، الباب الساعب في الاعتكاف)

ما في " البحر الرائق " : وقد تقدم أنها لا تعتكف إلا بإذن زوجها إن كان لها زوج ولو واجبا . (۲/۵۲۷ ، باب الاعتكاف)

ما في " بدائع الصنائع " : ولا تشترط الذكورة والحرية فيصح من المرأة والعبد بإذن المولى والزوج إن كان لها زوج ، لأنهما من أهل العبادة وأنما المانع حق الزوج والمولى فإذا وجد الإذن فقد زال المانع . (۲/۲۷۴ ، كتاب الاعتكاف) =

.....

.....

=(کتاب الفتاویٰ:۸/۴۰۳،اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:ص/۲۹۱،المسائل المہمۃ:۶/۱۲۸)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : عن جابر قال : قال رسول الله ﷺ : " من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا ، فإن الملائكة تتأذى مما تتأذ منه الإنس " .

(ص/٦٩ ، باب المساجد)

ما في " عمدة القاري " : العلة أذى الملائكة وأذى المسلمين فيختص النهي بالمساجد وما في معناها ولا يختص بمسجده ﷺ بل المساجد كلها سواء عملا برواية مساجدنا بالجمع وشد من خصه بمسجده ﷺ ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة من المأكولات وغيرها ..... وكذلك ألحق بذلك بعضهم من بفيه بخر أو به جرح له رائحة . (٦/٢١١)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويحرم فيه السؤال .... وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه . (در مختار) وفي الشامية : قوله : (وأكل نحو ثوم) أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة .... وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق .

(٢/٣٧٧ ، مطلب في الغرس في المسجد)

ما في " حلبي كبير " : الأول فيما تصان عند المسجد يجب أن تصان عن إدخال الرائحة الكريهة . (ص/٦١٠ ، فصل في أحكام المسجد)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : قال عليه الصلاة والسلام : " إذا خرج الإما فلا صلاة ولا كلام " . (٢/٢١٠ ، باب صلاة الجمعة ، ط : دار الايمان سهارنفور)

ما في " الأشباه والنظائر لابن نجيم " : درء المفاسد أولى من جلب المصالح ، فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبًا ؛ لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات . (ص/٣٢٢ ، الفن الأول ، القاعدة الخامسة ، الضرر يزال)

(فتاویٰ رحیمیہ:۷/۲۸۴،فتاویٰ محمودیہ:۱۰/۲۷۲)

معتکف قضائے حاجت کر کے گھر چلا گیا

مسئلہ (۹۴): معتکف قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلا، اور فراغت کے بعد بھول کر گھر چلا گیا، تو اگر فوراً وہاں سے مسجد واپس آجائے، تو اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن اگر کچھ دیر گھر پر ٹھہرا رہا، اس کے بعد مسجد واپس آیا، تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : ومن الأعذار : الخروج للغائط والبول وأداء الجمعة ، فإذا خرج لبول أو غائط لا بأس بأن يدخل بيته ويرجع إلى المسجد كما فرغ من الوضوء ، ولو مكث في بيته فسد اعتكافه وإن كان ساعة عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

(۱/۲۷۵ ، الباب السابع في الاعتكاف)

ما في " الجوهرة النيرة " : (ولا يخرج من المسجد إلا لحاجة الإنسان) وهي الغائط والبول لأنه معلوم وقوعها فلا بد من الخروج لأجلها ولا يمكث بعد فراغه من الطهور فإن مكث فسد اعتكافه عند أبي حنيفة . (۱/۲۱۳ ، باب الاعتكاف ، ط : مكتبه تهانوى ديوبند)

ما في " مجمع الأنهر " : (ولا يخرج المعتكف) من المسجد (إلا لحاجة الإنسان) كالطهارة ومقدماتها ، وهذا التفسير أحسن من أن يفسر بالبول والغائط . تدبر . .... ولا بأس بأن تدخل بيته للوضوء ولا يمكث بعد الفراغ .

(۱/۳۷۸ ، كتاب الصوم ، باب الاعتكاف ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

(اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۵۹)

عورت کا معتکف شوہر سے ملنے کے لیے مسجد جانا

مسئلہ (۹۵): اگر کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو، اور اس کی بیوی کو اس سے کوئی ضروری کام پیش آجائے، تو وہ مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ اپنے معتکف شوہر سے ملنے کے لیے مسجد آسکتی ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، ہاں! البتہ اس ملاقات کو کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو، تو شوہر کو چاہیے کہ اسی وقت یہ صفائی کردے کہ یہ میری بیوی ہے، تاکہ اس دوسرے شخص کو کوئی بدگمانی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے، لیکن موجودہ دور میں موبائل کا استعمال عام ہے، تو بہتر یہ ہے کہ بیوی موبائل کے ذریعے شوہر سے ضروری گفتگو کرلے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن ابن ماجة " : عن صفية بنت حي زوج النبي ﷺ انها جاء ت رسول الله ﷺ تزوره وهو معتكف في المسجد في العشر الأواخر من شهر رمضان فتحدثت عنده ساعة من العشاء ثم قامت تنقلب فقام معها رسول الله ﷺ يقلبها حتى إذا بلغت باب المسجد الذي كان عند مسكن أم سلمة زوج النبي ﷺ مر بهما رجلان من الأنصار فسلما على رسول الله ﷺ ثم نفذا فقال لهما : على رسلكما ، إنها صفية بنت حي ، قالا : سبحان الله يا رسول الله ! وكبر عليهما ذلك فقال رسول الله : " إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم ، وإني خشيت أن يقذف في قلوبكما شيئًا " . (ص/۱۲۷)

ما في " فتح الباري " : ان صفية زوج النبي ﷺ أخبرته أنها جاء ت إلى رسول الله ﷺ تزوره في اعتكافه في المسجد في العشر الأواخر من رمضان ..... حتى إذا بلغت باب المسجد عند باب أم سلمة مر رجلان من الأنصار فسلما على رسول الله ﷺ فقال لهما النبي ﷺ : على رسلكما ، إنما هي صفية بنت حي .

(۳۵۳/۴ ، عمدة القاري : ۲۱۹/۱۱)=

کتاب الزکوۃ

زکوۃ کے احکام ومسائل

حج کی منظوری سے قبل رکھی گئی رقم پر زکوۃ

مسئلہ(۹۶): بعض لوگ سفرِ حج پر جانے کے لیے رقم جمع کر کے بینک میں، یا سرکاری ادارہ میں، یا کسی کے پاس بطورِ امانت رکھتے ہیں، لیکن حج کمیٹی کی طرف سے ابھی اُن کا سفرِ حج کا نمبر نہیں آتا ہے، تو وہ رقم چوں کہ سفرِ حج کی منظوری سے قبل امانت ہوتی ہے، لہٰذا اس رقم پر حولانِ حول؛ یعنی سال گزرنے پر باقاعدہ زکوۃ واجب ہوگی۔ (۱)

=ما في " عمدة القاري " : حدثنا سفيان قال : سمعت الزهري يخبر عن علي ابن الحسين – رضي الله عنهما – أن صفية أتت النبي ﷺ وهو معتكف فلما رجعت مشى معها فأبصره رجل من الأنصار ، فلما أبصره دعاه فقال : تعال ! هي صفية ، وربما قال سفيان : هذه صفية . اهـ . (١١/٢٢٠ ، كذا في الفتاوى المهمة للألباني : ص/٥٩٥)

(زاد المعاد : ١/١٧١ ، المصنف لعبد الرزاق : ٤/٣٦٠)

(اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۵۱،۱۵۲)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " البحر الرائق " : ويخالفه ما في معراج الدراية في فصل زكاة العروض أن الزكاة تجب في النقد كيفما أمسكه للنماء أو للنفقة ، وكذا في البدائع في بحث النماء التقديري . (٢/٣٦١ ، كتاب الزكاة ، ط : بيروت)

(رد المحتار : ٣/١٧٩ ، كتاب الزكاة ، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاءً)

(فتاویٰ فریدیہ: ۴/۲۲۷، باب تفسیر الحج وشرائطہ وأرکانہ، حج منظوری سے قبل رکھی گئی رقم پر زکوۃ)

عصری تعلیم حاصل کرنے والے مستحقین طلبہ کو زکوۃ

مسئلہ (۹۷): عصری اداروں میں تعلیم پانے والے بچے اگر شرعی اعتبار سے مستحقِ زکوۃ ہوں، تو ان کو شرعی اصولوں کے مطابق اس حد تک زکوۃ دی جاسکتی ہے جس سے دوسرے مستحقین محروم نہ رہ جائیں۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿انما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين والعٰملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل اللّٰه وابن السبيل فريضة من اللّٰه﴾ .

(سورة التوبة : ٦٠)

ما في " الهداية " : يجوز دفعها إلى من يملك أقل من ذلك وإن كان صحيحا مكتسبا ؛ لأنه فقير والفقراء هم المصارف . (۱/۲۰۷ ، كتاب الزكاة)

ما في " الفتاوى الهندية " : يجوز صرفها إلى من لا يحل له السؤال إذا لم يملك نصابا وإن كانت له كتب تساوي مائتي درهم إلا أنه يحتاج إليها للتدريس أو التحفظ أو التصحيح يجوز صرف الزكاة إليه . كذا في فتاوى قاضي خان . سواء كانت فقها أو حديثا أو أدبا . هكذا في محيط السرخسي . (۱/۱۸۹ ، الباب السابع في المصارف)

(فتاویٰ دار العلوم زکریا افریقہ: ۳/۲۲۲)

(فتاویٰ محمودیہ: ۹/۵۵۹، ستائیسواں فقہی سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا: تجویز نمبر: ۹)

کتاب الحج والعمرة

حج وعمرہ کے احکام ومسائل

حج بدل کرنے والے پر فرض حج

مسئلہ (۹۸): وہ شخص جسے حج بدل میں بھیجا جارہا ہے، اگر تنگ دست اور مفلس ہو، جس پر اپنا حج فرض نہیں ہے، اور نہ پہلے حج کیا ہے، تو کیا بیت اللہ شریف کے دیکھنے سے خود اس پر اپنا حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے، البتہ اکثر اہلِ تحقیق کے نزدیک اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : تنبيه : قال في نهج النجاة لابن حمزة النقيب بعد ما ذكر كلام البحر المار ، أقول : وظاهره يفيد أن الصرورة الفقير لا يجب عليه الحج بدخول مكة ، وظاهر كلام البدائع بإطلاقه الكراهة أي في قوله : يكره إحجاج الصرورة ؛ لأنه تارك فرض الحج ، يفيد أنه يصير بدخول مكة قادرا على الحج عن نفسه وإن كان وقته مشغولا بالحج عن الآمر وهي واقعة الفتوى . فليتأمل . اهـ . قلت : وقد أفتى بالوجوب مفتي دار السلطنة العلامة أبو السعود وتبعه في " سكب الأنهر " وكذا أفتى به السيد أحمد بادشاه ، وألف فيه رسالة ، وأفتى سيدي عبد الغني النابلسي بخلافه وألف فيه رسالة ؛ لأنه في هذا العام لا يمكنه الحج عن نفسه ؛ لأن سفره بمال الآخر ، فيحرم عن الآمر ويحج عنه ، وفي تكليفه بالإقامة بمكة إلى قابل ليحج عن نفسه ويترك عياله ببلده حرج عظيم ، وكذا في تكليفه بالعود وهو فقير حرج عظيم أيضًا .

(۴/ ۲۱ ، كتاب الحج ، مطلب في حج الصرورة ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(فتاویٰ فریدیہ: ۴/ ۲۲۵، ۲۲۶، حج بدل میں بیت اللہ شریف کے دیکھنے سے فقیر پر حج فرض نہیں ہوتا)

ہدیہ کے ذریعہ غنی ہونے والے شخص پر حج

مسئلہ (۹۹): اگر کسی شخص کو کسی نے اتنا مال ہدیہ کیا کہ اب وہ صاحبِ استطاعت ہوگیا، اور اُسے حج بیت اللہ کی قدرت حاصل ہوگئی، تو اب ایسے شخص پر حج فرض ہوجائے گا، اور اس پر حج کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا﴾.

(سورة آل عمران : ۹۷)

ما في " مشكوة المصابيح " : " إن الله قد فرض عليكم الحج فحجوا " .

(ص/ ۲۲۱ ، كتاب المناسك)

ما في " صحيح مسلم " : عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: " بني الاسلام على خمس؛ شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وحج البيت وصوم رمضان " . (۱/ ۳۲ ، باب بيا ن أركان الإسلام)

(مستفاد از: فتاویٰ فریدیہ: ۴/ ۲۲۵، ہبہ سے غنا آنے کی صورت میں حج کی ادائیگی کا مسئلہ)

ایامِ منیٰ میں قیامِ منیٰ کا حکم

مسئلہ (۱۰۰): بعضے حجاجِ کرام ایامِ منیٰ میں، منیٰ سے باہر کے حصوں میں قیام کرتے ہیں، جب کہ ایامِ منیٰ میں حجاج کے لیے منیٰ میں ہی رات گزارنا مسنون ہے، اس لیے حجاجِ کرام کو چاہیے کہ یہ راتیں منیٰ میں گزاریں، اور بلا ضرورت محض راحت وآرام طلبی کی خاطر منیٰ سے باہر قیام کرکے، ایک اہم سنت کے تارک نہ بنیں، البتہ اگر جگہ کی تنگی اور حکومت کے نظام کی وجہ سے منیٰ کے باہر قیام کرنا پڑے، تو اس میں حرج نہیں ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن جابر بن عبد الله : " ..... فلما كان يوم التروية توجهوا إلى منى فأهلّوا بالحج ، وركب رسول الله ﷺ فصلى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ، ثم مكث قليلا حتى طلعت الشمس وأمر بقُبة من شعر تضرب له بنمِرة " . الحديث . (۲/۸۸۹ ، ط : الحلبي ، و:۴/۴۹ ، كتاب الحج ، باب حجة النبي ﷺ ، رقم : ۳۰۰۹ ، ط : دار الجيل بيروت ، و دار الآفاق الجديد بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يسنّ للحاج أن يخرج من مكة إلى منى يوم التروية ، بعد طلوع الشمس ، فيصلي بمنى خمس صلوات هي : الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ، وذلك سنة باتفاق الأئمة . وقد ثبت في حديث جابر : " فلما كان يوم التروية توجهوا إلى منى فأهلّوا بالحج ، وركب رسول الله ﷺ فصلى بهم الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ، ثم مكث قليلا حتى طلعت الشمس وأمر بقُبة من شعر تضرب له بنمِرة " .

(۱۷/۶۶ ، سنن الحج ، ثالثا : المبيت بمنى ليلة يوم عرفة) (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۸۵، سولہواں فقہی سمینار اعظم گڑھ، ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷، قیامِ منیٰ کا حکم، تجویز نمبر: ۱/و۲)

رمی جمار میں عُجلت پسندی مناسب نہیں

مسئلہ (۱۰۱): حج اسلام کی ایک اہم ترین عبادت ہے، جو زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے[۱]، اس لیے حجاجِ کرام کو چاہیے کہ حج میں افضل اور مسنون طریقے پر عمل کریں، اور زیادہ سے زیادہ احتیاطی پہلو کو ملحوظ رکھیں، یہ بات بھی قابلِ توجُّہ ہے کہ تینوں دنوں (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ) کو رمی کے اوقات میں کافی وُسعت ہے، اور ہر دن اگلے دن کے طلوعِ صبحِ صادق تک رمی کرنے گنجائش ہے[۲]، اس لیے اگر رمی کے لیے اپنے حالات کے لحاظ سے مناسب وقت کا انتخاب کیا جائے، تو دُشواری نہیں ہوگی، اور حادِثات بھی پیش نہیں آئیں گے، کیوں کہ زیادہ تر حادِثات عُجلت پسندی اور مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر " : الحج هو زيارة مكان مخصوص في زمن مخصوص بفعل مخصوص فرض في العمر مرة على الفور خلافا لمحمد بشرط إسلام وحرية وعقل وبلوغ وصحة وقدرة زاد وراحلة ونفقة ذهابه وإيابه فضلت عن حوائجه الأصلية ونفقة عياله إلى حين عوده إلى وطنه من ابتداء سفره فلا يشترط بقاء نفقة يوم بعد العود وقيل يشترط ، وعن أبي يوسف بعد عوده بشهر لأنه لا يمكنه الكسب عقيب القدوم .

(۱/۳۸۶ ، الدرالمختار مع الشامية : ۳/۴۰۸ ، الفتاوى الهندية : ۱/۲۱۷)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال في التنوير : وعلى المسلم حر مكلف صحيح البدن ذي زاد وراحلة فضلاً عما لا بد منه نفقة عياله إلى حين عوده . (تنوير وشرحه) . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله تعالى : لما كان مركبا من المال والبدن ، وكان واجبا في العمر مرة . (۲/۳۹۸)=

۱۰ر ذوالحجہ کی نصف شب کو رمی

مسئلہ (۱۰۲): ۱۰ر ذوالحجہ کی نصف شب سے رمی کرنا کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس وقت رمی کا وقت ہی شروع نہیں ہوتا۔ اور ۱۰ر ذوالحجہ کی رمی طلوعِ آفتاب سے پہلے اور صبح صادق کے بعد کرنا، عام لوگوں کے لیے مکروہ ہے، البتہ معذورین، بیمار، خواتین اور ضعیف حضرات کے لیے اس وقت بھی رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (۱)

=ما في " بدائع الصنائع " : إنه فرض عين لا فرض كفاية ، فيجب على كل من استجمع شرائط الوجوب عينا ..... وقال : إنه لا يجب في العمر إلا مرة واحدة . (۲/ ۲۹۱)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : يجب في يوم النحر رمي جمرة العقبة وحدها فقط ، يرميها بسبع حصيات . وأول وقت الرمي ليوم النحر يبدأ من طلوع فجر يوم النحر عند الحنفية والمالكية وفي رواية عن أحمد . وهذا الوقت عندهم أقسام : ما بعد طلوع الفجر من يوم النحر إلى طلوع الشمس وقت الجواز مع الإساء ة ، وما بعد طلوع الشمس إلى الزوال وقت مسنون ، وما بعد الزوال إلى الغروب وقت الجواز بلا إساء ة ، والليل وقت الجواز مع الإساء ة عند الحنفية فقط ، ولا جزاء فيه .

(۲۳/ ۱۵۵، ۱۵۶ ، رمي ، الرمي يوم النحر) (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۸۴، رمی جمار کا مسئلہ، تجویز نمبر: ۱، سولہواں فقہی سمینار اعظم گڑھ، ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : يجب في يوم النحر رمي جمرة العقبة وحدها فقط ، يرميها بسبع حصيات . وأول وقت الرمي ليوم النحر يبدأ من طلوع فجر يوم النحر عند الحنفية والمالكية وفي رواية عن أحمد .وهذا الوقت عندهم أقسام : ما بعد طلوع الفجر من يوم النحر إلى طلوع الشمس وقت الجواز مع الإساء ة ، وما بعد طلوع الشمس إلى الزوال وقت مسنون ، وما بعد الزوال إلى الغروب وقت الجواز بلا إساء ة ، والليل وقت الجواز=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= مع الإساء ة عند الحنفية فقط ، ولا جزاء فيه . (۱۵۵/۲۳، ۱۵۶، رمي ، الرمي يوم النحر ، بدائع الصنائع : ۱۳۷/۲ ، ط : المكتبة العلمية بيروت)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ورمى جمرة العقبة من بطن الوادي .... سبعا خذفا) ..... (ووقته من الفجر إلى الفجر ويسن من طلوع ذكاء لزوالها ، ويباح لغروبها ، ويكره للفجر) . (در مختار) وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله تعالى : (ووقته) أي وقت جواز أداء من الفجر : أي فجر النحر إلى فجر اليوم الثاني . قال في البحر : حتى لو أخره حتى طلع الفجر في اليوم الثاني لزمه دم عنده خلافا لهما ، ولو رمى قبل طلوع فجر النحر لم يصح اتفاقا . قوله : (ويسن) كذا عبر في مجمع الروايات عن المحيط ووافقه في النهر وعبر العين بالاستحباب . رملي . قوله : (ذكاء) من أسماء الشمس . قوله : (ويباح لغروبها) أي من الزوال إلى الغروب وجعله في الظهيرية من المكروه ، والأكثرون على الأول . البحر . قوله : (ويكره للفجر) أي من الغروب إلى الفجر ، وكذا يكره قبل طلوع الشمس . بحر . وهذا عدم العذر ، فلا إساء ة برمي الضعفة قبل الشمس ولا يرمى الرعاة ليلا كما في الفتح .

(۴۷۰/۳ ، ۴۷۳ ، ۴۷۴ ، كتاب الحج ، مطلب في رمي جمرة العقبة ، ط : دار الكتاب ديوبند) (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۸۴، رمی جمار کا مسئلہ، تجویز نمبر:۲،۳، سولہواں فقہی سمینار اعظم گڑھ، ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء)

۱۱،۱۲/ذوالحجہ کو زوال سے پہلے رمی

مسئلہ (۱۰۳): ۱۱،۱۲/ ذوالحجہ کو رمی کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے، اور اگلی تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک رہتا ہے، ان ہی اوقات میں رمی کرنا چاہیے، اور حج فرض ادا کرنے والوں کو خاص کر اس کا اہتمام کرنا چاہیے، البتہ شدید مجبوری اور دُشواری کی بنا پر اگر کسی شخص نے زوال سے پہلے رمی کرلیا، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اُس پر دم واجب نہیں ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : يبدأ وقت الرمي في اليوم الأول والثاني من أيام التشريق بعد الزوال ، ولا يجوز الرمي فيهما قبل الزوال عند جمهور العلماء ، ومنهم الأئمة الأربعة على الرواية المشهورة الظاهرة عن أبي حنيفة . وروي عن أبي حنيفة أن الأفضل أن يرمي في اليوم الثاني والثالث – أي من أيام النحر – بعد الزوال ، فإن رمي قبله جاز ، وهو قول بعض الحنابلة . وروى الحسن عن أبي حنيفة : إن كان من قصده أن يتعجل في النفر الأول فلا بأس بأن يرمي في اليوم الثالث قبل الزوال ، وإن رمى بعده فهو أفضل ، وإن لم يكن من قصده لا يجوز أن يرمي إلا بعد الزوال ، وذلك لدفع الحرج ؛ لأنه إذا نفر بعد الزوال لا يصل إلى مكة إلا بالليل فيحرج في تحصيل موضع النزول ، وهذا رواية أيضًا عن أحمد .

(۲۳/۱۵۷، ۱۵۸ ، الرمي في اليوم الأول والثاني من أيام التشريق ، بدائع الصنائع : ۲/۱۳۷ ، ط : المكتبة العلمية بيروت) (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص/۸۴، رمی جمار کا مسئلہ، تجویز نمبر:۴، سولہواں فقہی سمینار اعظم گڑھ، ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء)

عدت میں حج کی تکمیل

مسئلہ (۱۰۴): اگر سفر حج یا سفر عمرہ میں کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہوگیا، اور اس نے ابھی احرام نہیں باندھا ہے، اور اس کے لیے واطن واپسی ممکن ہے، تو وہ اپنے وطن واپس جا کر عدت گزارے، اور اگر احرام باندھ چکی ہے، یا واپسی کا سفر دُشوار ہے، تو وہ ایامِ عدت میں حج وعمرہ ادا کرلے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ . (سورة البقرة : ۱۹۶)

ما في " بغية المناسک " : وإن حجت وهي في العدة جاز حجها وكانت بينها وبين مكة مسيرة سفر وبلدها أقل منه أو أكثر لكن يمكنها المقام في موضعها أو قريب منه وإلا فلا إحصار . (ص/۱۶۷)

ما في " المغني لإبن قدامة المقدسي الحنبلي " : فصل : وإذا مات محرم المرأة في الطريق فقال أحمد : إذا تباعدت مضت فقضت الحج ، قيل له : قدمت من خراسان فمات وليها ببغداد ؟ فقال : تمضي إلى الحج وإذا كان الفرض خاصة فهو آكد ، ثم قال : لا بد لها من أن ترجع ، وهذا لأنها لا بد لها من السفر بغير محرم فمضيها إلى قضاء حجها أولى .

(۱۹۲/۳ ، ط : دار الفكر بيروت)

ما في " الهداية مع الفتح " : يجوز لها الحج إذا خرجت في رفقة ومعها نساء ثقات لحصول الأمن بالمرافقة . (۴۲۰/۲)

(حج وعمرہ موجودہ حالات کے پس منظر میں: ص/۴۰، اکیڈمی کا فیصلہ، تجویز نمبر: ۱۱، وص/۱۴۲، سفر حج میں شوہر کا انتقال، مقالہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

شوال میں عمرہ کرنے سے حج کا فرض ہونا

مسئلہ (۱۰۵): اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا، وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینے میں اس نے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کرلیا، یا ماہِ شوال میں اپنے وطن سے عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا، اور اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا ہوں، تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اگر حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا نہ ہوں، یا پھر قیام کے مصارف واسباب تو ہوں، لیکن حکومتِ سعودیہ کی طرف سے حج کے ایام تک قیام کرنے کی اجازت نہ ہو، تو اب اُس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ اور جو شخص اپنا فرض حج پہلے کر چکا ہے، اس پر شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : قلت : وقد أفتى بالوجوب مفتي دار السلطنة العلامة أبو السعود وتبعه في سكب الأنهر ، وكذا أفتى به السيد أحمد بادشاه ، وألف فيه رسالة ، وأفتى سيدي عبد الغني نابلسي بخلافه ، وألف فيه رسالة ؛ لأنه في هذا العام لا يمكنه الحج عن نفسه ؛ لأن سفره بمال الآمر ، فيحرم عن الآمر ، ويحج عنه ، وفي تكليفه بالإقامة بمكة إلى قابل ليحج عن نفسه ويترك عياله ببلده حرج عظيم ، وكذا في تكليفه بالعود وهو فقير حرج عظيم أيضًا . (۴/۲۲ ، كتاب الحج ، باب الحج عن الغير ، ط : زكريا)

(غنية الناسک في بغية المناسک :ص/۳۳۸ ، ۳۳۹)

ما في " رد المحتار " : والحاصل أن الزاد لا بد منه ولو لمكي كما صرح به غير واحد كصاحب الينابيع والسراج . اهـ . في اللباب : الفقير الآفاقي إذا وصل إلى ميقات فهو كالمكي . قال شارحه : أي حيث لا يشترط في حقه إلا الزاد والراحلة . (۳/۴۰۶ ،=

حالتِ احرام میں باوضو رہنا

مسئلہ (۱۰۶): اگر کسی شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہے، یا اسے ریاح کی بیماری ہے، تو اس کے لیے حالتِ احرام میں ہر وقت پاک و باوضو رہنا ضروری نہیں ہے، البتہ جو شخص ریاح وغیرہ کا مریض نہ ہو، اسے ہر وقت باوضو رہنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (۱)

= كتاب الحج ، ط : دار الكتاب ديوبند ، و : ۴۵۸/۴ ، ۴۵۹ ، ط : زكريا ديوبند)

(غنية الناسک : ص/۱۶ ، ط : مكتبه يادگار شيخ سهارنفور ، زبدة المناسک : ص/۲۱)

(کتاب النوازل: ۷/ ۲۹۸، کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے؟)

(فتاویٰ قاسمیہ: ۱۲/۴۲، ۴۳، کیا ماہِ شوال مکہ میں پانے والے پر حج فرض ہے؟)

(أحسن الفتاویٰ: ۴/ ۵۲۹، کتاب الحج، کتاب الفتاویٰ: ۴/ ۷۳، عمرہ، و: ۴/ ۷۴، ۷۵)

(فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۳/ ۳۵۷، ۳۵۸، جدید فقہی مسائل: ۱/ ۲۵۶، بحوالہ زکریا: ۳/ ۳۵۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (وغيرها سنن وآداب) كأن يتوسع في النفقة ويحافظ على الطهارة . اهـ .

(۴۷۳/۳ ، كتاب الحج ، ط : زكريا ديوبند ودار الكتب العلمية بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وقال الحنفية : الطهارة من الحدث ومن الخبث واجب للطواف ، وهو رواية عن أحمد ..... واستدل الحنفية بقوله تعالى : ﴿وليطّوّفوا بالبيت العتيق﴾ ..... وهذا نص قطعي ..... فحملنا الحديث على الوجوب وعملنا به .

(۲۹/ ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، تاسعًا : الطهارة من الحدث والخبث ، طواف)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۶۹۷۳۱)

طواف کے لیے وضو ضروری ہے

مسئلہ (۱۰۷): طواف کے لیے وضو واجب ہے[۱]، اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ گیا، اور طواف کے اکثر چکر پورے ہو چکے ہیں، تو طواف موقوف کردے، اور وضو کے بعد وہاں سے طواف شروع کرے، جہاں سے چھوڑا تھا، اور اگر دو یا تین چکر ہوئے ہیں، تو وضو کے بعد از سرِ نو طواف کرنا افضل ہے، اگرچہ وضو کے بعد وہیں سے طواف کرنا بھی جائز ہے، جہاں سے چھوڑا تھا، اور اگر کوئی شخص معذورِ شرعی ہے، تو وقت ختم ہونے تک اس کا وضو اس عذر کی وجہ سے نہ ٹوٹے گا، جس کی وجہ سے وہ معذورِ شرعی ہوا ہے، ایسا شخص عذر جاری رہنے کی حالت میں بھی طواف کرسکتا ہے، البتہ اگر طواف کے دوران نماز کا وقت نکل گیا، تو وضو کے بعد از سرِ نو طواف کی ضرورت نہیں، بلکہ وہیں سے طواف مکمل کرلے جہاں سے چھوڑا تھا، البتہ اگر وقت ختم ہونے سے پہلے صرف دو یا تین چکر ہوئے تھے، تو از سرِ نو طواف کرنا افضل ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : وقال الحنفية : الطهارة من الحدث ومن الخبث واجب للطواف ، وهو رواية عن أحمد ..... واستدل الحنفية بقوله تعالى : ﴿وليطّوّفوا بالبيت العتيق﴾ ..... وهذا نص قطعي ..... فحملنا الحديث على الوجوب وعملنا به .

(۲۹/۱۳۰، ۱۳۱ ، تاسعًا : الطهارة من الحدث والخبث ، طواف)

(۲) ما في " غنية الناسک في بغية المناسک " : ولو خرج من الطواف إلى تجديد وضوء ثم عاد بنى لو كان ذلک بعد إتيان أكثره ..... ويستحب الاستيناف في الطواف إذا=

والدین کی اجازت سے عمرہ

مسئلہ (۱۰۸): اگر کوئی شخص عمرہ کے لیے جانا چاہتا ہے، لیکن اس کے والدین اس کی خدمت کے محتاج ہیں، اس کے علاوہ کوئی اور خدمت گار نہیں ہے، اور والدین اسے عمرہ میں جانے سے منع کر رہے ہوں، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ عمرہ میں نہ جاتے ہوئے اپنے والدین کی خدمت کریں، اُن کے منع کرنے کے باوجود عمرہ میں جانا صحیح نہیں ہے[1]، حدیث شریف میں ہے کہ سب سے بہترین عمل اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا ہے۔[2]

= كان ذلك قبل إتيان أكثره ..... وصاحب العذر الدائم إذا طاف أربعة أشواط ثم خرج الوقت توضأ وبنى ولا شيء عليه ، وكذا إذا طاف أقل منها إلا أن الإعادة حينئذ أفضل. (ص/٦٨ ، قبيل باب السعي بين الصفا والمروة) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۶۹۷۳۱)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وصاحبهما في الدنيا معروفًا﴾ . (سورة البقرة :٢٣٣)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين احسانا إما يبلغنّ عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما . واخفض لهما جناح الذلّ من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا﴾ . (سورة الإسراء :٢٣، ٢٤) . ﴿واعبدوا اللّٰه ولا تشركوا به شيئًا وبالوالدين احسانا﴾ . (النساء : ٣٦) . ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حُسنًا﴾ . (عنكبوت :٨) ﴿ووصّينا الانسان بوالديه احسانًا﴾ . (سورة أحقاف :١٥)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حملته امه وهنًا على وهن وفصٰله في عامين ان اشكر لي ولوالديك اليّ المصير﴾ . (سورة لقمان :١٤)

ما في " أحكام القرآن للتهانوي " : قرن اللّٰه تعالى إلزام برّ الوالدين بعبادته وتوحيده ،=

.....

= وأمر به كما أمر بهما ، كما قرن بشكره في قوله : ﴿أن اشكر لي ولوالديك وإليّ المصير﴾ . وكفى بذلك دلالة على تعظيم حقهما ووجوب برهما ، والإحسان إليهما ، وقال تعالى : ﴿ولا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريمًا﴾ إلى آخر القصة .

(۲۶۰/۲ ، سورة النساء : ۳۶)

ما في " مرقاة المفاتيح " : فإنه دل على الاجتناب عن جميع الأقوال المحرمة والإتيان بجميع كرائم الأقوال والأفعال في التواضع والخدمة والإنفاق عليهما ثم الدعاء لهما في العاقبة . (۱۳۳/۹ ، كتاب الآداب ، باب البر والصلة ، الفصل الأول ، رقم : ۴۹۱۲)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يكون برّ الوالدين بالإحسان إليهما بالقول اللين الدال على الرفق بهما والمحبة لهما ، وتجنب غليظ القول الموجب لنفرتهما ، وبمناداتهما بأحب الألفاظ إليهما كـ " يا أمي " و " يا أبي " وليقل لهما ما ينفعهما في أمر دينهما ودنياهما ويعلمهما ما يحتاجان إليه من أمور دينهما وليعاشرهما بالمعروف ، أي بكل ما عرف من الشرع جوازه ، فيطيعهما في فعل جميع ما يأمرانه به من واجب أو مندوب ، وفي ترك ما لا ضرر عليه في تركه . (۲۹/۸ ، برّ الوالدين ، بم يكون البرّ)

(المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ : ۱۰/ ۱۶۷ ، مسئلہ نمبر : ۱۱۵ ، والدین کو چھوڑ کر بیرون جانا)

ما في " بذل المجهود في حل سنن أبي داود " : وفي شرح السنة : هذا في جهاد التطوع ، لا يخرج إلا بإذن الوالدين إذا كانا مسلمين ، فإن كان الجهاد فرضا متعينا فلا حاجة إلى إذنهما ، وإن منعاه عصاهما وخرج ، وإن كانا كافرين فيخرج بدون إذنهما فرضا كان الجهاد أو تطوعا ، وكذلك لا يخرج إلى شيء من التطوعات كالحج والعمرة والزيارة ، ولا يصوم التطوع إذا كره الوالدان المسلمان أو أحدهما إلا بإذنهما ، قال ابن الهمام : لأن طاعة كل منهما فرض عليه ، والجهاد لم يتعين عليه . (۹۳/۹ ، ۹۴ ، كتاب الجهاد ، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان ، ط : مركز الشيخ أبي الحسن الندوي مظفر فور أعظم جراه)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ومن الوجب على المسلم بر الوالدين وإن كانا فاسقين أو كافرين ، ويجب طاعتهما في غير معصية الله تعالى ، فإن كانا كافرين فليصاحبهما في الدنيا معروفا ، ولا يطعهما في كفر ولا في معصية الله تعالى . (۲۵۸/۶ ، أم ، بر الوالدين)=

احرام کا کپڑا کفن کے لیے رکھنا

مسئلہ (۱۰۹): بعض لوگ جب حج بیت اللہ سے واپس آتے ہیں، تو اپنے احرام کا کپڑا، یا حرم شریف سے کپڑا زم زم میں بھگو کر لاتے ہیں، اور بطورِ تبرُّک سنبھال کر رکھتے ہیں، تاکہ اسی کپڑے میں انہیں کفن دیا جائے، تو اُن کا یہ عمل مستحب و درست ہے[1]، نیز اس کپڑے کا لباس بنا کر خود بھی پہن سکتے ہیں، اور کسی فقیر وغیرہ کو بھی دے سکتے ہیں۔

=وما في " الموسوعة الفقهية " : وأما إذا كانا محتاجين إليه وإلى خدمته ، فإنه لا يسافر بغير إذنهما . (٧٠/٨ ، بر الوالدين ، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق : ٢٤٢/٣ ، كتاب الجهاد ، ط : دار الكتاب الإسلامي بيروت ، بدائع الصنائع : ٩٨/٧ ، فصل وأما بيان كيفية فرض الجهاد ، ط : المكتبة العلمية بيروت ، حاشية ابن عابدين : ٢٢٠/٣ ، كتاب الجهاد ، ط : إحياء التراث العربي بيروت) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۶۰۴۱)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويستأذن أبويه . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (ويستأذن أبويه إلخ) أي إذا لم يكونا محتاجين إليه ، وإلا فيكره . (٤٧٤/٣ ، كتاب الحج ، مطلب في فروض الحج وواجباته ، ط : دار الكتب العلمية بيروت وزكريا)

(٢) ما في " صحيح البخاري " : عن أبي عمرو الشيباني قال : قال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه ، سألت رسول الله ﷺ ، قلت : يا رسول الله ! أي العمل أفضل ؟ قال : "الصلاة على ميقاتها " قلت : ثم أي ؟ قال : " ثم بر الوالدين " قلت : ثم أي ؟ قال : " الجهاد في سبيل الله " فسكتُّ عن رسول الله ﷺ ولو استزدته لزادني .

(١٧/٤ ، رقم : ٢٧٨٢ ، باب فضل الجهاد والسير ، ط : دار الشعب القاهرة)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " الموسوعة الفقهية " : التبرك لغة : طلب البركة ..... فالمعنى الاصطلاحي للتبرك هو : طلب ثبوت الخير الإلهي في الشيء . (٦٩/١٠ ، تبرك)=

.....

.....

.....

=ما في " الموسوعة الفقهية " : ثبت كذلك أن الصحابة رضي الله عنهم كانوا يحرصون على اقتناء ملابسه وأوانيه للتبرك بها والاستشفاء . فعن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما : " أنها أخرجت جبة طيالسة وقالت : إن رسول الله ﷺ كان يلبسها فنحن نغسلها للمرضى يُستشفى بها " . وفي رواية : " فنحن نغسلها نستشفي بها " . وروي عن أبي محمد الباجي قال : " كانت عندنا قَصعة من قصاع النبي ﷺ فكنا نجعل فيها الماء للمرضى ، يستشفُون بها ، فيُشفون بها " . (۱۰/۷۳ ، تبرک ، في لباسه ﷺ وأوانيه)

ما في " التبرُّک أنواعه وأحكامه " : ۱- التبرک بثياب النبي ﷺ : جاء في صحيح البخاري عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال : " جاء ت امرأة إلى النبي ﷺ ببردة ، فقال سهل للقوم : أتدرون ما البردة ؟ فقال القوم : هي شملة ، فقال سهل : هي شملة منسوجة ، فيها حاشيتها ، فقالت : يا رسول الله ! أكسوک هذه ، فأخذها النبي ﷺ محتاجا إليها فلبسها ، فرآها عليه رجل من الصحابة فقال : يا رسول الله ! ما أحسن هذه ، فاكسنيها ، فقال : " نعم " فلما قام النبي ﷺ لامه أصحابه ، فقالوا : ما أحسنت حين رأيت النبي ﷺ أخذها محتاجا إليها ، ثم سألته إياها ، وقد عرفت أنه لا يسأل شيئًا فيمنعه ، فقال : رجوت بركتها حين لبسها النبي ﷺ لعلي أكفن فيها " . وثبت في الصحيحين أن الرسول ﷺ أعطى اللاتي يغسّلن ابنته إزاره وقال : " أشعرنها إياه " . قال النووي رحمه الله تعالى : معنى "أشعرنها إياه " : اجعلنه شعارًا لها ، وهو الثوب الذي يلي الجسد ، سمي شعارًا ؛ لأنه يلي شعر الجسد ، ثم قال : " والحكمة في إشعارها به تبريكها " .

(ص/۲۴۸ ، ۲۴۹ ، تبرکهم بما لبسه أو لمسه أو فضل منه ﷺ ، ۱- التبرک بثياب النبي ﷺ ، تأليف : د . ناصر بن عبد الرحمن بن محمد الجديع ، ط : مكتبة الرشد الرياض) (معین الفتاویٰ: ص/۲۴۸، احرام کا کپڑا برائے کفن رکھنا، افادات: حضرت مولانا محمود حسن ہزاروی اجمیری رحمہ اللہ، ناشر: جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات)

دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف منھ کرنا

مسئلہ (۱۱۰): طواف کے دوران کعبۃ اللہ کی طرف منھ کرنا اور دیکھنا، یا اس کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ اور خلافِ ادب ہے، کیوں کہ جس طرح نماز کے دوران مصلّی (نمازی) کا سجدہ گاہ کی طرف دیکھنا آدابِ صلاۃ میں سے ہے، اسی طرح طواف کرنے والے کا اپنے سامنے دیکھنا آدابِ طواف میں سے ہے۔ (۱)

ریاح کے مریض کا طواف

مسئلہ (۱۱۱): اگر کوئی شخص حج کو جانے کا اِرادہ رکھتا ہے، اور وہ ریاحی مرض میں مبتلا ہے، تھوڑی تھوڑی دیر میں وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو ایسا شخص معذورِ شرعی کی حد میں داخل ہے[☆]، لہٰذا ریح کے خارج ہونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور وہ اسی حالت میں طواف مکمل کرے گا۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " غنية الناسک في بغية المناسک " : وينبغي أن لا يجاوز بصره محل مشيه كالمصلي لا يجاوز بصره محل سجوده ؛ لأنه الأدب الذي يحصل به اجتماع القلب .

(ص/۶۵) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۴۸۱۹۸)

(أحسن الفتاویٰ: ۴/ ۵۵۸، کتاب الحج، حالتِ طواف میں بیت اللہ کو دیکھنا)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي " : (تتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن) وانفلات ريح (لوقت كل فرض ويصلون به) أي بوضوئهم في الوقت (ما شاؤوا من الفرائض) وما شاؤوا من (النوافل) والواجبات كالوتر والعيد =

.....

.....

.....

.....

=وصلاة جنازة وطواف ومسّ مصحف (ويبطل وضوء المعذورين) إذا لم يطرأ ناقض غير العذر (بخروج الوقت فقط ولا يصير معذورًا حتى يستوعبه العذر وقتًا كاملا ليس فيه انقطاع) لعذره (بقدر الوضوء والصلاة) إذ لو وجد لا يكون معذورا (وهذا) الاستيعاب (شرط ثبوته) أي العذر (وشرط دوامه وجوده في كل وقت بعد ذلك ولو مرة وشرط انقطاعه وخروج صاحبه عن كونه معذورا خلوّ وقت كامل عنه) بانقطاعه حقيقة ، فهذه الثلاث شروط الثبوت والدوام والانقطاع . (ص/٦٠، ٦١، كتاب الطهارة ، قبيل باب الأنجاس والطهارة عنها ، التنوير مع الدر والرد : ١/ ٤٣٧ ، ٤٣٨ ، باب الحيض ، مطلب في أحكام المعذور ، مجمع الأنهر : ١/ ٨٤ ، باب الحيض ، فصل في المعذور)

(احسن الفتاویٰ:۴/ ۵۵۷، کتاب الحج، مریضِ ریح طواف کیسے کرے؟)

[☆] ما في " المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة " : معذورِ شرعی وہ کہلاتا ہے، جس کو نماز کے پورے وقت سے اتنا وقت نہ ملے کہ وہ وضو کر کے صرف فرض نماز ادا کر سکے، اور اس میں اس کو وہ عذر لاحق نہ ہو، لہٰذا اگر کسی شخص کو گیس کی بیماری ہو، اور وقفہ وقفہ سے گیس خارج ہوتی رہتی ہو، اور اُسے نماز کے پورے وقت سے اتنا وقت بھی نہ ملتا ہو کہ وہ وضو کر کے صرف فرض نماز ادا کر سکے، اور اس کو گیس خارج نہ ہو، تو یہ معذورِ شرعی ہے، اس کے لیے حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کر لے، اور پورے وقت میں اِس وضو سے جتنی فرض، نفل، ادا، اور قضا نمازیں پڑھنا چاہے، اور قرآن کریم وغیرہ کی تلاوت کرنا چاہے، کر سکتا ہے۔ گیس کے خارج ہونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ وقت کے نکل جانے سے، یا اِس عذر کے علاوہ کسی اور حدث کے پیش آجانے سے، اس کا وضو ختم ہو جائے گا۔ اور جب ایسی حالت آجائے کہ نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی یہ عذر پیش نہ آئے، یعنی گیس خارج نہ ہو، یا اتنی گنجائش مل جاتی ہو کہ ہر وقت میں اِس عذر کے بغیر فرض نماز پڑھ سکتا ہو، تو یہ معذور باقی نہ رہے گا، اور گیس کا خارج ہونا، اِس کے حق میں ناقضِ وضو ہوگا۔

(۸/۱۱۴، ۱۱۵، مسئلہ نمبر:۱۷، معذورِ شرعی کی نماز)

(احسن الفتاویٰ:۲/ ۷۶، ۷۷، حکم معذور میں دخول معلوم کرنے کا طریقہ)

بواسیر کے مریض پر حج

مسئلہ (۱۱۲): اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہے، مگر اس کو بواسیر کی بیماری ہے، جس کی وجہ سے طہارت میں دُشواری ہوتی ہو، اور اس بیماری کی وجہ سے کچھ نہ کچھ نجاست لگ جاتی ہو، تو بھی ایسے شخص پر حج فرض ہے، یہ شخص اپنی سہولت کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرے کہ انڈرویئر وغیرہ پہننے کے بجائے ایک لمبا کپڑا لے کر، اُسے لنگوٹ وغیرہ کی طرح باندھ لے، اور ارکانِ حج ونماز وغیرہ کی ادائیگی کرے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : أو لبس مخيطا لبسا معتادا ، ولو اتزره ..... لا شيء عليه .

(۲/۵۴۷ ، ط : كراچي ، و : ۳/۵۷۷ ، كتاب الحج ، باب الجنايات ، ط : زكريا ديوبند)

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص/۷۴۲ ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " رد المحتار " : ما خيط بعضه ببعض لا بحيث يحيط بالبدن مثل المرقعة ، فلا بأس بلبسه . (۳/۴۹۹ ، ط : زكريا ، و : ۲/۴۸۹ ، ط : كراچي)

(فتاویٰ قاسمیہ: ۱۲/ ۴۸، بواسیر کے مریض کا حج کرنا)

مکہ سے جدہ چلے جانے پر عمرہ دہرانا

مسئلہ (۱۱۳): بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی معتمر مکہ مکرمہ سے ایک دن کے لیے جدہ چلا جائے، اور پھر مکہ مکرمہ واپس آجائے، تو اس کو عمرہ دہرانا پڑتا ہے، اُن کا یہ خیال درست نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ جدہ چلے جانے کی وجہ سے عمرہ کا دہرانا ضروری نہیں ہے، اس لیے کہ جدّہ حِل میں داخل ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : أما لو قصد موضعًا من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا إحرام . (۴۸۲/۳)

(البحر الرائق : ۴۹/۳ ، ط : كراچي ، الدر المنتقى : ۳۹۳/۱)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : ومن جاوز وقته يقصد مكانًا في الحل ، ثم بدا له أن يدخل مكة فله أن يدخلها بلا إحرام . (۵۵۲/۳ ، ط : زكريا)

(غنية الناسک في بغية المناسک :ص/۵۷)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۱۳۹۴)

اُدھار رقم لے کر عمرہ کرنا

مسئلہ (۱۱۴): اگر کسی شخص کو عمرہ کی فضیلت کے پیشِ نظر عمرہ کرنے کی بہت خواہش ہو[۱]، لیکن مالی حالت کم زور وخستہ ہونے کی وجہ سے وہ جانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، تو ایسے شخص پر قرض لے کر عمرہ کو جانا لازم وضروری نہیں ہے، کیوں کہ احناف کے نزدیک عمرہ سنتِ مؤکدہ ہے[۲]، تاہم اگر اس کو قرض کی ادائیگی کی اُمید ہو[۳]، اور وہ قرض لے کر عمرہ کو چلا جائے، تو اس کا عمرہ ادا ہوجائے گا، اور اس کا ثواب بھی اُس کو پورا ملے گا، اِن شاء اللہ۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة – رضي الله عنه – قال : قال رسول الله ﷺ : " العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما ، والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة " .

(۲/۳ ، أبواب العمرة ، باب وجوب العمرة وفضلها ، رقم : ۱۷۷۳ ، ط : دار الشعب القاهرة ، صحيح مسلم : ۱۰۷/۴ ، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة ، رقم :۳۳۵۵، ط : دار الجيل ودار الآفاق الجديدة بيروت)

ما في " سنن ابن ماجة " : عن أبي هريرة – رضي الله عنه – عن رسول الله ﷺ أنه قال : "الحجاج والعمار وفد الله ، إن دعوه أجابهم ، وإن استغفروه غفر لهم " . (۱۲۹/۴ ، كتاب المناسک ، باب فضل دعاء الحاج ، رقم : ۲۸۹۲ ، ط : مكتبه أبي المعاطي)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن جابر – رضي الله تعالى عنه – قال : قال رسول الله ﷺ : " أديموا الحج والعمرة ، فإنهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد " . (۴۱۱/۳)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ورد في فضل العمرة أحاديث كثيرة منها : ما رواه أبو هريرة رضي الله تعالى عنه ، عن رسول الله ﷺ أنه قال : " العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما ،=

میقات سے پہلے احرام باندھ لینا افضل ہے

مسئلہ (۱۱۵): بعض لوگوں کو بذریعہ طیارہ، جب مدینہ منورہ سے جدہ، اور جدہ سے مکہ مکرمہ جانا ہوتا ہے، تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے ٹیکسی کے ذریعے، میقات پر جاکر احرام باندھنا ضروری ہے، کیوں کہ میقات فضائی راستے میں ہی آجاتا ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ احرام باندھنے کے لیے پہلے میقات جانا اور پھر واپس ایئرپورٹ آنا ضروری نہیں، بلکہ میقات آنے سے قبل احرام باندھ لینا افضل ہے، لہٰذا ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے مدینہ منورہ میں ہوٹل ہی کے اندر، یا ہوائی جہاز پر سوار ہونے کے فوراً بعد احرام باندھ لیا جائے، تو بہتر ہے۔ (۱)

=والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة" . وما رواه أبو هريرة رضي الله عنه ، عن رسول الله ﷺ أنه قال : " الحجاج والعمار وفد الله ، إن دعوه أجابهم ، وإن استغفروه غفر لهم" .
(۳۰/۳۱۵ ، عمرة ، فضيلة العمرة)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب المالكية وأكثر الحنفية إلى أن العمرة سنة مؤكدة في العمر مرة واحدة وذهب بعض الحنفية إلى أنها واجبة في العمر مرة واحدة على اصطلاح الحنفية في الواجب . (۳۰/۳۱۴ ، عمرة ، الحكم التكليفي)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : أما في حق المقترض ، فالأصل فيه الإباحة ، وذلك لمن علم من نفسه الوفاءَ ، بأن كان له مال مُرتجًى ، وعزم على الوفاء منه ، وإلا لم يجز .
(۳۰/۱۱۳ ، قرض ، الحكم التكليفي للقرض) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۰۵۱۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : قال في فتح القدير : وإنما كان التقديم على المواقيت أفضل .
(۳/۴۸۳ ، ط : زكريا ديوبند ، و: ۳/۴۲۸ ، كتاب الحج ، مطلب في المواقيت ، ط : دار الكتاب ديوبند)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " فتح القدير " : وإنما كان التقديم على المواقيت أفضل ؛ لأنه أكثر تعظيمًا وأوفر مشقة ، والأجر على قدر المشقة ، ولذا كانوا يستحبون الإحرام بهما من الأماكن القاصية .

(۴۳۴/۲ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، و: ۴۲۸/۲ ، كتاب الحج ، فصل في المواقيت ، ط : دار الفكر بيروت)

ما في " الفقه الإسلامي وأدلته " : فإن قدم الإحرام على الميقات جاز بالاتفاق ، وهو أفضل عند الحنفية إن أمن اقتراف المحظورات ، ودليل الجواز والأفضلية قوله تعالى : ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ [البقرة : ۱۹۲] واتمامهما أن يحرم بهما من دويرة أهله كما قال علي وابن مسعود ؛ لأن إتمام الحج مفسر به والمشقة فيه أكثر والتعظيم أوفر . اهـ .

(۲۱۲۵/۳ ، المطلب الثاني في ميقات الحج والعمرة المكاني ، ط : مكتبه رشيديه كوئٹه)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۰۳۰)

نئی حج پالیسی ''بغیر محرم کے سفر حج''

مسئلہ (۱۱۶): کچھ دنوں پہلے مرکزی وزارتِ حج واقلیتی اُمور کی جانب سے، نئی حج پالیسیوں کے ذیل میں یہ بات کہی گئی کہ جن خواتین کی عمر ۴۵ رسال یا اس سے زیادہ ہے، وہ خواتین کا گروپ بنا کر حج پر جاسکتی ہیں، شرعاً یہ پالیسی شریعت میں مداخلت ہے، کیوں کہ حدیث پاک میں صراحت کے ساتھ یہ بات موجود ہے کہ عورتیں بغیر محرم مرد کے سفر نہیں کرسکتیں (۱)، اور اگر کوئی عورت بغیر محرم مرد کے سفر حج پر جاتی ہے، تو بلا شبہ وہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوگی، اس لیے اگر حکومت اجازت بھی دے، تو مسلم خواتین کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ وہ مسلمان ہیں، قوانینِ اسلام کی پابند ہیں، ممنوعِ شرعی اجازتِ سرکاری سے جائز ومباح نہیں ہوتا، بلکہ وہ ممنوع ہی باقی رہتا ہے، نیز کوئی بھی عبادت اور نیک کام اسی وقت عبادت اور نیکی قرار پاتا ہے، جب کہ وہ اسلامی اصولوں اور ہدایات کے مطابق انجام دیا جائے، ہم مسلمانوں کو یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فاستقم كما امرت ومن تاب معك ولا تطغوا انه بما تعملون بصير﴾ . (سورة هود : ۱۱۲)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما ، عن النبي ﷺ قال : " لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذو=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= محرم" . (۱/۴۳۳ ، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره)

ما في "إعلاء السنن": "ألا لا تحجن امرأة إلا ومعها ذو محرم" .

(۱۰/۱۲ ، كتاب المناسک)

ما في " الاختيار لتعليل المختار" : قال : (ولا تحجّ المرأة إلا بزوج أو محرم إذا كان سفرًا) لقوله عليه السلام : " لا يحل لامرأة تؤمن باللّٰه واليوم الآخر أن تسافر ثلاثة أيام فما فوقها إلا ومعها زوجها أو ذو رحِم مَحْرَمٍ منها " .

(۱/۴۳۸ ، كتاب الحج ، ط : دار الرسالة العالمية دمشق)

ما في " الفتاوى التاتارخانية ": والمحرم في حق المرأة شرط ، شابة كانت أو عجوزة ، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام . (۲/۱۴۹ ، فتح القدير :۲/۴۲۵ ، ۴۲۶ ، كتاب الحج ، ط : بيروت ، الفتاوى الهندية : ۱/۲۱۸ ، المبسوط للسرخسي : ۴/۱۲۲)

ما في " بدائع الصنائع " : أن يكون معها زوجها أو محرم لها ، فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج . (۲/۲۹۹)

كتاب الأضحية والعقيقة

قربانی اور عقیقہ کے احکام ومسائل

اونٹ ذبح کرنے کا شرعی طریقہ

مسئلہ (۱۱۷): اونٹ ذبح کرنے میں نحر کا طریقہ اختیار کرنا مسنون ہے[۱]، نحر کا طریقہ یہ ہے کہ گردن کے بالکل نچلے حصے میں سینے کے پاس دھار دار چھُری بھونک کر، رگیں کاٹی جاتی ہیں[۲]، اور اونٹ کا ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی ہے[۳]، ذبح یہ ہے کہ داڑھ کے نیچے گردن کے اُوپری سرے کی رگیں کاٹی جائیں۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فصل لربك وانحر﴾ . (سورة الكوثر : ۲)

ما في " تفسير بحر العلوم – التفسير السمرقندي " : ﴿وانحر﴾ وقال بعضم : انحر يعني البدنة .... وقال بعضهم : صل صلاة العيد يوم العيد وانحر البدنة . (۵۱۹/۳)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر بن عبد الله قال : نحرنا مع رسول الله ﷺ عام الحديبية البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة " .

(۹۵۵/۲ ، ط : الحلبي ، و: ۸۷/۴ ، رقم : ۳۲۴۶ ، كتاب الحج ، باب الاشتراك في الهدي وإجزاء البقرة ، ط : دار الجيل و دار الآفاق الجديدة بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وفي الاصطلاح : البدنة اسم تختص به الإبل .

(۴۱/۸ ، بدنة ، التعريف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : والسنة نحرها قائمة معقولة يدُها اليسرى ؛ لما ورد عن عبد الرحمن بن سابط : " أن النبي ﷺ وأصحابه كانوا ينحرون البدنة معقولة اليُسرى ، قائمة على ما بقي من قوائمها " . وفي قوله تعالى : ﴿فإذا وجبت جنوبها﴾ دليل على أنها تنحر =

.....

.....

.....

=قائمة . وكيفيته : أن يطعنها بالحربة في الوهدة التي بين أصل العنق والصدر .

(٨/٤٥ ، ذكاة البدنة)

وما في " الموسوعة الفقهية " : من أنواع الذكاة النحر ، وقد ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يستحب أن ينحر البعير ويذبح ما سواه ، قال الله تعالى : ﴿فصل لربك وانحر﴾ . وقال الله تعالى : ﴿إن الله يأمركم أن تذبحوا بقرة﴾ . قال مجاهد : أمرنا بالنحر وأمر بنو إسرائيل بالذبح ، " فإن النبي ﷺ بعث في قوم ماشيتهم الإبل فسن النحر " ، وكانت بنو إسرائيل ماشيتهم البقر فأمروا بالذبح . وثبت أن رسول الله ﷺ نحر بدنة وضحى بكبشين أقرنين ذبحهما بيده . (٤٠/١٢١ ، نحر ، الأحكام المتعلقة بالنحر ، أ – صفة الذكاة بالنحر)

(٢) ما في " الموسوعة الفقهية " : النحر في اللغة من نحر ينحر نحرا : أصاب نحره ، ونحر البعير ينحره نحرا : طعنه في منحره حيث يبدو الحلقوم من أعلى الصدر ، ومنه قوله تعالى : ﴿فصل لربك وانحر﴾ . ولا يخرج المعنى الاصطلاحي عن المعنى اللغوي ، قال البركتي : هو قطع عروق الإبل الكائنة في أسفل عنقها عند صدورها .

(٤٠/١٢٠ ، نحر ، التعريف)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ثم النحر – كما قال ابن عابدين – هو قطع العروق في أسفل العنق عند الصدر . (٨/٤٥ ، ذكاة البدنة)

(٣) ما في " الموسوعة الفقهية " : تختص الإبل – ومنها البدنة – بالنحر ، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلى سنية نحر الإبل . وذهب المالكية إلى وجوب نحرها ، وألحقوا بها الزرافة . وأما ذبحها ، فقد قال بجوازه الشافعية والحنابلة ، وكرهه الحنفية كراهة تنزيه ، على ما نقله ابن عابدين عن أبي السعود عن الدَّيري . (٨/٤٤ ، بدنة ، ز – ذكاة البدنة)

(٤) ما في " الموسوعة الفقهية " : أما الذبح فقطعها في أعلاه تحت اللحيين .

(٨/٤٥ ، ذكاة البدنة)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۸۲۹۹)

چھوٹے دانت والے جانور کی قربانی

مسئلہ (۱۱۸): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر قربانی کے جانور کی عمر دو سال پوری ہو، اور دانت بھی پورے ہوں، لیکن اس کے سامنے کے دو دانت بڑے نہیں ہیں، تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ گائے بیل وغیرہ میں دو سال مکمل ہونا شرط ہے، اگر جانور کی عمر پوری ہے، اور ایسے عیوب سے بھی پاک ہے[۱]، جو قربانی سے مانع ہوں، تو اس کی قربانی جائز ہے، چاہے سامنے کے دو دَانت بڑے نہ ہوں۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الفتاوى الهندية " : كل عيب يزيل المنفعة على الكمال أو الجمال على الكمال يمنع الأضحية ، وما لا يكون بهذه الصفة لا يمنع .

(٥/٢٩٩ ، كتاب الأضحية ، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب)

(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق : ٦/٤٨٢ ، ٤٨٣ ، كتاب الأضحية ، ط : بيروت)

(۲) ما في " بدائع الصنائع " : وأما الهتماء وهي التي لا أسنان لها بأن كانت ترعى وتعتلف جازت وإلا فلا . (٤/٢١٥ ، كتاب التضحية ، باب محل التحضية ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " الهداية " : وأما الهتماء وهي التي لا أسنان لها ، فعن أبي يوسف أنه يعتبر في الأسنان الكثرة والقلة ، وعنه إن بقي ما يمكن الاعتلاف به أجزأ لحصول المقصود .

(٤/٤٤٨ ، كتاب الأضحية ، ط : ياسر نديم)

ما في " الفتاوى التاتارخانية " : وأما الهتماء وهي التي لا أسنان لها ، فقد روي عن هشام عن أبي يوسف أنه لا يجوز ، سواء كانت تعتلف أو لا تعتلف ، فإن بقي بعض أسنانها إن كانت تعتلف بما بقي من الأسنان جاز وما لا فلا ، وفي جامع الجوامع عن أبي حنيفة التي لا سن لها، ولا تعتلف جاز وإلا فلا ، وفي اليتيمة : كتبت إلى أبي الحسن علي المرغيناني إن كانت=

لنگڑے جانور کی قربانی

مسئلہ (۱۱۹): جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں، یا چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا تو ہے، لیکن اس سے چل نہیں سکتا، اور جسم کا وزن نہیں رکھ سکتا ہے، تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (۱) اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے، اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے، لیکن لنگڑا کے چلتا ہے، تو قربانی درست ہے (۲)، نیز ایسا لنگڑا جانور جو قربانی کی جگہ تک نہ جاسکے، اس کی قربانی جائز نہیں۔ (۳)

=تعتلف . (۱۷/۴۲۸ ، كتاب الأضحية ، الفصل : ۵ – ما يجوز من الضحايا ، ط : مكتبه زكريا ديوبند) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۲۷۷۳۵)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : ولا العرجاء ؛ أي التي لا يمكنها المشي برجلها العرجاء إنما تمشي بثلاث قوائم . (۶/۳۲۳ ، ط : سعيد كراتشي ، و : ۹/۳۹۲ ، كتاب الأضحية ، ط : دار الكتاب ديوبند ، الفتاوى الهندية : ۵/۲۹۷ ، ط : رشيديه)

(بدائع الصنائع : ۵/۷۵ ، ط : سعيد كراتشي)

ما في " بدائع الصنائع " : والعرجاء البين عرجها وهي التي لا تقدر تمشي برجلها إلى المنسك . اهـ . (۴/۲۱۴ ، كتاب الأضحية ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(۲) ما في " رد المحتار " : حتى لو كانت تضع الرابعة على الأرض وتستعين بها جاز . (۹/۳۹۲ ، كتاب الأضحية ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(۳) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا العرجاء التي لا تمشي إلى المنسك ؛ أي المذبح . (۹/۳۹۲ ، كتاب الأضحية ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(بدائع الصنائع : ۴/۲۱۴ ، كتاب الأضحية ، ط : دار الكتاب ديوبند)=

مریل اور بہت کم زور جانور کی قربانی

مسئلہ (۱۲۰): اگر کوئی جانور اتنا دُبلا پتلا اور مریل ہے، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں، البتہ اگر اتنا دُبلا پتلا اور مریل نہیں، صرف کم زور ہے، باقاعدہ چل پھر سکتا ہے، تو اس کی قربانی درست ہے۔ (۱)

=ما في " الموسوعة الفقهية " : العرجاء البيّن عرجها ، وهي التي لا تقدر أن تمشي برجلها إلى المنسك – أي المذبح – . (٨٣/٥ ، أضحية ، شروط صحة الأضحية ، الشرط الثالث : سلامتها من العيوب الفاحشة) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۵۳، ۱۵۴، لنگڑا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تجوز التضحية بالمهزولة التي لا مخ في عظامها . (٣٢٣/٦ ، ط : سعيد كراتشي ، و: ٣٩٢/٩ ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " رد المحتار " : فلو مهزولتين لا تنقي لا يجوز إذا ذهب مخ عظمها ..... فإن كانت مهزولة فيها بعض الشحم جاز . قوله : لا تنقي أي لا مخ لها ، وهذا يكون من شدة الهزال . (٣٢٣/٦ ، بدائع الصنائع : ٧٥/٥ ، فصل أما شرائط جواز إقامة الواجب)

(الفتاوى الهندية : ٢٩٨/٥ ، ط : رشيديه)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/ ۱۵۷، ۱۵۸، مریل جانور)

ایصالِ ثواب کے لیے قربانی

مسئلہ (۱۲۱): جولوگ امیر ومال دار ہیں، اُن کے لیے مناسب ہے کہ جہاں وہ اپنی طرف سے قربانی کریں، وہاں مرحوم رشتہ داروں، مثلاً: والدین، اولاد وغیرہ کی طرف سے بھی قربانی کریں، اُن کو ثواب پہنچ جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، آپ کی ازواجِ مطہرات کی طرف سے، خلفائے راشدین، اور ائمہ مسلمین، اپنے پیر ومرشد اور اساتذہ کی طرف سے بھی قربانی کریں، تو اِن شاء اللہ تعالیٰ اُن کو ثواب پہنچ جائے گا۔ (۱)

بکری اور ہرن کے ملاپ سے پیدا شدہ بچہ کی قربانی

مسئلہ (۱۲۲): اگر کوئی بکرا یا بکری، ہرن اور بکری کے اختلاط سے پیدا ہوا ہے، تو اس کی قربانی درست ہے، یہ بچہ ماں کے حکم میں ہے، اور ماں چوں کہ بکری ہے، تو یہ بچہ بھی بکری ہے، اور بکری کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : قال في البدائع : لأن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ، ويحج عنه ، وقد صح أن رسول الله ﷺ ضحى بكبشين أحدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من أمته . (٦/٣٢٦)

(بدائع الصنائع : ٥/٧٢ ، فصل أما شرائط جواز إقامة الواجب)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۵۵، مال دار کے لیے نادر موقعہ)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : فإن كان متولدا من الوحشي والإنسي فالعبرة للأم ، =

دَواڈالنے سے سینگ نہ آنے والے جانور کی قربانی

مسئلہ (۱۲۳): بعض علاقوں میں جب بکری بچہ دیتی ہے، تو اس کے سینگ پر کچھ ایسی دوائی ڈالی جاتی ہے، کہ پھر دوبارہ اس بچہ کے سینگ نہیں اُگتے، تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے، اس لیے کہ شروع ہی سے سینگ کا نہ آنا، یہ عیب نہیں ہے۔ (۱)

=حتى لو كانت البقرة وحشية والثور أهليا لم تجز ، وقيل : إذا نزا ظبي على شاة أهلية فإن ولدت شاة تجوز التضحية وإن ولدت ظبيا لا تجوز . (۲۹۷/۵ ، ط : رشيديه)

(بدائع الصنائع : ۲۹/۵ ، فصل أما محل إقامة الواجب ، ط : سعيد كراتشي)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۱۵۵، ماں کا اعتبار ہے)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : ويضحى بالجماء ؛ هي التي لا قرن لها خلقة ، وكذا العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر . (۴۶۷/۹ ، ط : زكريا ، و:۳۹۱/۹ ، ط : دار الكتاب ديوبند ، و :۳۲۳/۶ ، ط : كراچي)

(الفتاوى الهندية : ۲۹۷/۵ ، ط : احياء التراث بيروت و مكتبه زكريا)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۳۷۵۵۱)

بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا

مسئلہ (۱۲۴): بعض لوگ جانور کو ذبح کرتے وقت دائیں (سیدھے) ہاتھ کے بجائے، بائیں (اُلٹے) ہاتھ کا استعمال کرتے ہیں، تو کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن سے ذبح کروانا درست نہیں، اس سے جانور مُردہ ہوجاتا ہے، اور ذبیحہ حلال نہیں ہوتا، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہہ کر، بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرے، تو ذبیحہ حلال ہوگا، مُردار نہ ہوگا، البتہ بغیر عذر کے بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی وناپسندیدہ ہوگا، اور اگر کوئی عذر ہو، تو اب مکروہ وناپسندیدہ بھی نہ ہوگا۔ (۱)

تنبیہ: مذہبِ اسلام میں ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ومستحب ہے، بلکہ یہ اسلام کی اہم ترین سنت ہے (۲)، لہٰذا اگر کسی کا دایاں ہاتھ ٹھیک ہے، یعنی شل وغیرہ نہیں ہے، تو اُسے چاہیے کہ ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے انجام دینے کی عادت ڈالیں، کچھ عرصہ کے بعد جب دائیں ہاتھ کے استعمال کی عادت ہوجائے گی، تو اس سے کام کرنے میں کوئی دقت ودُشواری اور تکلُّف نہ ہوگا، اور کام بھی اِن شاء اللہ اچھا ہوگا۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " قواعد الفقه " : قال السيد : العذر ما يتعذر عليه المعنى على موجب الشرع إلا يتحمل ضرر زائد . (ص/۳۷۵ ، التعريفات الفقهية ، العذر ، معجم المصطلحات والألفاظ الفقهية : ۲/۴۸۵ ، العُذر)=

واجب قربانی نہ کرسکا

مسئلہ (۱۲۵): اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی، لیکن وہ ایامِ قربانی میں کسی وجہ سے قربانی نہ کرسکا، تو اب اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ: اگر جانور خریدنے کے بعد قربانی نہ کرسکا، تو اس کو اختیار ہے، چاہے تو زندہ جانور ہی کو صدقہ کردے، یا اس کی قیمت صدقہ کردے، لیکن اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت ہی خیرات کرنا واجب ہے۔ (۱)

=(۲) ما في " سنن أبي داود " : عن عائشة قالت : " كانت يد رسول الله ﷺ اليُمنى لطهوره وطعامه ، وكانت يده اليُسرى لخلائه ، وما كان من أذى " .

(ص/۵ ، ط : مكتبه بلال ديوبند)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يستحب تقديم اليمين على اليسار في كل ما هو من باب التكريم ، كالوضوء والغسل ، ويستحب تقديم اليسار على اليمين في كل ما كان من باب الإهانة والأذى . (۴۵/۲۹۲) (مستفاد از: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۴۹۳۶۹)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " المبسوط للسرخسي " : وأما بعد مضي أيام النحر فقد سقط معنى التقرب بإراقة الدم ، لأنها لا تكون قربة إلا في مكان مخصوص وهو الحرم ، وفي زمان مخصوص وهو أيام النحر . ولكن يلزمه التصدق بقيمة الأضحية إذا كان ممن تجب عليه الأضحية ، لأن تقربه في أيام النحر كان باعتبار المالية فيبقى بعد مضيها والتقرب بالمال في غير أيام النحر يكون بالتصدق ، ولأنه كان يتقرب بسببين : إراقة الدم والتصدق باللحم ، وقد عجز عن أحدهما ، وهو قادر على الآخر فيأتي بما يقدر عليه .

(۱۲/۱۸ ، باب الأضحية ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " التنوير مع الدر والرد " : (ولو تركت التضحية ومضت أيامها تصدق بها حية ناذر) . (تنوير مع الدر) . وفي الشامية : قوله : (ولو تركت التضحية الخ) شروع في بيان=

قربانی برائے ایصالِ ثواب کا گوشت

مسئلہ (۱۲۶): اگر کسی شخص نے اپنی خوشی سے کسی مُردے کے ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کرائی[۱]، تو جس طرح اپنی قربانی میں خود کھانا اور امیر وغریب ہر طرح کے رشتہ داروں کو تحفے میں دینا جائز ہے، اسی طرح اس میں بھی جائز ہے، لیکن اگر کوئی مرنے والا وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں، میری طرف سے قربانی کی جائے، اور اس کی وصیت پر اُسی کے مال سے قربانی کی گئی، تو اس قربانی کے پورے گوشت اور کھال وغیرہ کو، غرباء وفقراء میں خیرات کرنا ضروری ہے۔[۲]

= قضاء الأضحية إذا فاتت عن وقتها فإنها مضمونة بالقضاء في الجملة كما في البدائع ..... قوله : (تصدق بها حية) لوقوع اليأس عن التقرب بالإراقة ، وإن تصدق بقيمتها أجزأه أيضًا ؛ لأن الواجب هنا التصدق بعينها ، وهذا مثله فيما هو المقصود . اهـ . ذخيرة .

(۴۶۳/۹ ، كتاب الأضحية ، ط : بيروت ، الفتاوى الهندية : ۲۹۴/۵ – ۲۹۶)

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ص/۵۳، ۵۴)

(مستفاد بشکریہ: فقہی مسائل از ماہنامہ ارمغان ستمبر ۲۰۱۷ء، مفتی عاشق صدیقی ندوی)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وإن مات أحد السبعة المشتركين في البدنة وقال الورثة : اذبحوا عنه وعنكم صحّ عن الكل استحساناً لقصد القرابة من الكل . (در مختار) . وفي الشامية : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (لقصد القرابة) قال في البدائع : لأن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه ، وقد صح أن رسول الله ﷺ ضحّى بكبشين ، أحدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من أمته ، وإن كان منهم من قد مات قبل أن يذبح ؛ لأنه له ولاية عليهم . (۴۷۱/۹ ، كتاب الأضحية ، بدائع الصنائع : ۳۰۷/۶ ، كتاب التضحية ، البحر الرائق : ۳۲۶/۸ ،=

جانور ذبح کیے بغیر اُس کا گوشت نکالنا

مسئلہ (۱۲۷): بعض لوگ دنبہ کو ذبح کیے بغیر اُس کی دُم کی طرف کا گوشت نکال کر کھا جاتے ہیں، جب کہ دنبہ کو ذبح کیے بغیر اُس کی دُم کی طرف کے گوشت کا لوتھڑا کھانا جائز نہیں، زندہ جانور کے جسم سے علیحدہ حصہ میتہ یعنی مُردار کے حکم میں ہے، جس طرح میتہ (مُردار) کا کھانا جائز نہیں، اسی طرح زندہ جانور کے جسم سے علیحدہ کسی حصہ کا کھانا بھی جائز نہیں ہے[۱]، مسلمانوں کو اس طریقہ سے بچنا چاہیے، کہ اس میں جانور کو تکلیف دینا بھی لازم آتا ہے۔[۲]

= مجمع الأنهر : ۴/۱۷۳ ، كتاب الأضحية ، هدايه : ۴/۴۴۹ ، كتاب الأضحية)

(۲) ما في " الدر المختار مع الشامية " : والوصية المطلقة ..... لا تحل لغني ؛ لأنها صدقة ، وهي على الغني حرام . (۱۰/۳۳۶ ، قبيل باب الوصية) (مستفاد بشکریہ: عید الاضحیٰ چند ضروری احکام ومسائل، از ماہنامہ پیامِ عرفات رائے بریلی، ستمبر ۲۰۱۷ء: ص/۱۷، بعنوان: متفرق مسائل)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير اللّٰه به والمنخنقة والموقوذة والمتردية﴾ . (سورة المائدة :۳) وقوله تعالى : ﴿ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث﴾ . (سورة الأعراف : ۱۵۷)

ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : قوله عليه السلام : " الذكاة في الحلق واللبة " .

(۹/۴۶۷ ، رقم : ۱۹۱۲۳)

(۲) ما في " سنن أبي داود " : قوله عليه السلام : " إن اللّٰه كتب الإحسان على كل شيء ، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة ، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح " .

(ص/۳۸۹ ، باب الذبح من الرفق)

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۶۳۰۳۹)

گود لیے ہوئے بچے کا عقیقہ

مسئلہ (۱۲۸): بچوں کا عقیقہ کرنا مستحب ہے، اور عقیقہ کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں[۱]، اس لیے کہ عقیقہ کی مشروعیت کی حکمت؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی حسین نعمت پر خوشی کا اِظہار، اور نسب کا اِعلان ہے[۲]، لیکن اگر کسی شخص نے کسی بچہ کو گود لیا ہو، اور اس کا عقیقہ کرنا چاہے، تو اس پر واجب ولازم تو نہیں ہے، لیکن اگر اپنی خوشی سے اُس گود لیے ہوئے بچے کا عقیقہ کردے، تو عقیقہ درست ہوجائے گا۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " إعلاء السنن " : قال رسول الله ﷺ : " من ولد له غلام فليعق عنه عن الإبل أو البقر أو الغنم " .

(۱۷/۱۲۸ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، رقم : ۵۵۱۴ ، ط : بيروت)

وما في " إعلاء السنن " : عن عائشة – رضي الله عنها – قالت : " عقّ رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين يوم السّابع " . الخ .

(۱۷/۱۱۵ ، باب العقيقة ، تحت رقم : ۵۵۱۳ ، ط : بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وعند الحنفية تباح العقيقة في سابع الولادة بعد التسمية والحلق والتصدق . وقيل : يعق تطوعا بنية الشكر لله تعالى .

(۳۰/۲۷۷ ، عقيقة ، الحكم التكليفي)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : شرعت العقيقة لما فيها من إظهار للبِشر والنعمة ونشر النسب . (۳۰/۲۷۷ ، عقيقة ، حكمة مشروعية العقيقة)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۹۶۸۴)

عقیقہ کیے بغیر نکاح

مسئلہ (۱۲۹): بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر عقیقہ کیے، نکاح صحیح نہیں ہوتا، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے گواہوں کا ہونا شرط ہے، عقیقہ کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بغیر عقیقہ کے بھی نکاح جائز و درست ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : قوله : (عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ...) متعلق بـ " ينعقد " بيان للشرط الخاص به وهو الإشهاد فلم يصح بغير شهود لحديث الترمذي : " البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن من غير بينة " . ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً : " لا نكاح إلا بشهود " . فكان شرطاً . (۳/۱۵۵ ، كتاب النكاح ، بيروت)

ما في " منهاج المسلم لأبي بكر الجزائري " : المراد بالشاهدين : أن يحضر العقد اثنان فأكثر من الرجال العدول المسلمين لقوله تعالى : ﴿وأشهدوا ذوَى عدل منكم﴾ [الطلاق :۲] . وقول الرسول ﷺ : " لا نكاح إلا بولي وشاهدَي عدل " .

(ص/۳۳۹ ، الباب الخامس في المعاملات ، الفصل السادس في النكاح والطلاق الخ)

(رد المحتار :۴/۷۴ ، كتاب النكاح)

(جامع الترمذي : ۱/۲۱۰ ، كتاب النكاح ، باب ما جاء في لا نكاح إلا ببينة)

(محقق ومدلل جدید مسائل:۲/۱۷۴، مسئلہ نمبر:۱۲۳، نکاح میں گواہ)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۴۳۹۸۴)

بڑے جانور میں عقیقہ کے کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

مسئلہ (۱۳۰): بڑے جانور، مثلاً: اُونٹ، گائے، بھینس سات بکروں کے برابر ہوتے ہیں[۱]، اگر کوئی شخص بڑے جانور میں سات بچوں کا عقیقہ کرنا چاہے، تو کرسکتا ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ وُسعت کی صورت میں لڑکے کی طرف سے دو حصے، اور لڑکی کی طرف سے ایک حصہ رکھا جائے۔ اسی طرح لڑکے کی طرف سے دو بکرے، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا، یا پھر دونوں کی طرف سے ایک ایک بکرا، یا دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " إعلاء السنن " : قال رسول الله ﷺ : " من ولد له غلام فليعق عنه عن الإبل أو البقر أو الغنم " . (۱۲۸/۱۷ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، رقم : ۵۵۱۴ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) ما في " جامع الترمذي " : حدثنا يحي بن خلف البصري حدثنا بِشر بن المفضل أخبرنا عبد الله بن عثمان بن خثيم عن يوسف بن ماهَكَ أنهم دخلوا على حفصة بنت عبد الرحمن ، فسألوها عن العقيقة فأخبرتهم أن عائشة أخبرتها أن رسول الله ﷺ أمرهم عن الغلام شاتان مكافئتان ، وعن الجارية شاة ..... قال أبو عيسى : حديث عائشة حديث حسن صحيح . (۹۷/۴ ، رقم : ۱۵۱۳ ، العقيقة ، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وذهب الشافعية والحنابلة إلى أنه يستحب أن يعق عن الذكر بشاتين متماثلين وعن الأنثى بشاة لحديث عائشة رضي الله عنها " أن رسول الله ﷺ أمرهم عن الغلام شاتان مكافئتان ، وعن الجارية بشاة " . ويجوز العق عن الذكر بشاة واحدة لحديث ابن عباس رضي الله عنهما : " أن النبي ﷺ عق عن الحسن والحسين رضي الله عنهما كبشا كبشا " . وذهب الحنفية والمالكية إلى أنه يعق عن الغلام والجارية شاة=

عقیقہ کے جانور کے دودھ کا استعمال

مسئلہ (۱۳۱): عقیقہ واجب نہیں، مسنون یا مستحب ہے[۱]، لہٰذا اگر کسی شخص نے عقیقہ کے لیے بکری خریدی، یا گھر کی پالتو بکری میں عقیقہ کی نیت کرلی، تو اس سے جانور عقیقہ کے لیے لازم و متعین نہیں ہوجاتا، پس اس بکری کا دودھ استعمال کرنا، اور جس بچے کا عقیقہ ہے اس کا، اس بکری کا دودھ پینا، ناجائز نہیں، تاہم اَولیٰ یہ ہے کہ دودھ استعمال نہ کرے، بلکہ کسی غریب کو صدقہ کردے۔[۲]

= شاة ، وكان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يفعله .

(۲۷۹/۳۰ ، ۲۸۰ ، عقيقة ، ما يجزئ في العقيقة)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۵۹۹۱۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب الشافعية والحنابلة في الصحيح المشهور عندهم إلى أن العقيقة سنة مؤكدة . وعند الحنفية تباح العقيقة في سابع الولادة بعد التسمية والحلق والتصدق . وقيل : يعق تطوعا بنية الشكر لله تعالى . وذهب المالكية إلى أنها مندوبة . والمندوب عندهم أقل من المسنون . (۲۷۶/۳۰ ، ۲۷۷ ، عقيقة ، الحكم التكليفي)

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : لو اشترى شاة للأضحية يكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به ؛ لأنه عينها للقربة ، فلا يحل له الانتفاع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة بها ..... ولو حلب اللبن من الأضحية قبل الذبح أو جز صوفها يتصدق به ولا ينتفع به ، كذا في الظهيرية . (۳۰۰/۵–۳۰۱ ، كتاب الأضحية ، الباب السادس)

(بدائع الصنائع : ۲۱۹/۴ ، كتاب التضحية ، ما يستحب قبل التضحية)

(الفتاوى البزازية على هامش الهندية :۲۹۴/۶ ، السادس في الانتفاع)

ما في " البحر الرائق " : ويكره بيع لبنها ..... ولو اكتسب مالاً من لبنها يتصدق بمثل=

عقیقہ کیا اور کیوں؟

مسئلہ (۱۳۲): اللہ پاک جب کسی کو بچے کی نعمت سے نوازتے ہیں، تو ولادت کے ساتویں دن، یا چودہویں یا اکیسویں دن، اور اگر اِن دِنوں میں نہ ہوسکے، تو عمر بھر میں جب بھی موقع میسر آئے، ساتویں دِن کی رعایت کے ساتھ، بچے کی طرف سے، اللہ کے نام جانور ذبح کرنے کا نام شریعت میں ''عقیقہ'' ہے[۱]، عقیقہ سنت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں؛ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے عقیقہ فرمایا تھا[۲]، ایک حدیث میں ہے کہ ''عقیقہ'' کی برکت سے بچہ کے اُوپر سے بلائیں ٹلتی ہیں، اگر لڑکا پیدا ہو، تو دو بکرے ذبح کرنا، یا بڑے جانور میں دو حصے رکھنا، اور لڑکی پیدا ہو، تو ایک بکرا ذبح کرنا، یا بڑے جانور میں ایک حصہ رکھنا مستحب ہے۔[۳]

=ذلک . (۳۲۷/۸، كتاب الأضحية)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ويكره الانتفاع بلبنها) . (در مختار) . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله : فإن كانت التضحية قريبة تصنع ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به ، كما في الكفاية . (۳۹۹/۹، كتاب الأضحية)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۶۸۱۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " إعلاء السنن " : عن بريدة : أن النبي ﷺ قال : " العقيقة لسبع أو أربع عشرة أو إحدى وعشرين " . رواه الطبراني في الصغير والأوسط .

(۱۳۱/۱۷، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۲) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عباس : " أن رسول الله ﷺ عقَّ عن الحسن والحسين كبشًا كبشًا " . (۳۹۲/۲ ، باب العقيقة ، ط : دار السلام سهارنفور ، رقم : ۲۸۴۱ ، بذل المجهود : ۶۱۳/۹ ، ط : دار البشائر الإسلامية)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وذهب الشافعية والحنابلة إلى أنه يستحب أن يعق عن الذكر بشاتين متماثلين وعن الأنثى بشاة لحديث عائشة رضي الله عنها " أن رسول الله ﷺ أمرهم عن الغلام شاتان مكافئتان ، وعن الجارية بشاة " . ويجوز العق عن الذكر بشاة واحدة لحديث ابن عباس رضي الله عنهما : " أن النبي ﷺ عق عن الحسن والحسين رضي الله عنهما كبشا كبشا " . وذهب الحنفية والمالكية إلى أنه يعق عن الغلام والجارية شاة شاة، وكان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يفعله .

(۲۷۹/۳۰ ، ۲۸۰ ، عقيقة ، ما يجزئ في العقيقة)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : وذهب الشافعية والحنابلة إلى أنه يستحب أن يعق عن الذكر بشاتين متماثلين وعن الأنثى بشاة لحديث عائشة رضي الله عنها " أن رسول الله ﷺ أمرهم عن الغلام شاتان مكافئتان ، وعن الجارية بشاة " . ويجوز العق عن الذكر بشاة واحدة لحديث ابن عباس رضي الله عنهما : " أن النبي ﷺ عق عن الحسن والحسين رضي الله عنهما كبشا كبشا " . وذهب الحنفية والمالكية إلى أنه يعق عن الغلام والجارية شاة شاة، وكان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يفعله .

(۲۷۹/۳۰ ، ۲۸۰ ، عقيقة ، ما يجزئ في العقيقة)

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۳۶۷)

عقیقہ کا کوئی خاص طریقہ نہیں!

مسئلہ (۱۳۳): بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کا کوئی خاص طریقہ ہوتا ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ عقیقہ کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، جس طرح بطورِ قربانی جانور ذبح کیا جاتا ہے، اسی طرح عقیقہ میں بھی ذبح کیا جائیگا، اور عقیقہ میں بھی اُنہیں جانوروں کو ذبح کرنا درست ہے، جنہیں قربانی میں ذبح کرنا درست ہے، یعنی اُونٹ، گائے، بھینس، بکرا بکری، بھیڑ اور دنبہ۔ (۱)

عقیقہ کا بہترین وقت

مسئلہ (۱۳۴): عقیقہ کا سب سے اچھا وقت پیدائش سے ساتویں دن ہے، پھر چودہویں دن، پھر اکیسویں دن، اگر اِن دِنوں میں عقیقہ نہ کر سکے، تو عمر بھر میں کسی بھی دن میں عقیقہ کیا جاسکتا ہے، البتہ بہتر ہے کہ جب بھی عقیقہ کیا جائے، پیدائش سے ساتویں دِن کا لحاظ کیا جائے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جامع الترمذي " : عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده : " أن النبي ﷺ أمر بتسمية المولود يوم سابعه ووَضْعِ الأذى عنه والعَقَّ " . هذا حديث حسنٌ غريبٌ .

(۲/۱۱۰ ، أبواب الآداب ، باب ما جاء في تعجيل اسم المولود ، قديمي)

ما في " إعلاء السنن " : قال رسول الله ﷺ : " من ولد له غلام فليعق عنه عن الإبل أو البقر أو الغنم " . (۱۷/۱۲۸ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، رقم : ۵۵۱۴ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت) (مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۳۶۷)

الحجة على ما قلنا : =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۱) ما في " إعلاء السنن " : انها إن لم تذبح في السّابع ذبحت في الرابع عشر ، وإلا ففي الحادي والعشرين ، ثم هكذا في الأسابيع .

(۱۳۱/۱۷ ، باب أفضلية ذبح الشاة في العقيقة ، رقم : ۵۵۱۴)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وعند الحنفية تباح العقيقة في سابع الولادة بعد التسمية والحلق والتصدق . وقيل : يعق تطوعا بنية الشكر لله تعالى . وذهب المالكية إلى أنها مندوبة . والمندوب عندهم أقل من المسنون . (۲۷۷/۳۰ ، عقيقة ، الحكم التكليفي)

ما في " فتح الباري " : فنقل الرافعي أنه يدخل وقتها بالولادة ، قال : وذكر السابع في الخبر بمعنى أن لا تؤخر ، ثم قال : والاختيار أن لا تؤخر عن البلوغ ، فإن أخرت عن البلوغ سقطت عمن كان يريد أن يعق عنه ، لكن إن أراد أن يعق عن نفسه فعل .

(۵۹۶/۹ ، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة)

ما في " فيض الباري " : إن الغلام إذا لم يعق عنه ، فمات لم يشفع لوالديه ، ثم ان الترمذي أجاز بها إلى يوم إحدى وعشرين ، قلت : بل يجوز إلى أن يموت لما رأيت في بعض الروايات ، أن النبي ﷺ عقّ عن نفسه بنفسه .

(۳۳۷/۴ ، كتاب العقيقة ، ط : أشرفي ، و : ۶۴۸/۵)

(مستفاد از : فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۳۶۷)

عقیقہ میں دعوت اور لین دین کی رسم

مسئلہ (۱۳۵): ہمارے ملک میں بچہ کے عقیقہ کے موقع پر ایک رسم چل پڑی ہے کہ جب بچہ کا عقیقہ کرتے ہیں، تو کافی سارے رشتہ داروں کو دعوت دی جاتی ہے، خاص طور پر بچہ کے ننہیال والوں کو بلایا جاتا ہے، اور اُن سے بھات کے نام سے زیادہ سے زیادہ روپئے لیے جاتے ہیں، ساتھ میں لوگ بچہ اور اس کے والدین و بھائی بہنوں کو کپڑے بھی دیئے جاتے ہیں، تو عقیقہ میں جو کچھ بھات کے نام سے لین دین ہوتا ہے، یہ کوئی اسلامی و شرعی طریقہ نہیں ہے، یہ محض ایک رسم ہے، جہاں تک ممکن ہو اِن رُسوم سے بچنا چاہیے [۱]، اصل عقیقہ تو یہ ہے کہ جانور کو ذبح کر کے اُس کا گوشت رشتہ داروں میں، اور کچھ غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے، اور کچھ اپنے گھر والوں کے لیے رکھ لیا جائے، یا جی چاہے تو غریبوں اور رشتہ داروں کی دعوت بھی کرائی جاسکتی ہے۔ [۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : " من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو ردٌّ " . (۱/۳۷۱ ، كتاب الصلح ، باب إذا اصطلحوا – الخ ، رقم : ۲۶۹۷ ، صحيح مسلم : ۲/۷۷ ، كتاب الأقضية ، سنن أبي داود : ص/۶۳۵ ، كتاب السنة ، باب في لزوم السنة ، رقم : ۴۶۲۲ ، سنن ابن ماجة :ص/۱۳ ، مشكوة : ص/۲۷ ، كتاب الإيمان ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الأول)

ما في " بذل المجهود " : سواء كان في العمل أو الاعتقاد فهو مردود .

(۱۳/۳۳ ، رقم : ۴۶۲۲)=

قرض لے کر عقیقہ کرنا

مسئلہ(۱۳۶): بعض لوگ قرض لے کر اپنے بچوں کا عقیقہ کرتے ہیں، اُنہیں یاد رکھنا چاہیے کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، کوئی فرض وواجب درجہ کا عمل نہیں کہ اس کے لیے قرض لینا ضروری ہو، اسی طرح عقیقہ فوراً کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ تاخیر سے بھی کیا جاسکتا ہے، پس مؤخر کردیں، تو بھی ٹھیک ہے[۱]، اور اگر قرض ملنے میں دُشواری نہ ہو، اور ادائیگی میں بھی پریشانی کا اندیشہ نہ ہو، تو قرض لے کر بھی کرسکتے ہیں، جائز ہے۔[۲]

=ما في " رد المحتار " : البدعة ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان ، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً .

(۲۵۶/۲ ، مطلب البدعة خمسة أقسام)

ما في " كتاب التعريفات للجرجاني " : البدعة : هي الأمر المحدث الذي لم يكن عليه الصحابة والتابعون ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعي . (ص/۴۷)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : عن جابر بن عبد الله : " أن رسول الله ﷺ لما قدم المدينة نحر جزورًا أو بقرةً " . (۴۳۴/۱)

ما في " أحسن الفتاوى " : وبهذا الحديث خرج العلماء هذه الضابطة أن الدعوة شرعت في السرور لا في الشرور . (۳۵۴/۱)

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند اون لائن، رقم الفتویٰ:۳۰۵۱۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يكلف الله نفسًا إلا وسعها﴾ . (سورة البقرة : ۲۸۶)

ما في " بدائع الصنائع " : العاجز عن الفعل لا يكلف به ؛ ..... لأنه يتضرر به وفيه أيضًا حرج . (۲۸۴/۱ ، فصل في أركان الصلاة)=

نومولود کی تحنیک اور حلق

مسئلہ (۱۳۷): ولادت کے دن، یا ساتویں دن؛ عقیقہ کے ساتھ یہ بھی مسنون یا مستحب ہے کہ اس دن بچے کا کوئی مناسب اسلامی نام رکھا جائے(۱)، اس کی تحنیک کرائی جائے(۲)، اور اس کے سر کے بال صاف کیے جائیں، اور اُن بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی خیرات کی جائے۔(۳)

فائدہ: ''لغت میں تحنیک کا معنی ہے؛ کھجور کو باریک کرکے بچہ کے منہ کے اندر تالُو پر مَلنا۔ اگر پکی کھجور میسر نہ ہو، تو تر کھجور سے، ورنہ کسی بھی میٹھی چیز سے تحنیک کی جاسکتی ہے، نیز میٹھی چیزوں میں شہد سب سے زیادہ بہتر ہے۔(۴)

=(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يآيها الذين آمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى فاكتبوه﴾ . (سورة التوبة : ۲۸۲)

ما في " الموسوعة الفقهية " : لا خلاف بين الفقهاء في أن الأصل في القرض في حق المقرض أنه قربة من القرب ، لما فيه من إيصال النفع للمقترض ، وقضاء حاجته ، وتفريج كربته ، وأن حكمه من حيث ذاته الندب ، لما روى أبو هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ أنه قال : " من نفّس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا ، نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة ، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ، ومن ستر مسلما ستره الله في الدنيا والآخرة ، والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه " ..... أما في حق المقترض ، فالأصل فيه الإباحة ، وذلك لمن علم من نفسه الوفاء ، بأن كان له مال مرتجى ، وعزم على الوفاء منه ، وإلا لم يجز ، ما لم يكن مضطرا . اهـ . (۱۱۳/۳۳ ، قرض ، الحكم التكليفي للقرض) (مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۴۰۴۳۷)

الحجة على ما قلنا :=

.....

.....

=(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي موسى قال : " وُلد لي غلامٌ فأتيتُ به النبي ﷺ فسمّاه ابراهيم وحنّكه بتمرة " . (۲۰۹/۲ ، كتاب الآداب ، باب استحباب تحنيک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه وجواز التسمية يوم ولادته الخ ، ط : قديمي)

ما في " شرح النووي على هامش مسلم " : وفيه جواز التسمية يوم الولادة . (۲۰۹/۲)

ما في " جامع الترمذي " : عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده : " أن النبي ﷺ أمر بتسمية المولود يوم سابعه ووَضْعِ الأذى عنه والعَقّ " . هذا حديث حسنٌ غريبٌ .

(۱۱۰/۲ ، أبواب الآداب ، باب ما جاء في تعجيل اسم المولود ، قديمي)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي موسى قال : " وُلد لي غلامٌ فأتيتُ به النبي ﷺ فسمّاه ابراهيم وحنّكه بتمرة " . (۲۰۹/۲ ، كتاب الآداب ، باب استحباب تحنيک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه وجواز التسمية يوم ولادته الخ ، ط : قديمي)

ما في " الموسوعة الفقهية " : التحنيک مستحب للمولود ، لما في الصحيحن من حديث أبي بردة عن أبي موسى رضي اللّٰه عنهما قال : " ولد لي غلام فأتيت النبي ﷺ فسماه إبراهيم وحنكه بتمرة " . (۲۷۶/۱۰ ، ۲۷۷ ، تحنيک المولود ، حكمه التكليفي)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب الجمهور (المالكية والشافعية والحنابلة) إلى استحباب حلق شعر رأس المولود يوم السابع ، والتصدق بزنة شعره ذهبا أو فضة عند المالكية والشافعية ، وفضة عند الحنابلة ، وإن لم يحلق تحرى وتصدق به ، ويكون الحلق بعد ذبح العقيقة . كما ورد " أن النبي ﷺ قال لفاطمة لما ولدت الحسن : احلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة على المساكين والأوفاض " . وذهب الحنفية إلى أن حلق شعر المولود مباح ، ليس بسنة ولا واجب . (۱۰۷/۲۶ ، شعر ، حلق شعر المولود)

(۴) ما في " الموسوعة الفقهية " : من معاني التحنيک في اللغة : أن يُدلّک بالتمر حنک الصبي من داخل فيه ، بعد أن يلين ..... ويُحنک المولود بتمر ..... فإن لم يتيسّر تمر فرطب ، وإلا فشيء حلو ، وعسل نحل أولى من غيره . (۲۷۶/۱۰ ، ۲۷۷ ، تحنيک)

(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۳۶۷)

ختنہ کے لیے عمر کی تعیین وتحدید

مسئلہ (۱۳۸): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بچوں کی ختنہ کے لیے ایک خاص عمر متعین ہوتی ہے، اس عمر کو پہنچ جانے کے بعد ہی ختنہ کی جاسکتی ہے، اس سے پہلے نہیں، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ختنہ کے لیے کسی خاص عمر کی تعیین وتحدید شریعت میں نہیں کی گئی، بس جب بچہ اس کا متحمل ہوجائے، ختنہ کردینی چاہیے۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مجمع الأنهر " : (ووقت الختان غير معلوم) عند الإمام ، فإنه قال : لا علم لي بوقته ، ولم يرو عنهما فيه شيء ، (وقيل سبع سنين) .... وقيل أقصاه اثني عشرة سنة ، وقيل تسع سنين ، وقيل وقته عشر سنين ..... وقيل إن كان قوياً يطيق ألم الختان ختن وإلا فلا ، وهو أشبه بالفقه .

(۴/۴۹۰، ۴۹۱ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " التنوير مع الدر والرد " : (ووقته) غير معلوم ، وقيل (سبع) سنين. كذا في الملتقى. وقيل عشر، وقيل أقصاه اثنتا عشرة سنة ، وقيل العبرة بطاقته ، وهو الأشبه ، وقال أبوحنيفة : لا علم لي بوقته ، ولم يرد عنهما فيه شيء ، فلذا اختلف المشايخ فيه . (۱۰/۴۸۰ ، ۴۸۱ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، ط : بيروت ، كذا في البحر الرائق : ۹/۳۵۹ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، الفتاوى الهندية : ۶/۴۴۵ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى)

ما في " الموسوعة الفقهية " : والأشبه عند الحنفية أن العبرة بطاقة الصبي إذ لا تقدير فيه ، فيترك تقديره إلى الرأي ، وفي قول : إنه إذا بلغ العاشرة لزيادة الأمر بالصلاة إذا بلغها .

(۱۹/۲۹ ، ختان ، وقت الختان)

(مستفاد از: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۳۶۷۔ المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ: یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے: ۵/۲۸۶، مسئلہ نمبر: ۲۰۸، ختنہ کس وقت کی جائے؟)

کتاب النکاح

نکاح کے احکام ومسائل

Surrgate (قائم مقام ماں) سے پیدا شدہ بچہ سے شادی

مسئلہ (۱۳۹): کسی مرد کا مادّۂ منویہ بجائے بیوی کے کسی اجنبیہ عورت کے رحم کو کرایہ پر لے کر، بذریعہ انجکشن اس میں پہنچانا، اور اس سے بچہ حاصل کرنا، عقلِ سلیم وفہمِ صحیح کے نزدیک انتہائی فحش وگھناؤنا عمل ہے، شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے[۱]، کیوں کہ یہ زنا وبدکاری سے بھی بڑھا ہوا ہے[۲]، اس عمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، اگر عورت غیر شادی شدہ ہے، تو اسی کی طرف منسوب ہوگا، اور اسے منسوب الیٰ اُمہ کہا جائے گا، صحیح النسب نہیں ہوگا[۳]، اور اگر عورت شادی شدہ ہے، تو بچہ کا نسب اس کے شوہر سے ثابت ہوگا، نہ کہ اس اجنبی مرد سے جس کا مادّہ لیا گیا، اور یہ بچہ صحیح النسب کہلائے گا۔[۴] رہی یہ بات کہ اگر یہ بچہ لڑکی ہے، تو کیا وہ مرد اس سے شادی کرسکتا ہے، جس کا مادہ لیا گیا تھا، تو جواباً عرض ہے کہ: نہیں کرسکتا، کیوں کہ زانی مرد پر اپنی مزنیہ (جس کے ساتھ زنا کیا گیا) کے اصول وفروع؛ یعنی ماں، بیٹی وغیرہ۔ اسی طرح مزنیہ پر اپنے زانی کے اصول وفروع؛ باپ، بیٹا وغیرہ حرام ہوتے ہیں، اسی طرح اس مرد پر جس کا مادۂ منویہ لیا گیا بوجہ جزئیت یہ بچی حرام ہوگی۔[۵]

.....

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " النتف في الفتاوى للسغدي " : الإجاره الفاسدة على أحد عشر وجهًا ؛ أحدها الإجارة على المعاصي ولا أجرة على المعاصي لا المسماة ولا المثل .

(ص/٣٤٨ ، الدر المختار مع الشامية : ٦٤/٩)

وما في " الهداية " : لا يجوز الاستئجار على الغناء والنوح وكذا سائر الملاهي ؛ لأنه استئجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد . (٣٠٢/٣)

ما في " حاشية الهداية " : قوله : لا تستحق بالعقد ؛ لأن عقد الإجارة يستحق به تسليم المعقود عليه شرعًا ، ولا يجوز أن يستحق على المرء شيء يكون به عاصيًا شرعًا كيلا يصير المعصية مضافة إلى الشرع . (٣٠٢/٣)

(٢) ما في " الفقه الإسلامي وأدلته " : ويحرم الاستمناء لقوله عز وجل ﴿والذين هم لفروجهم حافظونO إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين﴾ . (سورة المؤمنون :٦٠٥) ؛ ولأنها مباشرة تفضي إلى قطع النسل فإن فعل عزر ولم يحد لأنها مباشرة محرمة من غير إيلاج فأشبهت مباشرة الأجنبية في ما دون الفرج . (٥٣٤٨/٧)

ما في " فتح القدير لإبن الهمام " : لا يحل الاستمناء بالكف ذكر المشايخ فيه أنه عليه الصلاة والسلام قال : " ناكح اليد ملعون " . فإن غلبته الشهوة ففعل إرادة تسكينها به فالرجاء أن لا يعاقب . (٣٣٤/٢ ، كتاب الصوم ، باب ما يوجب القضاء والكفارة ، الدر المختار مع الشامية : ٣٣٢/٣ ، كتاب الصوم ، مطلب الاستمناء بالكف)

ما في " جامع الترمذي " : " من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يسق ماءه ولد غيره " .

(٢١٤/١ ، كتاب النكاح ، السنن الكبرى للبيهقي : ١٠٥/٩ ، رقم : ١٨٠١١)

ما في " الموسوعة الفقهية " : لا يجوز النظر إلى فرج المرأة إلا إذا كان لا يتوصل إلى معرفة ذلك إلا برؤيته بنفسه أما لو كان الطبيب يكتفي برؤية النساء لفرج المريضة فلا يجوز له النظر إليه . (١٣٧/١٢)

(٣) ما في " البحر الرائق " : (ويرث ولد الزنا واللعان من جهة الأم فقط) ؛ لأن نسبه من جهة الأب منقطع ، فلا يرث به ، ومن جهة الأم ثابت فيرث به أمه وأخته من الأم بالفرض=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= لا غير . اهـ . (۳۹۱/۹ ، كتاب الفرائض ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(۴) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللّٰائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت : ..... قال رسول اللّٰه ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۲۷۶/۱ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۴۷۱/۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۲۱۹/۱ ، مرقاة المفاتيح : ۳۱۴/۶ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)

ما في " أوجز المسالك " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۷۵/۱۴ ، رقم : ۱۴۴۵ ، كتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

ما في " الفتاوى البزازية على هامش الهندية " : عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماءه وجعلته في فرجها وعلقت منه ، صارت أم ولد . (۳۵۹/۵ ، ط : زكريا)

ما في " رد المحتار " : ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن . (۱۴۲/۴ ، ط : زكريا)

(۵) ما في " حاشية ابن عابدين " : وفي التجنيس : زنى بامرأة فولدت فأرضعت بهذا اللبن صبيةً لا يجوز لهذا الزاني تزوجها ولا لأصوله وفروعه ، ولعم الزاني التزوج بها كما لو كانت ولدت له من الزنا ، والحال مثله ؛ لأنه لم يثبت نسبها من الزاني حتى يظهر فيها حكم القرابة ، والتحريم على أبي الزاني وأولاده وأولادهم لاعتبار الجزئية ، ولاجزئية بينها وبين العم ، وإذا ثبت ذلك في المتولدة من الزنا فكذا في المرضعة بلبن الزنا . اهـ .

(۱۰۶/۸ ، كتاب النكاح ، فصل في المحرمات ، ط : دار الثقافة والتراث دمشق – سورية)

(نظام الفتاویٰ:۱/۳۳۹ بنتخبات نظام الفتاویٰ:۳/۳۱۰)

(المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ:۲/۱۸۰،مسئلہ نمبر:۱۵۸،رحم مادر کو کرایہ پر دینے کا حکم شرعی)

شادی کے بعد ہنی مون

مسئلہ (۱۴۰): آج کل ماڈرن مسلمانوں میں مغربی تہذیب کے جہاں بہت سے اثرات جنم لے رہے ہیں، انہی میں سے ایک اثر شادی کے بعد ''ہنی مون'' منانا ہے، یعنی شادی کے بعد میاں بیوی اندرونِ ملک یا بیرونِ ملک ''ہنی مون'' کے نام سے سیر وتفریح کے لیے نکل جاتے ہیں، جب کہ اسلام اس عمل کی اجازت نہیں دیتا، یہ ایک لغو اور بے مقصد عمل ہے، اور شریعتِ اسلامیہ مسلمانوں کو بامقصد چیزوں کی اجازت دیتی ہے، بے مقصد کاموں کی اجازت نہیں دیتی، کیوں کہ اس میں تضییعِ اوقات (وقتوں کو فضول ضائع کرنا)، مال میں اسراف وفضول خرچی کرنا[۱]، اور غیروں کی مشابہت اختیار کرنا لازم آتا ہے[۲]، اور یہ تمام کام شرعاً وعقلاً ممنوع ہیں۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وكلوا واشربوا ولا تسرفوا إنه لا يحبّ المسرفين﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " أحكام القرآن لإبن العربي " : الإسراف تعدي الحدّ ، فنهاهم عن تعدّي الحلال إلى الحرام ، وقيل : ألا يزيدوا على قدر الحاجة . (۲/ ۷۸۱)

ما في " صحيح البخاري " : وعن المغيرة بن شعبة قال : قال النبي ﷺ : " إن الله حرّم عليكم عقوق الأمهات ، ووأد البنات ، ومنعاً وهات ، وكره لكم قيل وقال ، وكثرة السؤال ، وإضاعة المال " . (۱/ ۳۲۴ ، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر الخ ، باب ما ينهى عن إضاعة المال)

(الآداب للبيهقي :ص/ ۴۰ ، رقم : ۱۰۵ ، باب في كراهية إضاعة المال ، ط : بيروت) =

.....

=ما في " فتح الباري " : قوله : (وإضاعة المال) وقد قال الجمهور : إن المراد به السرف في إنفاقه . (٨٦/٥)

ما في " الألعاب الرياضية " : يقول الدكتور يوسف القرضاوي حفظه الله : والحق أن السفه في إنفاق الأوقات أشد خطراً من السفه في إنفاق الأموال ..... لأن المال إذا ضاع قد يعود ، والوقت إذا ضاع لا عوض له . (ص/٣٢٠ ، ط : دار النفائس الأردن)

(٢) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/٥٥٩ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى . (٥٩/١٢ ، مرقاة المفاتيح :٢٢٢/٨، كتاب اللباس والزينة)

ما في " شرح الطيبي " : قوله : " من تشبه بقوم " هذا عام في الخلق والخلق والشعار وإذا كان الشعار أظهر في التشبه . (٢٣٢/٨، رقم :٤٣٤٧)

(٥٩/١٢ ، مرقاة المفاتيح :٢٢٢/٨ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " فيض القدير " : (من تشبه بقوم) أي تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بفعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم . اهـ . ..... وقال بعضهم : قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجية ، من أقوال وأفعال قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها ، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفى ﷺ بالحكمة التي هي سنة وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضآلّين فأمر بمخالفتهم في الهدي الظاهر في هذا الحديث ، وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور – منها أن المشاركة في الهدي في الظاهر تؤثر تناسبا وتشاكلا بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال ، وهذا أمر محسوس . اهـ . ..... وقال ابن تيمية : هذا الحديث أقل أحواله أن يقتضي تحريم التشبه بأهل الكتاب وإن كان ظاهره يقتضي كفر المتشبه بهم فكما في=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= قوله تعالى : ﴿ومن يتولّهم منكم فإنه منهم﴾ وهو نظير قول ابن عمرو : من بنى بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت حشر يوم القيامة معهم ، فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضي تحريم أبعاض ذلك ، وقد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلك . (٦/١٠٤ ، رقم :٨٥٩٣ ، ط : دار المعرفة بيروت لبنان)

ما في " اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم " : وإذا كانت المشابهة في القليل ذريعة ووسيلة إلى بعض هذه القبائح كانت محرمة ، فكيف إذا أفضت إلى ما هو كفر بالله ؟ ..... ان المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، أو تفضي إليهما في الجملة ، وليس في هذا المفضى مصلحة ، وما أفضى إلى ذلك كان محرما ، فالمشابهة محرّمة . اهـ . (ص/٢١٥ ، ٢١٦ ، المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، مطابع المجد التجارية ، و : ١/ ٢٧١ ، باب التشبه مفهومه ومقتضاه ، دار عالم الكتب بيروت)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل :٦/٤٠٣،شادی کے بعد ذہنی مون منانے کی شرعی حیثیت،ط:جدید)

دولہے کا عورتوں میں سلام کے لیے جانا

مسئلہ (۱۴۱): بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ نکاح کی تقریب ختم ہونے کے بعد دولہا اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں شادی خانہ (لڑکی والوں کے گھر) یا مہمان خانہ (جہاں دولہے کے باراتی ٹھہرائے جاتے ہیں) جاکر، وہاں موجود تمام خواتین کو (جن میں محرمات وغیر محرمات سب ہوتی ہیں) سلام کرتا ہے، پھر اس پر پھول برسائے جاتے ہیں، یا پیسے لٹائے جاتے ہیں، بڑی بوڑھی عورتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں، سیلفی کا دور چلتا ہے، ویڈیو اور فوٹو کھنچوائے جاتے ہیں، یہ سب فضول اور بے ہودہ رسمیں ہیں، مسلمانوں (خصوصاً مسلم نوجوانوں) کو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿أفحسبتم أنما خلقنكم عبثاً وأنكم إلينا لا ترجعون﴾ .

(سورة المؤمنون : ۱۱۵)

ما في " كنز العمال " : قال النبي ﷺ : " من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه " .

(۳۵۵/۳، رقم : ۸۲۸۱، جمع الجوامع : ۳۹۳/۶، رقم : ۲۰۰۰۶)

ما في " كتاب التعريفات للجرجاني " : العبث : ارتكاب أمر غير معلوم الفائدة . وقيل : ما ليس فيه غرض صحيح لفاعله . (ص/۱۴۲)

ما في " الألعاب الرياضية " : يقول الشيخ الدكتور يوسف القرضاوي حفظه الله : والحق أن السفه في إنفاق الأوقات أشد خطرًا من السفه في إنفاق الأموال .... لأن المال إذا ضاع قد يعود ، والوقت إذا ضاع لا عوض له . (ص/۳۲۰، ط : مكتبة دار النفائس اردن)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۰۰/۶، دُولہا کو غیر محرم عورتوں کا دیکھنا جائز نہیں، ط: جدید)

(کتاب الفتاویٰ: ۳۱۵/۴، شادی کے بعد غیر محرم عورتوں کو سلام)

دُولہے والوں سے ''معمول'' کے نام سے رقم لینا

مسئلہ (۱۴۲): بعض علاقوں میں شادی یا منگنی کے موقع پر ''معمول'' کے نام سے دولہے والوں سے رقم وصول کی جاتی ہے، مثلاً نکاح یا منگنی کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے ایک شخص آکر کہتا ہے کہ ''معمول'' دے دو، یعنی نکاح خواں کے پیسے، محلے کے نوجوانوں کے پیسے، محلے کے بوڑھوں یا غریبوں کے پیسے، مہندی کے پیسے دے دو وغیرہ، یہ ایک ایسی رسم ہے کہ غریب لوگ جب شادی کرتے ہیں تو اس معمول کو ادا کرنے کی غرض سے قرض لیتے ہیں، اور اگر معمول نہ دیں، تو انہیں اپنے سماج ومعاشرے میں عار وشرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ شادی بیاہ ومنگنی کے موقع پر دُولہا والے یا دلہن والے جو کچھ اپنی رضا ورغبت سے دے دیں، اس میں کوئی حرج نہیں (۱)، لیکن اس قسم کی چیزوں کو باقاعدہ رسم کی شکل دے کر اس کو لازم سمجھنا اور پھر اس قسم کے لین دین کو تصدق کہنا درست نہیں، اس لیے کہ تصدق تو فقراء پر کیا جاتا ہے (۲)، جب کہ اس موقع پر لینے والوں میں بہت سے امیر ہوتے ہیں، اور امیروں کو صدقہ لینا جائز نہیں ہے، لہٰذا اس قسم کے لین دین کو تصدق کہہ کر اس کا جواز پیدا کرنا جائز نہیں، بالخصوص جب اس قبیح رسم کی وجہ سے بہت سے نادار لوگوں پر قرضے کا بوجھ بھی پڑتا ہے، اس لیے اس رسم کو مزید فروغ نہیں دینا چاہیے۔

الحجة على ما قلنا :=

دُولہا دُلہن کی کار کی تزیین کا حکم

مسئلہ (۱۴۳): اس وقت مسلمانوں کی تباہی اور اقتصادی مصیبت کی زیادہ تر وجہ مسرفانہ رسومات ہیں، یہ رسومات اندر ہی اندر مسلمانوں کی دولت، عزت، خود داری کو گھن کی طرح کھائے جارہی ہیں، ان مسرفانہ رسومات میں سے ایک رسم یہ ہے کہ؛ شادی کے موقع پر دُولہا دلہن کی کار کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے، اس پر پھولوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں، یہ ایک غیر ثابت اور قابلِ ترک رسم ہے، اور نصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے[۱]، کیوں کہ حدیث پاک میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں کی مخصوص تہذیب وثقافت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔[۲]

=(۱) ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : حماد بن سلمة ، عن علي بن زيد ، عن أبي حرة الرقاشي ، عن عمه أن رسول الله ﷺ قال : " لا يحلّ مال امرئٍ مسلم إلا بطيب نفس منه " . (۱۲۶/۶ ، رقم : ۱۱۵۴۵ ، كتاب الغصب ، مشكوة المصابيح : ص/۲۵۵، كتاب الغصب والعارية ، الفصل الثاني ، رقم :۲۹۴۶ ، سنن الدار قطني : ۲۲/۳ ، كتاب البيوع ، رقم : ۲۸۶۲ ، مسند الإمام أحمد بن حنبل : ۴۰۰/۱۵ ، رقم : ۲۰۹۸۰، جمع الجوامع : ۷/۹ ، رقم : ۲۶۷۵۹ ، شعب الإيمان للبيهقي : ۳۸۷/۴ ، رقم : ۵۴۹۲)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿انما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين﴾ . (سورة التوبة : ۶۰) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۶/۳۹۹،۴۰۰، لڑکے والوں سے "معمول" کے نام کے پیسے لینے کی رسم قبیح ہے، ط:جدید)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وكلوا واشربوا ولا تسرفوا ، إنه لا يحبّ المسرفين﴾=

.....

=(سورة الأعراف : ٣١)

ما في " أحكام القرآن لإبن العربي " : الإسراف تعدي الحدّ ، فنهاهم عن تعدّي الحلال إلى الحرام ، وقيل : ألا يزيدوا على قدر الحاجة . (٢/٧٨١)

ما في " صحيح البخاري " : وعن المغيرة بن شعبة قال : قال النبي ﷺ : " إن الله حرّم عليكم عقوق الأمهات ، ووأد البنات ، ومنعاً وهات ، وكره لكم قيل وقال ، وكثرة السؤال ، وإضاعة المال " . (١/٣٢٤ ، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر ... الخ ، باب ما ينهى عن إضاعة المال)

(الآداب للبيهقي :ص/٤٠ ، رقم : ١٠٥ ، باب في كراهية إضاعة المال ، ط : بيروت)

ما في " فتح الباري " : قوله : (وإضاعة المال) وقد قال الجمهور : إن المراد به السرف في إنفاقه . (٥/٨٦)

(٢) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/٥٥٩ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى . (١٢/٥٩ ، مرقاة المفاتيح :٨/٢٢٢، كتاب اللباس والزينة)

ما في " شرح الطيبي " : قوله : " من تشبه بقوم " هذا عام في الخلق والخلق والشعار وإذا كان الشعار أظهر في التشبه . (٨/٢٣٢، رقم :٤٣٤٧)

(١٢/٥٩ ، مرقاة المفاتيح :٨/٢٢٢ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " فيض القدير " : (من تشبه بقوم) أي تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بفعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم . اهـ . ..... وقال بعضهم : قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجية ، من أقوال وأفعال قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها ، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفى ﷺ بالحكمة التي هي سنة وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له فكان مما=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضآلّين فأمر بمخالفتهم في الهدي الظاهر في هذا الحديث ، وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور – منها أن المشاركة في الهدي في الظاهر تؤثر تناسبا وتشاكلا بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال ، وهذا أمر محسوس . اهـ . ..... وقال ابن تيمية : هذا الحديث أقل أحواله أن يقتضي تحريم التشبه بأهل الكتاب وإن كان ظاهره يقتضي كفر المتشبه بهم فكما في قوله تعالى : ﴿ومن يتولّهم منكم فإنه منهم﴾ وهو نظير قول ابن عمرو : من بنى بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت حشر يوم القيامة معهم ، فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضي تحريم أبعاض ذلك ، وقد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلك . (۱۰۴/۲ ، رقم :۸۵۹۳ ، ط : دار المعرفة بيروت لبنان)

ما في " اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم " : وإذا كانت المشابهة في القليل ذريعة ووسيلة إلى بعض هذه القبائح كانت محرمة ، فكيف إذا أفضت إلى ما هو كفر باللّٰه ؟ ..... ان المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، أو تفضي إليهما في الجملة ، وليس في هذا المفضى مصلحة ، وما أفضى إلى ذلك كان محرما ، فالمشابهة محرّمة . اهـ . (ص/۲۱۵ ، ۲۱۶ ، المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، مطابع المجد التجارية ، و : ۱/۲۷۱ ، باب التشبه مفهومه ومقتضاه ، دار عالم الكتب بيروت)

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا:۳/۶۴۳،۶۴۴، دولہن کی کار کی تزیین کا حکم، ط: زمزم پبلیشرز)

موبائل پر نکاح

مسئلہ (۱۴۴): نکاح کے لیے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو[۱]، اس لیے موبائل پر نکاح کرنا درست نہیں، البتہ موبائل پر کسی شخص کو نکاح کا وکیل بنایا جاسکتا ہے، اور یہ وکیل اپنے مؤکل کی طرف سے ایجاب یا قبول کرسکتا ہے، اس طرح نکاح منعقد ہوجائے گا۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : أما شرائط الانعقاد فنوعان : ..... ونوع يرجع إلى مكان العقد وهو اتحاد المجلس إذا كان العاقدان حاضرين ، وهو أن يكون الإيجاب والقبول في مجلس واحد .

(۴۱/۳۰۳ ، نكاح ، شروط النكاح ، الفتاوى الهندية : ۱/۲۶۹)

(۲) ما في " خلاصة الفتاوى " : امرأة وكلت رجلا بأن يزوجها من نفسه ، فقال الوكيل : اشهدوا أني قد تزوجت فلانة من نفسي ، إن لم يعرف الشهود فلانة لا يجوز النكاح ما لم يذكر اسمها واسم أبيها وجدها . (۲/۱۵ ، كتاب النكاح ، الفصل السادس في الشهود)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : رُوي أنه عليه السلام وكل بالتزوج عمر بن أبي سلمة .

(۴/۱۹۲ ، كتاب الوكالة)

ما فى " الهداية " : كل عقد جاز أن يعقده الإنسان بنفسه جاز أن يؤكله به غيره ، لأن الإنسان قد يعجز عن المباشرة بنفسه على اعتبار بعض الأحوال فيحتاج إلى أن يؤكل به غيره، فيكون بسبيل منه دفعا للحاجة، وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم وكل بالشراء حكيم بن حزام وبالتزوج عمرو بن أم سلمة . (۳/۱۷۷ ، كتاب الوكالة)

(کتاب الفتاویٰ: ۴/۳۰۴، ۳۰۵، موبائل فون پر نکاح وطلاق، فون پر نکاح)

نکاح کتنی عمر میں کیا جائے؟

مسئلہ (۱۴۵): شرعاً نکاح کے لیے کوئی عمر متعین نہیں، یہاں تک کہ اولیاء نابالغ کا نکاح کردیں، تو نکاح معتبر ومنعقد ہوجاتا ہے، لیکن بہتر ہے کہ نکاح بالغ ہونے کے بعد کیا جائے، قرآن مجید میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ (۱)

مکروہ وقت میں نکاح

مسئلہ (۱۴۶): بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اوقاتِ مکروہہ میں جیسے نماز مکروہ ہے، ایسے ہی نکاح بھی مکروہ ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اوقاتِ مکروہہ میں صرف نماز کی کراہت ہے (۲)، دوسری عبادات اور اذکار مکروہ نہیں، اور نکاح کا معاملہ عام عبادات اور اذکار کے مقابلہ میں اس لحاظ سے کم تر ہے کہ یہ خالص عبادت نہیں، بلکہ عقد اور معاملہ بھی ہے، لہٰذا ان اوقات میں نکاح کرنا درست ہوگا، اور کوئی کراہت نہ ہوگی۔ (۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وابتلوا اليتامى حتى اذا بلغوا النكاح﴾ .

(سورة النساء :٦)

ما في " التفسير السمرقندي " : ﴿حتى اذا بلغوا النكاح﴾ يعني الحلم . ويقال : مبلغ الرجال . (١/٣٣٣، سورة النساء : ٦)

ما في " تفسير الجلالين بهامش القرآن الكريم " : ﴿حتى اذا بلغوا النكاح﴾ أي صاروا أهلا له بالاحتلام أو السن وهو استكمال خمس عشرة سنة .

(ص/٧٧ ، سورة النساء : ٦ ، الجزء الرابع)=

.....

.....

.....

.....

=(کتاب الفتاویٰ:۴/۳۰۷،نکاح کی کم سے کم عمر)

ما في " اسلامي شادي " : ''بہتر تو یہی ہے کہ لڑکا جب کمانے کا اور لڑکی جب گھر چلانے کا بوجھ اُٹھا سکے اس وقت شادی کی جائے۔'' (ص/۹۸،مؤلفہ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ،ط:ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن موسى بن علي عن أبيه قال : سمعت عقبة بن عامر الجهني يقول : ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهانا أن نصلي فيهن أو أن نقبر فيهن موتانا : حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع ، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيّف الشمس للغروب حتى تغرب " . (صحيح مسلم :۲/۲۰۷ ، رقم : ۱۹۶۶ ، باب الأوقات التي نهى عن الصلا فيها ، ط : دار الآفاق الجديدة ودار الجيل بيروت)

ما في" الفتاوى الهندية " : ثلاث ساعاتٍ لا تجوز فيها المكتوبة ، ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة ، إذا طلعت الشمس حتى ترتفع ، وعند الإنتصاف إلى أن تزول وعند إحمرارها إلى أن تغيب إلا عصر يومه ، فإنه يجوز أداء ه عند الغروب .

(۱/۱۵۳ ، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة)

ما في " حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح " : ثلاثة أوقات لا يصح فيها شيء من الفرائض والواجبات التي لزمت في الذمة قبل دخولها أي الأوقات المكروهة ، أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع ، والثاني عند استوائها إلى أن تزول ، والثالث عند اصفرارها إلى أن تغرب . (ص/۱۸۵ ، البحر الرائق : ۱/۴۳۲ ، الفتاوى التاتارخانية : ۱/۲۵۱)

(۳) ما في " صحيح مسلم " : عن عائشة قالت : " كان النبي ﷺ يذكر الله في كل أحيانه " . اهـ . (۱/۱۶۲ ، باب ذكر الله في حال الجنابة وغيرها ، ط : دار السلام سهارنفور ، صحيح بخاري : ۱/۶۳۴ ، سنن أبي داود : ص/۱۸، سنن ابن ماجة : ص/۳۰۲) (کتاب الفتاویٰ:۴/۳۱۷،اوقاتِ مکروہہ میں نکاح)

شادی کی تقریبات میں تحفوں کا لین دین

مسئلہ (۱۴۷): شادی بیاہ کی تقاریب میں جو لوگ شرکت کرتے ہیں وہ تحائف یا پیسے دیتے ہیں، اس لین دین میں عام طور پر چند باتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً: جو لوگ ان تقاریب میں تحائف یا پیسے نہیں دیتے، اُن کو لوگ برا سمجھتے ہیں۔ جس کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا وہ دوسروں سے قرضے لے کر دیتے ہیں اور اسے اپنی اَنا کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ شادی گھر والے تحائف اور پیسے دینے والے لوگوں کی لسٹ (فہرست) تیار کرتے ہیں، کہ کس نے کیا اور کتنا دیا؟ تاکہ اگلی دفعہ ان کو بھی اتنے ہی پیسے یا اسی طرح کا تحفہ دیا جاسکے۔ بعض لوگ تحفوں کے سستے ہونے پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ جب اس طرح کے لین دین سے منع کیا جائے، تو حدیث پاک کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ ''آپس میں تحفہ تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے''۔ تو اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشیں رہے کہ تحفہ تحائف کے لین دین سے واقعی محبت بڑھتی ہے، اور حدیث شریف میں اس کا حکم دیا گیا ہے[1] لیکن شادی بیاہ کے موقعوں پر جس طرح لین دین کیا جاتا ہے، اس کو ''تحفہ'' کی بجائے ''تاوان'' یا زبردستی غصب کہنا صحیح ہوگا، اس لیے یہ لین دین جائز نہیں[2]۔

ہاں! البتہ اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی شادی بیاہ کے موقع پر اسے کوئی ہدیہ پیش کرے، تو واپس لینے کی نیت نہ رکھیں، کتنا دیا یہ بھی بھول جائیں، اور جو کچھ

میسر ہو اظہارِ محبت کے لیے دے دیں، تو تحفہ تحائف دینے کا یہ طریقہ جائز ہوگا، ورنہ یہ تاوان ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الآداب للبيهقي " : عن أبي هريرة ، عن النبي ﷺ : " تَهادَوا تَحابُّوا " . وفيه أيضًا : عن أنس بن مالك : " أن رسول الله ﷺ كان يأمرنا بالهديّة والصلة بين الناس " .

(ص/۴۰ ، رقم : ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، باب في الهدية ، ط : بيروت)

ما في " نصب الراية للزيلعي " : فرواه ابن القاسم الأصبهاني في " كتاب الترغيب والترهيب " ..... عن ابن عمر ، قال : قال رسول الله ﷺ : " تهادَوْا تحابّوا " . (۲۹۸/۴ ، كتاب الهبة)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن القاسم بن محمد بن أبي بكر ، عن عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ : " تهادوا تحابوا " ... الحديث " . (۲۵۴/۵ ، رقم : ۷۲۴۰ ، بيروت ، نصب الراية للزيلعي : ۲۹۸/۴ ، كتاب الهبة ، دار الإيمان سهارنفور ، أخرجه البخاري في الأدب المفرد : ص/۱۵۵ ، ط : السلفية ، التلخيص الحبير لإبن حجر : ۱۵۲/۳ ، ط : مؤسسة قرطبة ، ۷۰/۳ ، شركة الطباعة الفنية)

وفي رواية بإسناده ، قال : " تهادوا تزدادوا حبًّا " . (۲۱۹/۴ ، رقم : ۵۷۷۵)

ما في " سنن الترمذي " : عن أبي هريرة ، عن النبي ﷺ قال : " تَهادَوْا ، فإن الهديّةَ تُذهبُ وَحَرَ الصدر " ... الخ " . (۱۸۶/۳ ، رقم : ۲۱۳۰ ، كتاب الولاء والهبة ، باب في حث النبي ﷺ على التهادي ، ط : بيروت)

ما في " عارضة الأحوذي " : الفوائد : إنما أذهبت الهدية الغيظ لوجوه ، منها أن القلب مشحون بمحبة المال والمنافع ، فإذا وصل إليه شيء منها فرح بها ، وذهب من غمّه بمقدار ما دخل عليه من سروره ، ومنها أن الرجل إذا كان يجد للآخر شيئاً فرآه قد سمح له بماله دلّه ذلك على إيثاره له على نفسه ، فيميل إليه به ، ومنها أنه يستدلّ به على أنه على ذكر منه في المعروف . (۲۲۲/۸ ، ۲۲۳ ، تحت رقم : ۲۱۳۰ ، ط : بيروت)

ما في " تحفة الفقهاء للسمرقندي " : الهبة عقد مشروع ، مندوب إليه بالكتاب =

.....

=والسنة والإجماع ، أما الكتاب فقوله تعالى : ﴿فإن طبنَ لكم عن شيء منه نفساً فكلوه هنيئا مريئا﴾. وأما السنة فقوله عليه السلام : (تحابّوا) .... وعليه الإجماع .

(۱۵۹/۳ ، كتاب الهبة ، ط : بيروت)

ما في " المبسوط للسرخسي " : قال الشيخ الإمام الأجل الزاهد شمس الأئمة وفخر الإسلام أبوبكر محمد بن أبي سهل السرخسي رحمه الله تعالى إملاءً : اعلم أن الهبة عقد جائز ثبت جوازه بالكتاب والسنة ، أما الكتاب فقوله تعالى : ﴿وإذا حيّيتُم بتحيّة فحيّوا بأحسن منهآ أو رُدّوها﴾ . [النساء : ۸٦] والمراد بالتحية العطية ..... فإن قوله : ردّوها ، يتناول ردّها بعينها ، وإنما يتحقق ذلك في العطية وقال الله تعالى : ﴿فإن طبنَ لكم عن شيء منه نفساً فكلوه هنيئاً مريئًا﴾ . [النساء : ۴] ، وإباحة الأكل بطريق الهبة دليل جواز الهبة ، والسنة حديث أبي هريرة رضي الله عنه ، أن النبي ﷺ قال : " الواهبُ أحقّ بهبته ما لم يثبت منها " . ولأنه من باب الإحسان واكتساب سبب التودد بين الأخوان ، وكل ذلك مندوب إليه بعد الإيمان ، وإليه أشار رسول الله ﷺ بقوله : " تهادوا تحابّوا " .(۵۲/۱۲ ، كتاب الهبة ، ط : دار الكتب العلمية بيروت ، و:۴۷/۱۲ ، ط : دار المعرفة بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الهبة مشروعة في الكتاب والسنة والإجماع ، فمن الكتاب قوله تعالى : ﴿فإن طبنَ لكم عن شيء منه نفساً فكلوه هنيئاً مريئاً﴾ . [النساء : ۴] ومن السنة قوله ﷺ : " تهادوا تحابّوا " ..... وأما الإجماع فقد انعقد على جوازها ومشروعيتها ، بل على استحبابها بجميع أنواعها، لما فيها من التعاون على البر والتقوى ، وإشاعة الحبّ والتواد بين الناس ، وبه تتبين الحكمة من مشروعيتها . (۱۲۱/۴۲ ، ۱۲۲ ، هبة ، مشروعية الهبة)

ما في " المغني والشرح الكبير لإبن قدامة المقدسي الحنبلي " : ومن دفع إلى إنسان شيئاً للتقرّب إليه والمحبة له فهو هدية ، وجميع ذلك مندوب إليه ، فإن النبي ﷺ قال : "تهادوا تحابّوا " . (۲۴۶/۶ ، باب الهبة والعطية ، ط : دار الكتاب العربي ، مغني المحتاج شرح منهاج الطالبين : ۳۹۶/۲ ، كتاب الهبة والتمليك بلا عوض هبةٌ ، ط : دار الفكر)

(۲) ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : حماد بن سلمة ، عن علي بن زيد ، عن أبي حرة الرقاشي ، عن عمه أن رسول الله ﷺ قال : " لا يحلّ مال امرئٍ مسلم إلا بطيب نفس =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=منه " . (١٦٦/٦ ، رقم : ١١٥٤٥ ، كتاب الغصب ، مشكوة المصابيح : ص/٢٥٥، كتاب الغصب والعارية ، الفصل الثاني ، رقم :٢٩٤٦ ، سنن الدار قطني : ٢٢/٣ ، كتاب البيوع ، رقم : ٢٨٦٢ ، مسند الإمام أحمد بن حنبل : ٤٠٠/١٥ ، رقم : ٢٠٩٨٠، جمع الجوامع : ٧/٩ ، رقم : ٢٦٧٥٩ ، شعب الإيمان للبيهقي : ٣٨٧/٤ ، رقم : ٥٤٩٢)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳۹۸/۶،۳۹۹،شادی میں تحفہ دینا شرعاً کیسا ہے؟،ط:جدید)

میاں بیوی کی عمر میں کتنا فرق ہونا چاہیے؟

مسئلہ (۱۴۸): بوقتِ نکاح میاں بیوی کی عمر میں کیا تناسُب ہو، اس سلسلے میں شرعاً کوئی تحدید نہیں ہے، اور یہ بات مناسب بھی ہے، کیوں کہ مختلف لوگوں کی مصلحتیں الگ الگ ہوتی ہیں، تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کی عمر میں سن وسال کا بہت زیادہ فرق نہیں ہونا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے لیے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی پیغام دیا تھا، جن کی عظمت وفضیلت محتاجِ اظہار نہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رشتہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغام کو پسند فرمایا[۱]، کیوں کہ ان دونوں حضرات کی عمر میں بہت زیادہ فرق نہیں تھا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیوہ خاتون سے نکاح کیا، اور وہ خود کنوارے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا ہوتا کہ آپ کسی کنواری سے نکاح کر لیتے، لیکن جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نکاح میں اپنی مصلحت بتائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " شرح الزرقاني مع المواهب اللدنية " : عن أنس رضي الله تعالى عنه ، خطبها علي بعد أن خطبها أبو بكر ثم عمر ، قال أنس : ثم دعاني عليه الصلاة والسلام بعد أيام فقال : أدع لي أبا بكر وعمر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف ، وعدة من الأنصار جماعة بينهم له .
(۲/۲، ۳، موسوعة حياة الصحابيات : ص/ ۶۲۱)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(بحوالہ: شادی بیاہ کے اسلامی احکام: ص/۱۵، ۱۶، سنت سے عمروں کے تناسب کا ثبوت، مؤلف: مفتی عبد الرؤف سکھروی، ط: میمن اسلامک پبلی شرز کراچی)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن جابر بن عبد الله قال : تزوجت امرأة في عهد رسول الله – ﷺ – فلقيت النبي – ﷺ – فقال : " يا جابر تزوجت ؟ " قلت نعم . قال : " بكر أم ثيب ؟ " . قلت : ثيب . قال : " فهلا بكرا تلاعبها ؟ " . قلت : يا رسول الله إن لي أخوات فخشيت أن تدخل بيني وبينهنّ . قال : " فذاك إذًا . إن المرأة تنكح على دينها ومالها وجمالها فعليك بذات الدين تربت يداك " . (۴/۱۷۵ ، رقم : ۳۷۰۹ ، كتاب النكاح ، باب استحباب نكاح ذات الدين ، ط : دار الجيل ودار الآفاق الجديدة بيروت)

(صحيح بخاري : رقم : ۵۰۷۹ ، باب تزويج الثيبات ، سنن النسائي : ۶/۶۱ ، رقم : ۳۲۱۹ ، نكاح الأبكار ، ط : مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب)

(کتاب الفتاوی: ۴/۳۰۶، ۳۰۷، عاقدین کی عمر میں تناسب)

پہلی بیوی کی مرد کو دوسری شادی نہ کرنے کی وصیت

مسئلہ (۱۴۹): بعض لوگوں کو ان کی بیویاں مرتے وقت یہ وصیت کر جاتی ہیں کہ میرے مرنے کے بعد بچوں کی دیکھ بھال کرنا، اور میرے بعد کسی اور عورت سے نکاح مت کرنا، تو شرعاً اس شخص پر اپنی مرحومہ بیوی کی یہ وصیت کہ میرے بعد کسی اور عورت سے شادی مت کرنا، پوری کرنا واجب نہیں ہے، کیوں کہ جس شخص کو بیوی کی حاجت ہو، اور اس کے گناہ میں پڑ جانے کا کافی اندیشہ ہو، تو اس کے مجرد رہنے اور تنہا زندگی بسر کرنے کو اسلام میں ناپسند کیا گیا ہے[۱]، ایسی باتوں میں مخلوق کی اطاعت واجب نہیں[۲]، جیسا کہ والد کی خدمت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اگر اس کو خدمت یا ضرورت کے لیے بیوی درکار ہو، تو اولاد خود اپنے والد کا نکاح کر دے، اور اپنی سوتیلی ماں کے اخراجات کو بھی پورا کرے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن علقمة قال : كنت مع عبد الله فلقيه عثمان بمنى فقال : يا أبا عبد الرحمن ! إن لي إليک حاجة فخلوا فقال عثمان : هل لک يا أبا عبد الرحمن في أن تزوجک بكر تذكرک ما كنت تعهد ، فلما رأى عبد الله أن ليس له حاجة إلى هذا أشار إلي فقال : يا علقمة ! فانتهيت إليه ، وهو يقول : أما لئن قلت ذلک ، لقد قال لنا النبي ﷺ : " يا معشر الشباب ! من استطاع منكم الباء ة فليتزوج ، ومن لم يستطع فعليه بالصوم ، فإنه له وجاء " . [صحيح البخاري]

(فتح الباري لإبن حجر العسقلاني : ۹/۱۱۲ ، ط : السلفية)

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : عن النواس بن سمعان قال : قال رسول الله ﷺ :=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " .

(ص/ ۳۲۱ ، كتاب الإمارة والقضاء ، الفصل الثاني ، رقم :۳۶۹۶ ، كشف الخفاء ومزيل الإلباس للعجلوني :۳۳۳/۲ ، حرف اللام ألف ، رقم :۳۰۷۴)

ما فی " المعجم الأوسط للطبراني " : عن عمران بن الحصين رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " . (۲۰۰/۳ ، رقم : ۴۳۲۲)

ما في " قواعد الفقه " : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " .

(ص/ ۱۰۶ ، المادة :۲۵۳)

(۳) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وعليه نفقة زوجة أبيه . (۳۴۴/۵ ، كتاب الطلاق ، باب النفقة ، مطلب في نفقة زوجة الأب ، ط : بيروت)

(کتاب الفتاویٰ:۳۱۸/۴،دوسری شادی نہ کرنے کا عہد)

ماہِ رمضان المبارک میں نکاح

مسئلہ (۱۵۰): بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں نکاح کرنا درست نہیں ہے، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، نکاح کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ نکاح ایجاب وقبول کا نام ہے، گویا نکاح زبان کا فعل ہے[۱]، اور زبان سے صادر ہونے والے الفاظ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن اگر رمضان المبارک کے بعد تک نکاح مؤخر کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو، اور یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کے بعد روزہ کا احترام قائم نہیں رکھ سکے گا، تو نکاح کو رمضان سے مؤخر کرلینا بہتر ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : وينعقد متلبسًا (بإيجاب) من أحدهم وقبول من الآخر . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (وينعقد) أي النكاح : أي يثبت ويحصل انعقاده بالإيجاب والقبول . (۴/۶۰ ، كتاب النكاح)

ما في " بدائع الصنائع " : لا خلاف في أن النكاح ينعقد بلفظين يعبر بهما عن الماضي كقوله : زوجت وتزوجت ، وما يجري مجراه ، وإما بلفظين يعبر بأحدهما عن الماضي وبالآخر عن المستقبل كما إذا قال رجل لرجل : زوجني بنتك ، فقال الأب: قد زوجتك . (۳/۳۲۲ ، كتاب النكاح ، فصل في ركن النكاح ، الفتاوى الهندية : ۱/۲۶۷)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۲/۱۰۰) (کتاب الفتاویٰ:۴/۳۱۷،۳۱۸،رمضان المبارک میں نکاح)

شادی میں حیثیت سے زیادہ لوگوں کو دعوت دینا

مسئلہ (۱۵۱): مسجد کے اندر نکاح کرنا مستحب و مستحسن ہے، کہ مسجد کے اندر اعلان زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اپنے خاص احباب کو بلانے میں جن کے آنے میں پریشانی نہ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو، دُشواری نہ ہو، بس وہی کافی ہیں، اور جو بہت ہی دُور دُور کے رشتہ دار ہیں، یا دوسرے شہروں کے اندر رہتے ہیں، یا ہماری صرف ان سے سلام دعا ہے، انہیں بلانے کی ضرورت نہیں، لہٰذا نکاح کے موقع پر یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ جتنے بھی خون کے رشتے ہیں، چاہے ان کا تعلق باپ دادا پر دادا سے ہو، یا نانی پر نانی سے ہو، ان سب ہی کو بلانا ضروری ہے، اور جتنے بچپن سے لے کر اب تک کے شناساں ہیں، جو کہ کبھی کسی محلّہ یا مکان میں رہتے تھے، وہاں کے پڑوسی، پھر ان کے پڑوسی، اور اگر کسی راستہ میں بازار میں کسی سے سلام دعا ہوگئی، تو ان کو کارڈ بھیجنا بھی ضروری ہے، جب کہ حیثیت سو آدمیوں کو بلانے کی نہیں اور دعوت ہزار آدمیوں کو دی جائے[۱]، اور اس کے لیے بڑے لمبے لمبے اخراجات، لمبے لمبے سودی قرضے[۲] اور رشوتیں لی جائیں[۳]، بھیک جمع کی جائے[۴]، یہ سب اُمور غلط اور گناہ ہیں، ان سے بچنا لازم وضروری ہے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا يكلف الله نفسًا إلا وسعها﴾ . (سورة البقرة : ۲۸۶)
ما في " بدائع الصنائع " : العاجز عن الفعل لا يكلف به ، وكذا إذا خاف زيادة العلة من ذلك ، لأنه يتضرر به وفيه أيضًا حرج . (۱/ ۲۸۴ ، فصل في أركان الصلاة)=

.....

=(۲) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ .

(سورة البقرة : ۲۷۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة﴾ . (ال عمران : ۱۳۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . " تنوير " . (۷/۳۹۸ - ۴۰۱)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " .

(۲/۲۷ ، كتاب المساقات والمزارعة ، باب لعن آكل الربا وموكله)

(۳) ما في " القرآن الكريم ": ﴿سمّعون للكذب أكّلون للسحت﴾ . (المائدة : ۴۲)

ما في " روح المعاني " : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " كل لحم نبت من سحت فالنار أولى به " . قيل : يا رسول الله ! ما السحت ؟ قال : " الرشوة في الحكم " . (۴/۲۰۵)

ما في " الجامع الصغير " : " لعن الله الراشي والمرتشي الذي يمشي بينهما " .

(ص/۴۴ ، رقم : ۷۲۵۵)

ما في " سنن الترمذي " : عن أبي هريرة قال : " لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي في الحكم " . (۱/۲۴۸ ، ط : قديمي ، و: ۲/۳۴۴ ، رقم : ۱۳۳۶ ، كتاب الأحكام ، باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ، ط : بيروت ، سنن أبي داود : رقم : ۳۵۸۰ ، كتاب الأقضية ، باب كراهية الرشوة)

(سنن ابن ماجه : رقم : ۲۳۱۳ ، كتاب الأحكام ، باب التغليظ في الرشوة)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : ولا خلاف في تحريم الرشا على الأحكام ؛ لأنه في السحت الذي حرّمه الله في كتابه ، واتفقت الأمة عليه ، وهي محرمة على الراشي والمرتشي . اهـ . (۲/۵۴۱ ، سورة المائدة ، باب الرشوة)

ما في " سبل السلام شرح بلوغ المرام للصنعاني " : الرشوة حرام بالإجماع سواء كانت للقاضي أو للعامل على الصدقة أو لغيرهما . =

نکاح سے پہلے منگیتر لڑکی پر خرچ کرنا

مسئلہ (۱۵۲): نکاح سے پہلے منگیتر (جسے نکاح کا پیغام دیا گیا) اجنبیہ کے حکم میں ہوتی ہے، اس لیے نکاح سے پہلے اس سے کسی طرح کا تعلق رکھنا، بات چیت کرنا، ناجائز اور فتنہ کا سبب ہے[۱]، البتہ کسی رسم کے بغیر اگر منگیتر پر خرچ کرنے کے لیے اس کے ولی کو کچھ رقم دے دی جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔[۲]

=(۴/۱۴۷۱، الرشوة للقاضي والهدية، المال المأخوذ ظلمًا: ۱/۴۰۸)

(۴) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا يحل أن يسأل شيئًا مِن القوت مَن له قوت يومه بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب، ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرم. (در مختار). (۲/۳۵۴، ۳۵۵، باب المصرف، مطلب في الحوائج الأصلية، ط: سعيد)

(مجمع الأنهر: ۱/۲۲۶، باب المصرف، ط: بيروت، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص/۷۲۲، قبيل باب صدقة الفطر، ط: قديمي)

(شادی بیاہ کے اسلامی احکام: ص/۲۱، ۲۲، مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا. (در مختار). وفي الشامية: ويجوز الكلام المباح مع امرأة أجنبية ..... وفي الحديث دليل أنه لا بأس بأن يتكلم مع النساء بما لا يحتاج إليه، وليس هذا من الخوض فيما لا يعنيه، إنما ذلك في كلام فيه إثم، فالظاهر أنه قول آخر أو محمول على العجوز.

(۹/۵۳۰، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس)

ما في " المقاصد الشرعية " : ان الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا.

(ص/۴۶، المطلب الثامن؛ صلة المقاصد بالذرائع سدًا وفتحًا)

(۲) ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن القاسم بن محمد بن أبي بكر، عن=

قرآنِ پاک یا درخت وغیرہ سے نکاح

مسئلہ (۱۵۳): بعض علاقوں میں لڑکی کا نکاح جبری طور پر قرآن سے یا درختوں وغیرہ سے کردیا جاتا ہے، جب کہ انسان کا نکاح انسان سے ہوتا ہے، اور یہی مشروع ہے، اور انسان کا نکاح قرآن پاک سے یا کسی درخت وغیرہ سے نہیں ہوسکتا، یہ سب فضول ولایعنی کام ہیں، بلکہ جاہلانہ خیالات کا نتیجہ ہے، اس لیے اگر کسی لڑکی کا نکاح قرآن پاک سے یا کسی درخت سے کردیا گیا، تو وہ فضول ولغو ہوگا، شریعت میں اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ (۱)

=عائشة قالت : قال رسول الله ﷺ : " تهادوا تحابوا " ... الحديث " .

(۲۵۴/۵ ، رقم : ۷۲۴۰ ، بيروت ، نصب الراية للزيلعي : ۲۹۸/۴ ، كتاب الهبة ، ط : دار الإيمان سهارنفور ، أخرجه البخاري في الأدب المفرد : ص/۱۵۵ ، ط : السلفية ، التلخيص الحبير لإبن حجر : ۱۵۲/۳ ، ط : مؤسسة قرطبة ، ۷۰/۳ ، شركة الطباعة الفنية) وفي رواية بإسناده ، قال : " تهادوا تزدادوا حبّاً " . (۲۱۹/۴ ، رقم : ۵۷۷۵)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۷۲۰۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فانكحوا ما طاب لكم من النسآء مثنىٰ وثُلٰث ورُبٰع﴾ .

(سورة النساء :۳)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : هو النكاح عند الفقهاء عقد يفيد ملك المتعة أي : حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها شرعي فخرج الذكر والخنثى المشكل ..... والجنية وإنسان الماء لاختلاف الجنس . (در مختار) وفي الشامية : في الأشباه عن السراجية : لا تجوز المناكحة بين بني آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس . اهـ . ومفاد المفاعلة أنه لا يجوز للجني أن يتزوج إنسية أيضًا ، وهو مفاد التعليل أيضًا . =

مخطوبہ کولڑکے کے باپ بھائی وغیرہ نامحرم کا دیکھنا

مسئلہ (۱۵۴): غیر محرم سے پردہ واجب ہے، شادی کے لیے پردہ چھوڑنا جائز نہیں، بعض لڑکوں کے باپ بھائی وغیرہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ ہم رشتہ طے کرنے سے پہلے خود لڑکی دیکھیں گے، یہ غلط اصرار ہے، جو شخص نکاح کا ارادہ رکھتا ہے، اور رشتہ منظور ہوجانے کی توقع ہے صرف اس کے لیے کسی بہانے سے ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے، اور لڑکی کو دیکھنے کے لیے لڑکے کے گھر کی عورتیں (ماں، بہن وغیرہ) کافی ہیں، وہ جاکر دیکھ سکتی ہیں، بہرحال جہاں تک ہوسکے غیر محرم سے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اپنے اختیار سے پردہ ترک نہیں کرنا چاہیے۔ (۱)

=(۴/۵۹ – ۶۱، أول كتاب النكاح، ط: مكتبه زكريا ديوبند)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۶۰۲۹، خیر الفتاویٰ: ۴/۲۹۳، جنبیہ عورت سے نکاح کا حکم)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في "القرآن الكريم": ﴿يا أيها النبي قل لأزواجك وبنٰتك ونسآء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهنّ﴾. (سورة الأحزاب: ۵۹) وقال تعالى: ﴿وليضربن بخمرهنّ على جيوبهنّ ولا يبدين زينتهنّ إلا لبعولتهنّ أو آبائهنّ﴾. (سورة النور: ۳۱)

ما في "أحكام القرآن للجصاص": قال أبو بكر: هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين، وإظهار الستر والعفاف عند الخروج، لئلا يطمع أهل الريب فيهنّ. (۳/۴۸۶)

ما في "الجامع لأحكام القرآن للقرطبي": ﴿وقرن في بيوتكنّ ولا تبرّجن تبرّج الجاهلية الأولى﴾ وأن المقصود من الآية مخالفة من قبلهنّ من المشية على تغنيج وتكسير واظهار المحاسن للرجال إلى غير ذلك مما لا يجوز شرعًا. (۱۴/۱۸۰)

ما في "التنوير وشرحه مع الشامية" وستر عورته: ووجوبه عام، ولو في الخلوة=

غیر کفو لڑکے کے ساتھ کورٹ میرج

مسئلہ (۱۵۵): اگر کوئی لڑکا، کسی لڑکی کو از خود پسند کرلے، اور گھر والوں کو بتائے بغیر اس لڑکی سے کورٹ میرج شرعی گواہوں کی موجودگی کے بغیر کرلے، تو وہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا، اور اگر شرعی گواہ موجود ہوں، اور لڑکا لڑکی کا کفو بھی ہو، تو نکاح منعقد ولازم ہوجائے گا، البتہ اگر لڑکا لڑکی کا کفو نہ ہو، تو لڑکی کے اولیاء وسرپرست کو نکاح کا علم حاصل ہونے پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ دار القضاء یا شرعی پنچایت کے ذریعے اس نکاح کو ختم کرادیں۔ (۱)

= على الصحيح ..... للحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين ، وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال ، لا لأنه عورة ، بل لخوف الفتنة .

(۲/۶۹ ، ۷۲ ، كتاب الصلاة ، مطلب في ستر العورة)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۶۳۵۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن الدار قطني " : عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : " لا تنكحوا النساء إلا الأكفاء ، ولا يزوجهن إلا الأولياء ، ولا مهر دون عشرة دراهم " .

(۳/۱۷۳ ، كتاب النكاح ، رقم : ۳۵۵۹)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وتعتبر الكفاءة للزوم النكاح خلافا لمالك رحمه الله . (در مختار) وفي الشامية : قال النبي ﷺ : " ألا لا يزوج الناس إلا الأولياء ، ولا يزوجن إلا من الأكفاء " . (۴/۲۰۴ – ۲۰۹) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۶۰۳۵)

شرعِ محمدی مہر، یا شرعی پیغمبری مہر

مسئلہ(۱۵۶): بعض علاقوں میں شادی کے موقع پر ''شرعِ محمدی مہر''، یا ''شرعی پیغمبری مہر'' کے نام سے مہر مقرر کیا جاتا ہے، شریعت میں اس نام کی کوئی اصطلاح نہیں ہے، البتہ بعض علاقوں میں عوام کے درمیان یہ اصطلاح رائج ہے، اور اس سے مہر فاطمی مراد ہوتا ہے، کیوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات کا مہر یہی تھا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي العَجفاء قال : قال عمر بن الخطاب : " ألا ! لا تغالوا صدقة النساء ، فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوى عند الله لكان أولاكم بها نبي الله ﷺ ، ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئًا من نسائه ولا أنكح شيئًا من بناته على أكثر من ثنتي عشرة أوقية " . هذا حديث حسن ، وأبو العجفاء السلمي اسمه هرم ، والاوقية عند أهل العلم أربعون درهمًا وثنتا عشرة أوقية هو أربع مائة وثمانون درهما . اهـ .

(۱/۲۱۱ ، كتاب النكاح ، باب ما جاء في مهور النساء ، ط : دار السلام سهارنفور)

ما في " مرقاة المفاتيح " : ثم ذكر السيد جمال الدين المحدث في روضة الأحباب أن صداق فاطمة رضي الله عنها كان أربع مائة مثقال فضة . (۶/۳۳۰ ، باب الصداق)

ما في " رد المحتار " : ومعلوم أن الصداق كان أربع مائة درهم وهي فضة .

(۴/۱۶۸ ، باب المهر)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۶۰۲۸)

شادی کارڈ پر عورت کا نام چھپوانا

مسئلہ (۱۵۷): آج کل شادی کے موقع پر شادی کارڈ چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں، اس پر لڑکی یعنی دلہن بننے والی لڑکی کا نام بھی لکھا جاتا ہے، جب کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، اس کا تقاضا ہے کہ بلاضرورت اس کی ذات یا اس کے نام کو ظاہر نہ کیا جائے، شادی کارڈ پر دلہن کا نام لکھنا مناسب نہیں ہے۔ (۱)

اولیاء کا وکیل بننا مسنون ہے

مسئلہ (۱۵۸): شادی کے موقع پر دلہن کی طرف سے اولیاء کا وکیل بننا مسنون ہے، تاہم اگر کسی غیر ولی مثلاً بہنوئی وغیرہ نے پردہ کی رعایت کرتے ہوئے لڑکی سے شادی کی اجازت لے لی، تو یہ بھی کافی ہے، نکاح درست ہوجائے گا۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صفوة التفاسير " : قال بعض العلماء : الحكمة في أن الله لم يذكر في القرآن امرأة باسمها إلا مريم هي الإشارة من طرف خفي إلى رد ما قاله النصارى من أنها زوجته ، فإن التعظيم يألف من ذكر اسم زوجته بين الناس ولينسب إليها عيسى باعتبار عدم وجود أب له ولهذا قال في الآية ﴿اسمه المسيح عيسى ابن مريم﴾ . اهـ .

(۱/۱۸۵ ، سورة آل عمران : الآية/ ۵۱ ، ط : قديمي كتب خانه مقابل آرام باغ كراچي)

ما في " رد المحتار " : " ما كان سبباً لمحظور فهو محظور " . (۵/۲۲۳، ط : نعمانيه)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : " وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز " . (۹/۴۳۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۶۹۹۷)

الحجة على ما قلنا :

(۲) ما في " كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال " : عن علي أنه كان عند النبي ﷺ=

گھر والوں کو بتائے بغیر خفیہ نکاح

مسئلہ (۱۵۹): بعض مرتبہ ہوتا یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں اپنے گھر والوں کو بتائے بغیر خفیہ طور پر نکاح کر لیتے ہیں، پھر گھر والوں کو بتاتے ہیں، جب وہ راضی ہوجاتے ہیں، تو دوبارہ نکاح کروانے کو کہتے ہیں، حالانکہ اگر ایک مسلمان لڑکا مسلمان لڑکی سے دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ پر ایجاب وقبول کرلیں، تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے، اس کے بعد دوبارہ نکاح کرنا لغو اور فضول ہے، اب اس کوئی ضرورت نہیں، لیکن گھر والوں سے چھپ کر خود لڑکے لڑکی کا نکاح کے معاملات طے کرنا، اور نکاح کا اقدام کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے، پھر بھی اگر گھر والے دوبارہ علانیہ نکاح کروائیں، تو اس سے پہلے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (۱)

= فقال : " أي شيء خير للمرأة ؟ " فسكتوا ، قال : فلما رجعت قلت لفاطمة : أي شيء خير للنساء ؟ قالت : " لا يرين الرجال ولا يرونهن " فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال : " إنما فاطمة بضعة مني " . (۱۶/۶۰۲ ، رقم : ۲۶۰۱۲ ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت)

ما في " حلية الأولياء " : عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه أنه قال لفاطمة رضي الله تعالى عنها : ما خير للنساء ؟ قالت : أن لا يرين الرجال ولا يرونهن ، فذكره للنبي ﷺ فقال : " إنما فاطمة بضعة مني " . (۲/۱۷۵ ، ط : دار الكتاب العربي بيروت)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۷۹۸)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مجمع الزوائد " : عن أبي هريرة : " أن النبي ﷺ نهى عن نكاح السر " .

(۴/۳۷۳ ، رقم : ۷۵۰۸)

(المعجم الأوسط للطبراني : ۵/۱۴۷ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت) =

غائب شوہر کی عورت کیا کرے؟

مسئلہ (۱۶۰): جس عورت کا شوہر کافی مدت سے غائب ہو، اور اس کا کوئی پتہ نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا، تو اس کی بیوی حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں اس معاملے کو مُرافَعہ کرے گی، پھر وہاں سے نکاح کے فسخ ہو جانے کے بعد عدت گزار کر اسے نکاحِ ثانی کی اجازت ہوگی، عدالت میں مرافعہ کے بغیر خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے، نکاحِ ثانی کی اجازت نہ ہوگی۔ (۱)

=ما في " رد المحتار " : وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معا على الأصح فاهمين أنه نكاح على المذهب مسلمين لنكاح المسلمة . (۸۷/۴ ، كتاب النكاح ، ط : زكريا) وفيه : ويندب إعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول . (۶۶/۴ ، كتاب النكاح ، ط : زكريا)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : ويندب إعلانه وتقديم خطبة ، وكونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (بعاقد رشيد وشهود عدول) فلا ينبغي أن يعقد مع المرأة بلا أحد من عصبتها ، ولا مع من عصبة فاسق .

(۶۶/۴، ۶۷ ، كتاب النكاح ، مطلب كثيرًا ما يُتساهل في إطلاق المستحب على السنة ، ط : دار الكتب العلمية ، البحر الرائق : ۶۷/۴ ، ط: رشيديه كوئٹه ، النهر الفائق : ۱۷۶/۲ ، ط : دار الكتب العلمية بيروت) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۳۰۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن الدار قطني " : عن المغيرة بن شعبة قال : قال رسول الله ﷺ : " امرأة المفقود امرأته ، حتى يأتيها الخبر " . (۳۱۲/۳ ، رقم : ۲۵۵/۳۷۸۹)

ما في " المصنف لعبد الرزاق " : عن محمد بن عبيد الله العرزمي عن الحكم بن عتيبة أن عليا قال في امرأة المفقود : هي امرأة ابتليت فلتصبر حتى يأتيها موت أو طلاق .

(۹۰/۷ ، رقم : ۱۲۳۳۰)=

=ما في " الموسوعة الفقهية " : من الثابت شرعًا أن الفقدان لا يؤثر في عقد الزواج ، لذلك فإن زوجة المفقود تبقى على نكاحه ، وتستحق النفقة في قول الفقهاء جميعًا ..... وهذا النص المجمل جاء بيانه في قول علي رضي الله عنه : بأن امرأة المفقود تبقى على عصمته إلى أن يموت ، أو يأتي منه طلاقها . (٢٦٨/٣٨ ، مفقود ، زوجة المفقود)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۸۸۰)

قریبی رشتہ دار سے شادی اور خون ٹیسٹ

مسئلہ (۱۶۱): آج کل خاندان میں شادی کرنے سے متعلق سماج میں ایک شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ خاندان وقریبی رشتہ داروں؛ مثلاً چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زادوغیرہ میں شادی کرنے سے والدین کی بیماریاں آنے والے بچوں میں منتقل ہوتی ہیں، یا بچے میں عیب رہتا ہے، اور پھر شادی سے پہلے میاں بیوی کا ٹیسٹ کروایا جاتا ہے، یہ سب بے بنیاد ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، ایسا ہونا ضروری نہیں، عیب دار بچے تو اجنبی گھرانے میں شادی کرنے سے بھی ہوجاتے ہیں، اس لیے خاندان، وقریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے میں شرعاً کوئی برائی نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے صحابہ اور صحابیات کی شادیاں خاندان میں کی گئی ہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی، لہٰذا شادی سے پہلے یہ خیال کرکے کہ خاندان میں شادی کرنے سے بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، صحیح نہیں ہے، البتہ اگر کوئی اس عقیدے کے بغیر ویسے ہی بلڈ ٹیسٹ (خون چیک اپ) کرالے، تو اسے ناجائز بھی نہیں کہا جائے گا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في "الإبانة عن أصول الديانة" : فأخبر تعالى : إنا لا نشاء شيئا إلا قد شاء الله=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= أن يشاء ه ..... أجمع عليه المسلمون من أن ما شاء اللّٰه كان ، وما لم يشأ لم يكن وردا لقول اللّٰه عزّ وجلّ ﴿وما تشآء ون إلآ ان يشآء اللّٰه﴾ . (ص/۱۲)

ما في " مرقاة المفاتيح " : من اعتقد أن شيئاً سوى اللّٰه ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرک أي شركاً جلياً . (۳۹۸/۸ ، حديث : ۴۵۸۷)

ما في " القول المفيد على كتاب التوحيد " : وأما النوع الثاني : فالشرک في الربوبية ، فإن الرب سبحانه هو المالک المدبر المعطي المانع النافع الضار الخافض الرافع المعز المذل ، فمن شهد أن المعطي أو المانع أو الضار أو النافع أو المعز أو المذل غيره فقد أشرک بربوبيته ..... قوله ﷺ لإبن عباس رضي اللّٰه عنهما : " واعلم أن الأمة لو اجتمعوا على أن ينفعوک لم ينفعوک إلا بشيء قد كتبه اللّٰه لک ". فهذا يدل على أنه لا ينفع في الحقيقة إلا اللّٰه ولا يضرّ غيره . (۱۲/۱ ، تعريف التوحيد وأقسامه)

ما في " فتاوى الشبكة الإسلامية " : قال السبكي : ينبغي أن لا يثبت هذا الحكم لعدم الدليل ، وقد زوج النبي ﷺ عليا بفاطمة رضي اللّٰه عنها وهي قرابة قريبة . (۲۲۴/۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸۰/۶، ط: نعیمیہ دیوبند، المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ: ۲۰۵/۹، ۲۰۶، مسئلہ نمبر: ۱۴۰، خاندان میں نکاح، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۵۲۲۰)

بیوی کے واجب حقوق

مسئلہ (۱۶۲): شوہر کے ذمہ بیوی کے واجبی حقوق میں، نان نفقہ، رہنے کے لیے مکان دینا خواہ ذاتی ہو یا کرایے کا، نیز کپڑے وغیرہ دینا، اسی طرح شب باشی بھی حقوق میں شامل ہے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وعاشروهن بالمعروف﴾ شوہروں کو حکم ہے کہ عورتوں کے ساتھ خوبی سے گزران کریں، یعنی ان کے ساتھ خوش اخلاقی برتیں[1]، نان نفقہ کی خبر گیری کریں، ان کی دِل جوئی کریں، ان کے ساتھ مُوانست اور معروف طریقے پر معاشرت اختیار کریں، اسی طرح عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ ہر مباح کام میں اپنے شوہر کی اطاعت کریں، شوہر کا ہر مباح حکم بجالائیں، اور ہر کام میں اس کی مرضی اور خوش نودی پیش نظر رکھیں، چنانچہ مشکوۃ شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ، تو ان کو بھی کھلاؤ، اور جب تم کپڑا پہنو تو ان کو بھی پہناؤ، ان کے چہروں پر مت مارو، انہیں برا بھلا مت کہو، اور جب ناراضگی ظاہر کرنے کی ضرورت ہو، تو گھر ہی میں چارپائی یا کمرہ بدل کے رہو، باہر مت جاؤ۔[2]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وعاشروهنّ بالمعروف﴾ . (سورة النساء : ۱۹)

ما في " الموسوعة الفقهية " : معنى العشرة بالمعروف التي أمر الله تعالى بها الأزواج=

.....

.....

= في قوله تعالى : ﴿وعاشروهنّ بالمعروف﴾ هو : أداء الحقوق كاملة للمرأة مع حسن الخلق في المصاحبة ، وقال الجصاص : ومن المعروف أن يوفيها حقها من المهر والنفقة والقسم ، وترك أذاها بالكلام الغليظ والإعراض عنها والميل إلى غيرها وترك العبوس والقطوب في وجهها بغير ذنب . (۱۲۰/۳۰، ۱۲۱، عشرة، معنى العشرة بالمعروف)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولهنّ مثل الذي عليهنّ بالمعروف﴾ . (سورة البقرة :۲۲۸)

ما في " التنوير مع الدر والرد " : النفقة هي الطعام والكسوة والسكنى .

(۲۷۸/۵، كتاب الطلاق ، باب النفقة)

ما في " الموسوعة الفقهية " : على الزوج إكرام زوجته وحسن معاشرتها ومعاملته لها بالمعروف وتقديم ما يمكن تقديمه إليها مما يؤلف قلبها ، قال تعالى : ﴿وعاشروهنّ بالمعروف﴾ ومن مظاهر إكمال الخلق ونمو الإيمان أن يكون المرء رقيقا مع أهله ، يقول الرسول ﷺ : " أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقًا ، وخياركم خياركم لنسائهم خلقا، وإكرام المرأة دليل على تكامل شخصية الرجل ، وإهانتها علامة الخسة واللؤم ، ومن إكرامها التلطف معها ومداعبتها .... ومن إكراهما أن يتجنب أذاها بالكلمة النابية .

(۵۹/۲۴ ، زوج ، ما ينبغي للزوج في معاملة زوجته)

(۲) ما في " صحيح مسلم " : عن جابر بن عبد الله فسأل عن القوم حتى انتهى إلى .... فاتقوا الله في النساء فإنكم أخذتموهن بأمان الله واستحللتم فروجهنّ بكلمة الله ولكم عليهنّ أن لا يوطئن فرشكم أحدا تكرهونه فإن فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرّح ، ولهنّ عليكم رزقهن وكسوتهنّ بالمعروف " . الحديث .

(۳۹۷/۱ ، كتاب الحج ، باب حجة النبي ﷺ)

ما في " سنن ابن ماجة " : عن حكيم بن معاوية عن أبيه أن رجلا سأل النبي ﷺ : ما حق المرأة على الزوج ؟ قال : " أن يطعمها إذا طعم ، وأن يكسوها إذا اكتسى ، ولا يضرب الوجه ولا يقبّح ولا يهجر إلا في البيت " . (ص/۱۳۳، أبواب النكاح ، باب حق المرأة على الزوج ، الرقم : ۱۸۵۰) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۹۰۷)

شادی شدہ عورت کا اپنے سسر وغیرہ نامحرم کے پیر دبانا

مسئلہ (۱۶۳): اگر کوئی شادی شدہ عورت اپنے سسر یا سسر کے والد (دادا سسر) یا شوہر کے کسی بالغ یا قریب البلوغ بیٹے، یا پوتے کے ہاتھ وغیرہ میں مالش کرتی ہے، اور اس دوران دونوں میں سے کسی میں شہوت پیدا ہو جاتی ہے، تو عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی[1]، اس لیے یہ سب خلافِ احتیاط اور خطرے کے کام ہرگز نہیں کرنے چاہیے، سسر کو چاہیے کہ ضرورت پر اپنی بیوی یا کسی بیٹے سے ہاتھ یا پیر میں مالش کرائے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : أقول : ذكر الشارح في فصل المحرمات من النكاح أن حد الشهوة في المس والنظر الموجبة لحرمة المصاهرة تحرك آلته أو زيادته ، به يفتى . وفي امرأة ونحو شيخ تحرك قلبه أو زيادته . اهـ . ونقله القهستاني عن أصحابنا ثم قال : وقال عامة العلماء : أن يميل بالقلب ويشتهي أن يعانقها ، وقيل أن يقصد مواقعتها ، ولا يبالي من الحرام كما في النظم ، وفي حق النساء الاشتهاء بالقلب لا غير . اهـ . (۵۲۵/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النظر والمس ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۵۹۲۷)

پہلن لڑکا یا لڑکی کا آپس میں نکاح

مسئلہ (۱۶۴): بعض علاقوں میں جب لڑکے یا لڑکیوں کی شادی کا پیغام لے کر جاتے ہیں، تو یہ تنبیہ کی جاتی ہے کہ لڑکا اور لڑکی پہلن (پہلی اولاد) نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ شادی کے بعد لڑکا اور لڑکی کی زندگی میں دُشواریاں اور پریشانیاں ہی رہتی ہیں، یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ پہلن لڑکا اور پہلن لڑکی کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے [۱]، شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے، یہ محض بے بنیاد ولغو خیال ہے۔ [۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فانكحوا ما طاب لكم من النسآء مثنىٰ وثُلٰث ورُبٰع﴾ .

(سورة النساء :۳)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿قل لن يصيبنآ إلاّ ما كتب الله لنا هو مولٰنا وعلى الله فليتوكل المؤمنون﴾. (سورة التوبة : ۵۱)

ما في " روح المعاني " : أي لن يصيبنا إلا ما خط الله لأجلنا في اللوح ولا يتغير بموافقتكم ومخالفتكم ، فتدل الآية على أن الحوادث كلها بقضاء الله تعالى . (۱۶۶/۶)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿وما تشآء ون إلآ أن يشآء اللّٰه﴾ . (سورة الدهر :۳۰) وقوله تعالى : ﴿وما تشآء ون إلآ أن يشآء اللّٰه ربُّ العٰلمين﴾ . (سورة التكوير: ۲۹)

ما في " الإبانة عن أصول الديانة " : فأخبر تعالى : إنا لا نشاء شيئا إلا قد شاء الله أن يشاء ه ..... أجمع عليه المسلمون من أن ما شاء الله كان ، وما لم يشأ لم يكن وردا لقول الله عزّ وجلّ ﴿وما تشآء ون إلآ ان يشآء اللّٰه﴾ . (ص/۱۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۳۹۰۲)

عدت میں قریبی رشتہ دار کی میت میں جانا

مسئلہ (۱۶۵): معتدہ عورت کا اپنے قریبی رشتہ دار کی وفات پر اس کو دیکھنے کے لیے جانا جائز نہیں، خواہ معتدۃ الوفاۃ ہو یا معتدۃ الطلاق[۱]، تاہم موت کا حادثہ ایک بڑا حادثہ ہے اس لیے اس کو ضرورتِ مُبیحہ سے خارج نہ کیا جائے، جیسا کہ بیماری کی وجہ سے یہ عورت حالتِ عدت میں ڈاکٹر کے یہاں جاسکتی ہے، اسی طرح اگر اس معتدہ عورت کو آخری دیدار نہ کرنے کی وجہ سے لمبے زمانے تک رنج وغم رہے گا، تو حالات کے پیش نظر اس کو دن دن میں پورے پردے کے ساتھ قریبی رشتہ دار کو دیکھنے آنے کی اجازت وگنجائش دی جانی چاہیے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " البحر الرائق " : معتدة الطلاق والموت يعتدان في المنزل المضاف إليهما بالسكنى وقت الطلاق والموت ولا يخرجان منه إلا لضرورة ، فلها الخروج إذا خافت الانهدام عليها ، والمراد إذا خافت على نفسها أو متاعها من اللصوص فلها التحول للضرورة، وليس المراد حصر الأعذار . (۱۵۴/۴ ، كتاب الطلاق ، فصل في الحداد ، ط : كوئٹه ، و: ۲۵۹/۴ ، ط : زكريا ودار الكتاب ديوبند ، كذا في الشامية : ۵۳۶/۳ ، ط : كراچی ، و: ۲۲۵/۵ ، ط : زكريا ، الفتاوى التاتار خانية : ۲۴۷/۵ ، مسئله : ۷۷۷۲ ، تبيين الحقائق : ۳۷/۳ ، ط : امداديه ملتان ، و: ۲۷۱/۳ ، ط : زكريا ، بدائع الصنائع : ۳۲۵/۳ ، ط : زكريا) (فتاویٰ قاسمیہ:۱۶/۵۰۸،فتویٰ نمبر:۱۱۵۲۴/۴۰،احسن الفتاویٰ:۴۳۱/۵)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۰۹/۱۰)

(۲) ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : " الضرورات تبيح المحظورات ". "الضرورة تتقدر بقدر الضرورة " . (۳۰۷/۱ – ۳۰۸ ، قواعد الفقه : ص/۸۹ ، قاعدة : ۱۷۰-۱۷۱)

کتاب البیوع

خرید وفروخت کے احکام ومسائل

استعمال شدہ سامان خریدنا

مسئلہ (۱۶۶): بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ استعمال شدہ (سیکنڈ ہینڈ) سامان، جیسے: کار، بائک، اے سی، واشنگ مشین، فریج، اور کُولر وغیرہ خریدنا دُرست نہیں، اُن کا یہ خیال غلط ہے، صحیح بات یہ ہے کہ استعمال شدہ یعنی پُرانی کار، بائک، اے سی، واشنگ مشین وغیرہ ضرورت کے قبیل کی چیزیں ہیں، اپنی وُسعت وحیثیت کے مطابق اُن کو خریدنے میں مضائقہ نہیں [۱] لیکن اپنی مالی حیثیت سے زیادہ معیارِ زندگی بڑھانے میں پریشانی ہی پریشانی ہے، اور ضرورت سے زائد تعیُّش اور اِسراف کی حد تک معیار بڑھانا شرعاً مذموم اور ناجائز ہے [۲]، اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ . (سورة البقرة :۲۷۵)

ما في " قواعد الفقه " : " الأصل في الأشياء الإباحة " . (ص/۵۹ ، كذا في الأشباه والنظائر لإبن نجيم : ۱/۲۵۲ ، التفريع : ۴۳۸ ، الموسوعة الفقهية : ۱/۱۳۰)

ما في " كنز العمال " : (عن عمرو بن شعيب عن جده) " كلوا وتصدقوا والبسوا من غير مَخِيلةٍ ولا تسرفوا فإن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده " . (۶/۲۷۴ ، رقم : ۱۷۱۹۳ ، كتاب الزينة والتجمل ، الباب الأول في الترغيب فيه ، السنن الكبرى =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=للنسائي : ۲/ ۴۱ ، رقم : ۲۳۴۰ ، كتاب الزكاة ، الاختيال في الصدقة)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وكلوا واشربوا ولا تسرفوا ، إنه لا يحبّ المسرفين﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " أحكام القرآن لإبن العربي " : الإسراف تعدي الحدّ ، فنهاهم عن تعدّي الحلال إلى الحرام ، وقيل : ألا يزيدوا على قدر الحاجة . (۲/ ۸۱۷)

ما في " صحيح البخاري " : وعن المغيرة بن شعبة قال : قال النبي ﷺ : " إن الله حرّم عليكم عقوق الأمهات ، ووأد البنات ، ومنعاً وهات ، وكره لكم قيل وقال ، وكثرة السؤال ، وإضاعة المال " . (۱/ ۳۲۴ ، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر ..... الخ ، باب ما ينهى عن إضاعة المال)

(الآداب للبيهقي :ص/ ۴۰ ، رقم : ۱۰۵ ، باب في كراهية إضاعة المال ، ط : بيروت)

ما في " فتح الباري " : قوله : (وإضاعة المال) وقد قال الجمهور : إن المراد به السرف في إنفاقه . (۵/ ۸۶) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۳۹۴۴)

بینک کی طرف سے گروی زیورات کی نیلامی

مسئلہ (۱۶۷): بعض لوگ بینک سے لون (قرض) لیتے ہیں، اور وثیقہ (اعتماد) کے طور پر اپنے زیورات بینک کے پاس بطورِ گروی رکھتے ہیں[۱]، جب وہ لوگ مقررہ وقت پر قرض کی ادائیگی کر کے گروی زیورات نہیں اُٹھاتے، تو بینک وہ زیورات نیلامی میں رکھ دیتا ہے، نیلامی والے دن لوگ بینک جا کر بولی لگا کر زیورات خریدتے ہیں، تو اگر لوگ بینک سے قرض لے کر اپنا زیور گروی رکھتے وقت، شروع ہی میں بینک سے یہ معاہدہ کر لیتے ہیں کہ اگر میں مقررہ تاریخ تک قرض ادا نہ کروں، تو بینک گروی رکھے ہوئے زیورات فروخت کر کے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے، تو اس صورت میں بینک کی طرف سے ان زیورات کی نیلامی اور اُن کی خرید وفروخت درست ہے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وإن كنتم على سفر ولم تجدوا كاتباً فرهان مقبوضة﴾ .
(سورة البقرة :۲۸۳)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : إذا حل الدين لزم الراهن بطلب المرتهن إيفاء الدين ؛ لأنه دين حال فلزم إيفاؤه كالذي لا رهن به ، فإن وفى الدين جميعه في ماله غير المرهون انفك المرهون ، فإن لم يوف كل الدين أو بعضه ، وجب عليه بيع المرهون بنفسه أو بوكيله بإذن المرتهن ؛ لأن له حقا فيه . (۲۳/ ۱۸۹ ، رهن ، استحقاق بيع المرهون)
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۵۷۱۷۸)

تصاویر والی کتابوں اور کاپیوں کی خرید وفروخت

مسئلہ (۱۶۸): بعض کتب فروش حضرات ایسی کتابیں اور نوٹ بک فروخت کرتے ہیں، جن پر جان دار کی تصویریں ہوتی ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ وہ اس طرح کی کتابیں اور نوٹ بک کی خرید وفروخت نہ کریں، لیکن اگر اس طرح کی کتابوں اور نوٹ بک کی خرید وفروخت کی جائے، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، کیوں کہ اس خرید وفروخت میں تصاویر مقصود نہیں، مقصود کتابوں اور کاپیوں کی خرید وفروخت ہے، اور وہ جائز ہے[۱]، اور آمدنی پر حرام ہونے کا حکم نہیں لگے گا، البتہ خریدنے کے بعد تصاویر کے ساتھ ان کا استعمال ممنوع ومکروہ ہے[۲]، تصاویر کو مٹا دیا جائے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الأصول والقواعد للفقه الإسلامي " : اَلأُمُوْرُ بِمَقَاصِدِهَا .

(ص/۱۲۸، قاعده : ۵۴ ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم : ۱/۱۱۳، الأشباه والنظائر للسيوطي : ۱/۳۵ ، القواعد الكلية والضوابط الفقهية :ص/۹۱ ، ترتيب اللآلي في سلك الأمالي :ص/۴۱۱ ، القواعد الفقهية :ص/۱۰۰ ، ۱۳۸ ، ۱۴۴، قواعد الفقه :ص/۶۲، قاعدة : ۵۱ ، شرح القواعد :ص/۴۷ ، جمهرة القواعد الفقهية : ۲/۶۵۶ ، قاعدة : ۳۹۷)

ما في " شرح المجلة لسليم رستم باز " : الأمور بمقاصدها ، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلك الأمر ..... ثم اعلم أن الكلام هنا حذف المضاف ، والتقدير حكم الأمور بمقاصد فاعلها ، أي : أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلك الأفعال ، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمرًا مباحًا كان فعله مباحًا ، وإن قصد أمرًا محرّمًا كان فعله=

.....

=محرّمًا . (ص/۱۷، ۱۸، المقالة الثانية، المادة : ۲)

(۲) ما في " سنن أبي داود " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " أتاني جبريل ، فقال لي : أتيتک البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل ، وكان في البيت قرام ستر فيه ثماثيل ، وكان في البيت كلب ، فمُر برأس التمثال الذي في البيت يقطع ، فيصير كهيئة الشجرة ، ومُر بالستر فليقطع فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطأن ...". الحديث . (ص/۵۷۳، رقم : ۴۱۵۸، كتاب اللباس ، باب في الصور)

ما في " عون المعبود " : فأما الصورة فهو كل ما تصورت من الحيوان ، سواء في ذلک الصور المنصوبة القائمة التي لها أشخاص ، وما لا شخص له من المنقوشة في الجدر .

(ص/۱۷۷۷ ، كتاب اللباس ، باب في الصور)

ما في " عارضة الأحوذي " : فإنه غير جائز في شرعنا قطعًا .... ونظرنا قول النبي ﷺ لعائشة في الثوب المصور : " أخّريه عني فإني كلما رأيته ذكرت الدنيا " . واستفدنا أنه قول يقتضي الكراهة . (۱۰/۱۸۴ ، كتاب الأدب ، باب ما جاء أن الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صور)

ما في " رد المحتار " : وظاهر كلام النووي في " شرح مسلم " : الإجماع على تحريم تصوير الحيوان ، وقال : وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره ، فصنعته حرام بكل حال ؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها .

(۲/۳۶۰ ، كتاب الصلاة ، مطلب إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة كان ترک السنة أولىٰ)

ما في " منحة الخالق على البحر الرائق " : (وتكره التصاوير على الثوب) ويمكن أن يقال : ليس مراد الخلاصة تصوير التصاوير ، بل استعمالها أي استعمال الثوب .

(۲/۴۷ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها

(البحر الرائق : ۲/۴۸ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

(۳) ما في " عون المعبود " : وقال الخطابي في " معالم السنن " : فيه دليل على أن الصورة إذا غيرت ، بأن يقطع رأسها أو تحل أوصالحها ، حتى يغير هيئتها عما كانت لم يكن بها بعد ذلک بأس . (ص/۱۷۷۹ ، كتاب اللباس ، باب في الصور ، رد المحتار : ۲/۳۶۱ ، كتاب الصلاة ، مطلب إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۶۱۱۶)

دکان دار کا پرنٹ شدہ قیمت سے زیادہ لینا

مسئلہ(۱۶۹): بعض دکان دار اپنے گاہکوں سے پرنٹ پرائز/ Print Price (چھپی ہوئی قیمت) سے زائد قیمت وصول کرتے ہیں، اگر گاہک اس پر راضی ہیں، تو شرعاً یہ جائز ہے[۱]، لیکن اتنا نفع نہیں لینا چاہیے، جو اخلاق ومروّت کے خلاف ہو[۲]، اور اگر پرنٹ ریٹ (Print Rate) سے زیادہ پر بیچنا قانون کے خلاف ہو، تو پھر احتیاط کرنا چاہیے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن ابن ماجة " : عن أنس بن مالك (رضي الله عنه) قال : غلا السّعر على عهد رسول الله ﷺ فقالوا : يا رسول الله ! قد غلا السّعر ، فسعّرْ لنا ، فقال : "إن الله هو المسَعِّر القابض الباسط الرّزّاق ، إني لأرجو أن ألقى ربي ، وليس أحد يطلبني بمظلمة في دم ولا مال" . (ص/۱۵۹ ، باب من كره أن يسعّر ، ط : قديمي ، سنن أبي داود : ۳/۳۱۷ ، ط : عزت عبيد دعاس ، التلخيص الحبير : ۳/۳۱ ، رقم : ۱۱۶۰ ، ط : مؤسسة قرطبية ، ۱۴/۳ ، ط : شركة الطباعة الفنية ، الموسوعة الفقهية : ۱۱/۳۰۳ ، تسعير)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : والثمن ما تراضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة أو نقص . (۷/۱۲۲ ، كتاب البيوع ، ط : زكريا ديوبند)

(۲) ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : لا يمنع أحد من التصرف في ملكه ما لم يكن فيه ضررٌ فاحشٌ للغير . (۳/۲۰۱ ، المادة : ۱۱۹۷ ، ط : دار الجيل بيروت) (شرح المجلة لسليم رستم باز البناني :ص/۶۵۷ ، المادة : ۱۱۹۷ ، ط : دار احياء التراث العربي)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۲/۱۰۰) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۹۹۷۶)

پیشگی ادائیگی کر کے کسی چیز کی بکنگ کرنا

مسئلہ (۱۷۰): اگر کوئی چیز جس کی خرید وفروخت شرعاً جائز ہو، اس کی مقدار، اس کی نوعیت، اس کے تمام ضروری اوصاف، ادائیگی کا دِن اور تاریخ وغیرہ متعین ہو جائیں، اور دوٹوک طریقہ پر خریدی کی جائے، اس چیز کی قیمت بھی متعین ہو جائے، اور بیچنے والا منظور کر لے اور خریدار اسی وقت پورا پیسہ بیچنے والے کو ادا کر دے، تو شرعاً اسے بیع سلم کہتے ہیں[۱]، شرعاً یہ جائز ہے[۲]، اب ادائیگی کے متعین دن اور تاریخ میں اس چیز کی قیمت خواہ کچھ بھی ہو، بیچنے والا خریدار کو حسبِ معاملہ متعینہ چیز کی ادائیگی کا پابند ہوگا۔ اور اگر معاملہ اس طرح ہو کہ فلاں دن اور تاریخ میں مطلوبہ چیز کا دام گھٹ گیا، تو اس قیمت میں لیں گے، اور اگر بڑھ گیا، تو موجودہ ریٹ میں لیں گے، جیسا کہ بہت سے لوگ اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں، شرعاً یہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ معاملہ کرتے وقت شرعاً کسی ایک ثمن یعنی قیمت کا متعین ہونا ضروری ہے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : هو بيع آجل وهو المسلم فيه بعاجل وهو رأس المال . (۷/۳۴۷ ، باب السلم)

ما في " تبيين الحقائق " : وهو بمعنى السلف لغة فإنه أخذ عاجل بآجل وسمى هذا العقد به لكونه معجلاً على وقته . (۴/۴۹۸ ، باب السلم)

ما في " الدر المنتقى مع مجمع الأنهر " : هو لغة كالسلف وزناً ومعنى وشرعاً (بيع آجل) وهو المسلم فيه (بعاجل) وهو رأس المال . (۳/۱۳۷ ، باب السلم ، بيروت)=

.....

=(۲) ما في " مجمع الأنهر " : وفي الدرر ، وهو مشروع بالكتاب ، وهو قوله تعالى : ﴿إذا تداينتم بدين﴾ . [البقرة : ۲۸۲] الآية ، فإنها تشمل السلم والبيع بثمن مؤجل وتأجيله بعد الحلول ، والسنة وهي قوله عليه الصلاة والسلام : " من أسلم منكم فليسلم في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم " وبالإجماع . (۱۳۸/۳ ، باب السلم)

ما في " تبيين الحقائق " : وهو مشروع بالكتاب والسنة وإجماع الأمة ، قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما : " أشهد أن الله أحلّ السلم المؤجل وأنزل فيه أطول آية ، وتلا قوله تعالى : ﴿يأيها الذين امنوا إذا تداينتم بدين إلىٰ أجل مسمًّى فاكتبوه﴾ . [البقرة : ۲۸۲] . وقد روينا أنه عليه السلام نهى عن بيع ما ليس عند الإنسان ورخص في السلم .

(۴۹۹/۴ ، كتاب البيوع ، باب السلم)

ما في " الهداية شرح البداية " : السلم عقد مشروع بالكتاب وهو آية المداينة ، فقد قال ابن عباس : " أشهد أن الله تعالى أحل السلف المضمون وأنزل فيها أطول آية في كتابه " ، وتلا قوله تعالى : ﴿يأيها الذين امنوآ إذا تداينتم بدين الى اجلٍ مسمًّى فاكتبوه﴾ . الآية ، وبالسنة هو ما روى أنه عليه السلام : " نهى عن بيع ما ليس عند الإنسان ورخص في السلم"، والقياس وإن كان يأباه ولكنا تركناه بما رويناه ، ووجه القياس أنه بيع المعدوم ، إذ المبيع هو المسلم فيه . (۷۵/۳ ، ۷۶ ، باب السلم)

(۳) ما في " صحيح البخاري " : عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : قدم النبي ﷺ المدينة وهم يُسلفون بالتمر السنتين والثلاث ، فقال : " من أسلف في شيء ففي كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم " . (۲۹۹/۱ ، رقم : ۲۲۴۰ ، باب السلم في وزن معلوم)

ما في " كنز الدقائق مع البحر الرائق " : وشرطه بيان الجنس والنوع والصفة والقدر والأجل وأقله شهر وقدر رأس المال في المكيل والموزون والمعدود ومكان الإيفاء فيما له حمل من الأشياء وقبض رأس المال قبل الافتراق . (۲۶۵/۶)

ما في " ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر " : وشرطه بيان الجنس كبر أوشعير ، والنوع كسقية أو بخسية ، والصفة كجيد أو رديء ، والقدر نحو كذا رطلا أو كيلا بما لا ينقبض ولا ينبسط وأجل معلوم وأقله شهر في الأصح ، وقدر رأس المال إن كان كيلياً أو وزنياً=

قرعہ اندازی سے خریدا گیا مکان فروخت کرنا

مسئلہ (۱۷۱): حکومت کچھ مکانات خود بناتی ہے، اور اپنے شہریوں میں قرعہ اندازی کے ذریعہ سستے داموں میں فروخت کرتی ہے، البتہ قرعہ اندازی میں حصہ لینے والوں کا کچھ خاص شرائط پر پورا اُترنا ضروری ہوتا ہے، اور قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلتا ہے، وہ از روئے قانون ایک متعینہ مدت تک مکان فروخت نہیں کرسکتا، تو اس مکان کو مدتِ متعینہ سے پہلے فروخت نہیں کرنا چاہیے، اور حکومت کے قوانین کی پاس داری کرنی چاہیے[۱]، تاہم اس طرح کا مکان اگر فروخت کردیا گیا، تو بیع نافذ رہے گی۔[۲]

= أو عددياً ، فلا يجوز في جنسين بلا بيان رأس مال كل منها ولا بنقدين بلا بيان حصة كل منهما من المسلم فيه ، ومكان إيفائه إن كان له حمل ومؤنة . (۳/۱۴۱، ۱۴۲ ، كتاب البيوع ، الهداية : ۳/۷۹ ، رد المحتار : ۷/۳۵۴ ، اعلاء السنن : ۴/۴۵۸)

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۰۸۱۵)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن النسائي " : عن يحي بن حصين قال : سمعت جدتي تقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول في حجة الوداع ولو استعمل عليكم عبد حبشي يقودكم بكتاب الله فاسمعوا له وأطيعوا . (۲/۱۶۵ ، الحض على طاعة الإمام)

وما في " هامش سنن النسائي " : يقودكم الخ إشارة إلى أنه لا طاعة له فيما يخالف حكم الله تعالى . (۲/۱۶۵ ، رقم الهامش : ۳)

ما في " شرح كتاب السير الكبير " : قوله ﷺ : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " .... أو أمرهم بمعصية فحينئذ لا طاعة عليهم في ذلك ..... وفيه حديث ابن عمر . قال النبي ﷺ : " عليكم بالسمع والطاعة لكل من يؤمر عليكم ما لم يأمركم بالمنكر ،=

فرضی کاغذات بنا کر سرکار سے مکان خریدنا

مسئلہ (۱۷۲): حکومت کچھ مکانات خود بناتی ہے، اور اپنے شہریوں میں قرعہ اندازی کے ذریعہ سستے داموں میں فروخت کرتی ہے، البتہ قرعہ اندازی میں حصہ لینے والوں کا کچھ خاص شرائط پر پورا اُترنا ضروری ہوتا ہے، اب بعض حضرات ان مکانات کی خریداری پر پورے نہ اُترنے کی صورت میں فرضی کاغذات[۱] اور سرکاری افسران کو رشوت دے کر مکان خرید لیتے ہیں، شرعاً اُن کا یہ عمل درست نہیں ہے۔[۲]

=ففي المنكر لا سمع ولا طاعة . (۱/۱۱۷ - ۱۹۹)

(۲) ما في " بدائع الصنائع " : إذا باع ثوبًا على أن لا يبيعه المشتري أو لا يهبه أو دابة على أن لا يبيعها فالبيع جائز والشرط باطل . ووجهه أنه شرط لا يقتضيه العقد ولا يلائمه ؛ لأن هذا شرط لا منفعة فيه لأحد فلا يوجب الفساد ، وهذا لأن فساد البيع في مثل هذه الشروط لتضمنها الربا ، وذلك بزيادة منفعة مشروطة في العقد لا يقابلها عوض ولم يوجد في هذه الشرط ؛ لأنه لا منفعة لأحد ، إلا شرط فاسد في نفسه لكنه لا يؤثر في العقد فالعقد جائز والشرط باطل . (۴/۳۷۸ ، ۳۸۹ ، كتاب البيوع ، شروط الخ)

ما في " فقه البيوع " : إن كان الشرط بحيث لا منفعة فيه لأحد العاقدين ولا للمعقود عليه فالشرط باطل والعقد صحيح ، نحو ما إذا اشترى دابة أو ثوبا بشرط أن لا يبيع وعلله في البداع بقوله " لأن هذا شرط لا منفعة فيه لأحد ، فلا يوجب الفساد ، وهذا لأن فساد البيع في مثل هذه الشروط لتضمينها الربا ، وذلك بزيادة منفعة مشروطة في العقد الخ . اهـ .

(۱/۴۸۸ ، ۴۸۹ ، المبحث الرابع ، الشرط الفاسد)

(تجاویز ستائیسواں فقہی سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا: تجویز نمبر: ۵، بابت مکانات کی خرید وفروخت)

الحجة على ما قلنا :=

بلڈر سے فلیٹ خرید کر گاہک کے نام کرنا

مسئلہ (۱۷۳): کوئی عام آدمی یا ایجنٹ بلڈر سے تیار شدہ فلیٹ خرید کر دوسرے گاہک کو فروخت کردے، اور کاغذ اپنے نام نہ بنوا کر براہِ راست اسے گاہک کے نام رجسٹری کرادے، تو یہ درست ہے۔ (۱)

=(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا ، فقال : ما هذا يا صاحب الطعام ؟ قال : أصابته السماء يا رسول الله ! قال : " أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس ، من غش فليس مني " . (۱/۷۰)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الفقهاء على أن الغش حرام ، سواء أكان بالقول أم بالفعل ... وسواء أكان في المعاملات أم في غيرها من المشورة والنصيحة . (۳۱/۲۱۹)

(۲) ما في " سنن الترمذي " : عن أبي هريرة قال : " لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي في الحكم " . (۱/۲۴۸ ، ط : قديمي ، و: ۲/۳۳۴ ، رقم : ۱۳۳۶ ، كتاب الأحكام ، باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ، ط : بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الرشوة بالكسر : ما يعطيه الشخص للحاكم أو غيره ليحكم له أو يحمله على ما يريد ..... والرشوة في الاصطلاح : ما يعطى لإبطال حق أو لإحقاق باطل ... الرشوة على تقليد القضاء والإمارة وهي حرام على الآخذ والمعطي .

(۲۲/۲۱۹ – ۲۲۲)

(تجاویز ستائیسواں فقہی سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا: تجویز نمبر:۴، بابت مکانات کی خرید وفروخت)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (هو) البيع (مبادلة شيء مرغوب فيه بمثله على وجه مخصوص) أي بإيجاب أو تعاط (ويكون بقول أو فعل ، أما القول فالإيجاب والقبول) الإيجاب هو ما يذكر أولا من كلام أحد المتعاقدين ، والقبول ما يذكر ثانيا من الآخر سواء كان بعت أو اشتريت الدال على التراضي .

(۷/۱۳ ، كتاب البيوع ، ط : دار الكتاب ديوبند)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " الهداية " : البيع ينعقد بالإيجاب والقبول إذا كان بلفظ الماضي مثل أن يقول أحدهما بعت والآخر اشتريت ؛ لأن البيع انشاء تصرف والإنشاء يعرف بالشرع والموضوع للإخبار قد استعمل فيه فينعقد به .

(۲/۲ ، كتاب البيوع ، ط : كتب خانه رشيديه اُردو بازار جامع مسجد دهلي)

ما في " بدائع الصنائع " : ركن البيع هو مبادلة شيء مرغوب بشيء مرغوب ، وذلك قد يكون بالقول وقد يكون بالفعل .... أما بصيغة الماضي فهي أن يقول البائع بعت ويقول المشتري اشتريت فيتم الركن ؛ لأن هذه الصيغة ..... وأما صيغة الحال فهي أن يقول البائع للمشتري أبيع منك هذا الشيء بكذا ونوى الإيجاب فقال المشتري اشتريت أو قال المشتري : اشتري منك هذا الشيء بكذا ونوى الإيجاب وقال البائع أبيعه منك بكذا وقال المشتري اشتريه ونويا الإيجاب يتم الركن وينعقد وإنما اعتبرنا النية ههنا .

(۳۱۸/۴ ، كتاب البيوع)

ما في " تفسير البيضاوي " : والمالك هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء .

(ص/۷)

(محقق ومدلل جدید مسائل:۳۸۲/۲،ستائیسواں فقہی سیمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا: تجویز نمبر:۱۴)

کتاب الربوا

سود کے احکام ومسائل

سرکار سے جی پی فنڈ (G.P.FUND) لینا

مسئلہ (۱۷۴): جی پی فنڈ (G.P.FUND) کے عنوان سے سرکار جو رقم تنخواہ سے کاٹتی ہے، اور اس کے کٹوانے یا نہ کٹوانے میں ملازم کو کچھ اختیار نہیں ہوتا، بلکہ سرکار بالا ہی بالا (اُوپر ہی اُوپر) کاٹ لیتی ہے، اس رقم پر ملازم کی ملکیت شرعاً متحقق نہیں ہوتی، پھر اُس رقم پر انٹریسٹ کے عنوان سے آہستہ آہستہ جو کچھ اضافہ کرتی ہے، وہ بھی ملازم کی ملکیت میں نہیں آتا، اور نہ ہی شرعی اصول کے مطابق اس اضافی رقم پر سود کی تعریف صادق آتی ہے، پس یہ دونوں قسم کی رقمیں ایسی ہیں کہ جن پر ملازم کی ملکیت نہیں ہوتی [۱]، البتہ قانونی لحاظ سے دونوں طرح کی رقموں کا ملازم مستحق ہوتا ہے، وہ رقمیں جب ملازم کو ملیں گی، اُس وقت وہ اُن رقموں کا مالک ہوگا، اور اُن کو وصول کر لینے کے بعد ان میں تمام تصرفات کا اُسے حق حاصل ہوگا، خواہ اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، چاہے کسی کو صدقہ یا ہبہ کرے۔ [۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " التفسير للبيضاوي " : المالك هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء من الملك . (ص/۷ ، تفيسر سورة الفاتحة)=

سودی قرض لے کر بڑا کاروبار کرنا

مسئلہ(۱۷۵): بعض لوگ اپنی حیثیت سے زیادہ بڑے بڑے کاروبار شروع کرنے کے لیے قرضِ حسنہ نہ ملنے کی صورت میں بینکوں سے سودی قرض لیتے ہیں، حالانکہ سودی لین دین پر قرآن وحدیث میں بہت سخت وعید آئی ہے[۱]، اور اسی لیے علمائے کرام نے یہ تصریح کی ہے کہ انتہائی شدید مجبوری کے بغیر سود پر قرض لینا شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا بڑا کاروبار کرنا ہے، تو آدمی اپنی زیر ملکیت زمین، جائداد، سونا چاندی فروخت کرے، یا پھر جتنا سرمایہ اپنے پاس ہے اسی کے ذریعہ کاروبار کرے، سودی قرض بالکل نہ لے۔[۲]

=ما في " شرح المجلة " : كل يتصرف في ملكه كيف ما شاء . (ص/٦٥٤، المادة : ١١٩٢ ، درر الحكام شرح مجلة الأحكام :٣/٢٠١ ، المادة :١١٩٢)

ما في " بدائع الصنائع " : للمالك أن يتصرف في ملكه – أي تصرف شاء ، سواء كان تصرفا يتعدّى ضرره إلى غيره أو لا يتعدّى . اهـ . (٦/٢٦٤ ، ط : دار الكتاب العربي بيروت)

(٢) ما في " بدائع الصنائع " : إن الأجرة لا تملك عندنا إلا بأحد ثلاثة : أحدها : شرط التعجيل في نفس العقد . والثاني : التعجيل من غير شرط . والثالث : استيفاء المعقود عليه . (٤/٦١ ، كتاب الإجارة ، ط : دار الكتاب ديوبند)

ما في " الفتاوى الهندية " : الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة : اما بشرط التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه ، فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها . (٤/٤١٣ ، كتاب الإجارة ، الباب الثاني في بيان أنه متى تجب الأجرة وما يتعلق به من الملك وغيره ، ط : زكريا ديوبند) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۶۴۱۸)

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ . =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(سورة البقرة : ۲۷۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة﴾ . (ال عمران : ۱۳۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال صاحب التنوير التمرتاشي : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . " تنوير " .

(۷/۳۹۸ - ۴۰۱)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " .

(۲/۲۷ ، كتاب المساقات والمزارعة ، باب لعن آكل الربا وموكله)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿فمن اضطرّ في مخمصة غير متجانف لإثم فإن اللّٰه غفورٌ رحيمٌ﴾ . (سورة المائدة :۳)

ما في " البحر الرائق " : وفي القنية من الكراهية : يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح .

(۶/۲۱۱ ، كتاب البيع ، باب الربوا ، ط : بيروت ، الأشباه والنظائر لإبن نجيم الحنفي : ۱/۳۲۶ ، الضرر يزال) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۹۲۶۴)

انٹرنیشنل ٹریڈنگ ایجنٹ

مسئلہ (۱۷۶): آج کے دور میں انٹرنیٹ کے ذریعے تجارت میں کافی آسانی ہورہی ہے، ایک ملک سے دوسرے ملک ایک دوسرے سے رابطہ کرنا، معاملات کرنا، آسان ہے، کمپنی اپنا سامان کسی دوسرے شہر یا ملک میں بیچنا چاہے، تو بڑی آسانی سے اُسے خریدار بھی مل جاتے ہیں، بعض لوگوں نے انٹرنیشنل ٹریڈنگ ایجنٹ کا کام شروع کردیا ہے، کہ فریقین سے رابطہ کرکے خرید وفروخت کا معاملہ کروادیتے ہیں، اور اس پر اپنا کمیشن وصول کرتے ہیں، شرعاً یہ کاروبار جائز ودرست ہے[۱]، بشرطیکہ اس میں غلط بیانی، ودھوکہ دہی نہ ہو[۲]، اور ایجنٹ فریقین کے پاس اپنی اُجرت وکمیشن کو معاملہ کروانے سے پہلے ہی طے کرلیں۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : وفي الحاوي : سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال : أرجو أنه لا بأس به ، وإن كان في الأصل فاسدًا لكثرة التعامل ، وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام .

(٩/٨٧ ، كتاب الإجارة ، مطلب في أجرة الدلال)

ما في " الفتاوى الهندية " : الدلالة في النكاح لا تستوجب الأجر وبه يفتى الفضلي في فتاواه وغيره من مشايخ زماننا كانوا يفتون بوجوب أجر المثل . وبه يفتى . كذا في جواهر الأخلاطي . (٤/٤٥١ ، كتاب الإجارة ، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الإجارة، مطلب الاستئجار على الأفعال المباحة)

ما في " خلاصة الفتاوى " : وفي الأصل أجرة السمسار والمنادي والحمامي والصكاك وما لا تقدير فيه للوقت ولا مقدار لما يستحق بالعقد ، لكن للناس فيه حاجة جاز ، وإن =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=كان في الأصل فاسدًا . (١١٦/٣ ، كتاب الإجارات ، الفصل الثاني في صحة الإجارة وفسادها ، جنس آخر في المتفرقات الخ)

(٢) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي هريرة رضي الله عنه ، أن رسول الله ﷺ قال: " من حمل علينا السلاح فليس منا ، ومن غشّنا فليس منا " .

(١/٧٠ ، كتاب الإيمان ، باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا)

(جامع الترمذي : ٢٤٥/١ ، كتاب البيوع ، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع)

ما في " سنن أبي داود " : عن سفيان بن أسيد الحضرمي قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثًا هو لك به مصدق وأنت له به كاذب " .

(ص/٦٧٩ ، كتاب الأدب ، باب في المعاريض ، ط : قديمي)

ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال : " آية المنافق ثلاث ؛ إذا حدّث كذب ، وإذا وعد أخلف ، وإذا اؤتمن خان " . (١/١٠)

ما في " جامع الترمذي " : عن أنس عن النبي ﷺ في الكبائر قال : " الشرك بالله ، وعقوق الوالدين ، وقتل النفس ، وقول الزور " . (١/٢٢٩)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الكذب لغة : الإخبار عن الشيء بخلاف ما هو ، سواء فيه العمد والخطأ ، ولا يخرج اصطلاح الفقهاء عن المعنى اللغوي ..... الأصل في الكذب – أنه حرام بالكتاب والسنة وإجماع الأمة ، وهو من أقبح الذنوب وفواحش العيوب . اهـ . (٢٠٤/٣٤ ، ٢٠٥ ، كذب ، الحكم التكليفي)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۷۱۱۷)

ٹھیکہ کے لیے رشوت کا لین دین

مسئلہ (۱۷۷): بعض مسلم ٹھیکیدار گرام پنچایت، نگر پریشد، مہانگر پالیکا وغیرہ حکومتی اداروں سے تعمیری کاموں، مثلاً: روڈ، گٹر بنانا، سرکاری اسکولوں، آفسوں وغیرہ کی تعمیر ومرمت وغیرہ کاموں کے ٹھیکے لیتے ہیں، اور ٹھیکہ مل جائے، اس کے لیے متعلقہ اداروں اور شعبوں کے ذمہ داران کو رشوت دیتے ہیں، جب کہ رشوت دینا اور رشوت لینا شرعاً دونوں ناجائز وحرام ہیں(۱)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " الراشي والمرتشي في النار " (رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے)(۲)، اس لیے مسلم ٹھیکیداروں کو اس سے بچنا واجب ہے، حلال روزی کی فکر ومحنت کی جائے، کہ اس میں برکت وصحت ہے، حرام سے پرہیز کیا جائے، تاکہ ہر طرح کی مصیبت وآزمائش سے حفاظت ہو۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿سمّٰعون للكذِب أكّٰلون للسُّحت﴾ . (المائدة : ۴۲)

ما في " روح المعاني " : عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : " كل لحم نبت من سحت فالنار أولى به " . قيل يا رسول اللّٰه ! ما السحت ؟ قال : " الرشوة في الحكم " . (۲۰۵/۴)

ما في " الجامع الصغير " : " لعن اللّٰه الراشي والمرتشي الذي يمشي بينهما " .

(ص/۴۴، رقم : ۷۲۵۵)

(۲) ما في " مجمع الزوائد " : وعن عبد اللّٰه بن عمرو قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : "الراشي والمرتشي في النار " . (۲۵۷/۴ ، كتاب الأحكام ، رقم : ۷۰۲۷)

ما في " سنن الترمذي " : عن أبي هريرة قال : " لعن رسول اللّٰه ﷺ الراشي =

سرکاری ملازمت کے لیے رشوت

مسئلہ (۱۷۸): سرکاری وغیر سرکاری مُلازَمت حاصل کرنے کے لیے کسی آفیسر وانتظامیہ کو پیسے دینا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ رشوت ہے، جو حرام ہے[۱] لیکن اگر کوئی شخص واقعی سرکاری وغیر سرکاری ملازمت کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو، اور اس کا یہ جائز حق ملازمت، انتظامیہ بلا رشوت لیے اسے نہ دے رہی ہو، تو اس کے لیے رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ وحرج نہیں، البتہ لینے والوں کے لیے کسی صورت میں حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔[۲]

=والمرتشي في الحكم " . (۱/۲۴۸ ، ط : قديمي ، و: ۲/۳۳۴ ، رقم : ۱۳۳۶ ، كتاب الأحكام ، باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ، ط : بيروت)

(سنن أبي داود : رقم : ۳۵۸۰ ، كتاب الأقضية ، باب كراهية الرشوة)

(سنن ابن ماجة : رقم : ۲۳۱۳ ، كتاب الأحكام ، باب التغليظ في الرشوة)

ما في " سبل السلام شرح بلوغ المرام " : الرشوة حرام بالإجماع ، سواء كانت للقاضي أو للعامل على الصدقة أو لغيرهما .

(۴/۱۴۷۱ ، الرشوة للقاضي والهدية ، المال المأخوذ ظلمًا : ۱/۴۰۸)

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۷۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿سمّٰعون للكذِب أكّٰلون للسُّحت﴾ .

(سورة المائدة : ۴۲)

ما في " روح المعاني " : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " كل لحم نبت من سحت فالنار أولى به " . قيل يا رسول الله ! ما السحت ؟ قال : " الرشوة في الحكم " . (۴/۲۰۵)=

.....

.....

.....

=ما في " الجامع الصغير " : " لعن اللّٰه الراشي والمرتشي الذي يمشي بينهما " .

(ص/۴۴، رقم : ۷۲۵۵)

ما في " سنن الترمذي " : عن أبي هريرة قال : " لعن رسول اللّٰه ﷺ الراشي والمرتشي في الحكم " . (۱/۲۴۸ ، ط : قديمي ، و : ۲/۳۳۴ ، رقم : ۱۳۳۶ ، كتاب الأحكام ، باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ، ط : بيروت ، سنن أبي داود : رقم : ۳۵۸۰ ، كتاب الأقضية ، باب كراهية الرشوة)

(سنن ابن ماجة : رقم : ۲۳۱۳ ، كتاب الأحكام ، باب التغليظ في الرشوة)

ما في " سبل السلام شرح بلوغ المرام " : الرشوة حرام بالإجماع ، سواء كانت للقاضي أو للعامل على الصدقة أو لغيرهما .

(۴/۱۴۷۱ ، الرشوة للقاضي والهدية ، المال المأخوذ ظلمًا : ۱/۴۰۸)

(۲) ما في " بذل المجهود في حل سنن أبي داود " : عن عبد اللّٰه بن عمرو قال : (لعن رسول اللّٰه ﷺ الراشي) أي معطي الرشوة (والمرتشي) أي آخذها ، فأما إذا أعطى ليتوصل به إلى حق أو يدفع عن نفسه ظلماً فإنه غير داخل في هذا الوعيد . (۱۱/۳۰۵)

ما في " رد المحتار " : وفي الفتح : ثم الرشوة أربعة أقسام : ..... الرابع : ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله حلال للدافع حرام على الآخذ .

(۸/۳۵ ، البحر الرائق : ۶/۴۴۱)

ما في " رد المحتار " : دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظالم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة . اهـ . (۹/۶۰۷ ، ط : زكريا ، و: ۹/۵۲۱ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(فتاویٰ اشاعت العلوم اکل کوا: فتویٰ نمبر: ۴۸، وفتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۴۹۳۶)

(کتاب الفتاویٰ: ۶/۲۴۷)

دفتری ملازم کے ہدیہ میں رشوت کا شائبہ

مسئلہ (۱۷۹): اگر کوئی شخص کسی ادارہ کے آفس میں ملازم ہو، اور ادارہ کو جب بھی حمل ونقل کے لیے کسی گاڑی کی ضرورت پڑتی ہو، تو یہ شخص ہی اس کا انتظام کرتا ہو، اور گاڑی کا کرایہ ادارہ بعد میں ادا کر دیتا ہو، اب گاڑی مالک حاصل کردہ کرایہ کی رقم میں سے کچھ رقم اس ملازم کو اس لیے دے دیتا ہے تاکہ یہ ملازم دوبارہ اس کی گاڑی کرایہ پر بلائے، تو ملازم کے لیے اس رقم کا لینا شرعاً جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں رشوت کا شائبہ پایا جاتا ہے[۱]، نیز دفتری ملازم کے دل میں اگر یہ طمع پایا جاتا ہو کہ گاڑی مالک کچھ نہ کچھ ضرور دے دے گا، تو یہ اِشرافِ نفس ہے، اس لیے اس رقم کا لینا بے غبار اور پاکیزہ نہیں ہے، احتیاط وسلامتی اسی میں ہے کہ اسے نہ لیا جائے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿سمّٰعون للكذِب أكّٰلون للسُّحت﴾ .

(سورة المائدة : ۴۲)

ما في " روح المعاني " : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " كل لحم نبت من سحت فالنار أولى به " . قيل يا رسول الله ! ما السحت ؟ قال : " الرشوة في الحكم " . (۲۰۵/۴)

ما في " الجامع الصغير " : " لعن الله الراشي والمرتشي الذي يمشي بينهما " .

(ص/۴۴، رقم : ۷۲۵۵)

ما في " جامع الترمذي " : " لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي في الحكم " . (رقم : ۱۳۳۶، كتاب الأحكام ، سنن أبي داود : رقم : ۳۵۸۰ ، كتاب الأقضية ، باب كراهية=

دکان دار کا قیمت سے زائد کا بل بنا کر دینا

مسئلہ (۱۸۰): بعض دکان داروں کے پاس جب کسی ادارے کے ملازم ووکیل خریداری کے لیے جاتے ہیں، تو دکان دار سے لیٹر پیڈ پر بوگس؛ یعنی زائد رقم کا بل بنانے کو کہتے ہیں، تاکہ مالک کو وہ بل دکھا کر اُس سے زیادہ رقم وصول کی جاسکے، تو کسی دکان دار کا کسی شخص کے ملازم ووکیل کو خرید کردہ اشیاء کی اصل قیمت سے زائد رقم کا بل بنا کر دینا جھوٹ اور دھوکہ دہی میں تعاوُن ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا دکان داروں کے لیے زائد رقم کا بل بنا کر دینا درست نہیں، خواہ لیٹر پیڈ پر ہو یا سادہ کاغذ پر۔ (۱)

= الرشوة ، سنن ابن ماجة : رقم : ۲۳۱۳ ، كتاب الأحكام ، باب التغليظ في الرشوة)

ما في " سبل السلام شرح بلوغ المرام " : الرشوة حرام بالإجماع ، سواء كانت للقاضي أو للعامل على الصدقة أو لغيرهما .

(۴/۱۴۷۱ ، الرشوة للقاضي والهدية ، المال المأخوذ ظلمًا : ۱/۴۰۸)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : ومن معاني الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۲/۱۰۰) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۱۹۰)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ . (سورة المائدة : ۲)

ما في " روح المعاني " : فيعم النهي ما هو من مقولة الظلم والمعاصي ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء والانتقام ..... وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما وأبي العالية أنهما فسرا الإثم بترك ما أمرهم به وارتكاب ما نهاهم عنه . (۸۵/۴ ، أحكام القرآن للجصاص : ۳۸۱/۲ ، مختصر تفسير ابن كثير : ۴۷۸/۱ ، التفسير المنير : ۴۱۸/۷ ، =

.....

=الوفاء بالعقود ومنع الاعتداء ، والتعاون على الخير وتعظيم شعائر الله)

(تفسير المظهري :٣/ ٤٨)

ما في " جمهرة القواعد الفقهية " : " الإعانة على المحظور محظور " . (٢/٦٤٤)

ما في " سنن أبي داود " : عن سفيان بن أسيد الحضرمي قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثًا هو لك به مصدق وأنت له به كاذب " .

(ص/٦٧٩ ، كتاب الأدب ، باب في المعاريض ، ط : قديمي)

ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال : " آية المنافق ثلاث ؛ إذا حدّث كذب ، وإذا وعد أخلف ، وإذا اؤتمن خان " . (١/١٠)

ما في " جامع الترمذي " : عن أنس عن النبي ﷺ في الكبائر قال : " الشرك بالله ، وعقوق الوالدين ، وقتل النفس ، وقول الزور " . (١/٢٢٩)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الكذب لغة : الإخبار عن الشيء بخلاف ما هو ، سواء فيه العمد والخطأ ، ولا يخرج اصطلاح الفقهاء عن المعنى اللغوي ..... الأصل في الكذب – أنه حرام بالكتاب والسنة وإجماع الأمة ، وهو من أقبح الذنوب وفواحش العيوب . اهـ .

(٣٤/٢٠٤ ، ٢٠٥ ، كذب ، الحكم التكليفي)

ما في " صحيح مسلم " : عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: " من حمل علينا السلاح فليس منا ، ومن غشّنا فليس منا " .

(١/٧٠ ، كتاب الإيمان ، باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا)

(جامع الترمذي : ١/٢٤٥ ، كتاب البيوع ، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الفقهاء على أن الغشّ حرام ، سواء أكان بالقول أم بالفعل ، وسواء أكان بكتمان العيب فيالمعقود عليه أو الثمن أم بالكذب والخديعة ، وسواء أكان في المعاملات أم في غيرها من المشورة والنصيحة . (٣١/٢١٩)

ما في " الموسوعة الفقهية " : وقد عد الذهبي وابن حجر الهيثمي الخيانة من الكبائر ثم قال : الخيانة قبيحة في كل شيء لكن بعضها أشد وأقبح من بعض .

(٢/١٨٦ ، الزواجر عن اقتراف الكبائر : ٢/٥١٣)

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۴۶۶۷)

ایک لاکھ پر روزانہ دو ہزار کا نفع

مسئلہ (۱۸۱): آج کل بعض کمپنیاں اس طرح کا معاملہ کر رہی ہیں کہ آپ انہیں مثلاً ایک لاکھ روپئے دیں گے، تو وہ آپ کو سو (۱۰۰) دن تک روزانہ دو ہزار (۲۰۰۰) دے گی، یعنی ایک لاکھ کے عوض دو لاکھ وصول ہوں گے، اگر یہ معاملہ قرض کا ہے، تو زائد ایک لاکھ کے سود ہونے میں کوئی شبہ نہیں[۱]، اور اگر شرکت ومضاربت کا ہے، تو روزانہ دو ہزار نفع متعین طریقے پر لینا جائز نہیں، نفع مشاع یعنی فی صدی اعتبار سے طے ہونا چاہیے، کہ اس کاروبار میں جو بھی نفع ہوگا، وہ کمپنی کے تمام افراد پر اتنے فی صد کے اعتبار سے تقسیم ہوگا، جو کبھی دو ہزار سے زائد بھی ہوسکتا ہے اور کبھی کم بھی، نیز شرکت کی صورت میں اصل سرمایہ میں شریک کے سرمایہ کے تناسب سے اس کا اتنا نقصان بھی ہوگا[۲]، جب کہ مذکورہ معاملہ میں ایسا نہیں ہوتا، لہٰذا اس طرح کے معاملات سے بچنا لازم وضروری ہے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ . (سورة البقرة : ۲۷۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة﴾ . (آل عمران : ۱۳۰)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " . (۲/۲۷ ، المساقات والمزارعة ، باب لعن آكل الربا وموكله)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال صاحب التنوير التمرتاشي رحمه الله تعالى : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . "تنوير" . (۷/۳۹۸ - ۴۰۱)=

.....

=ما في " رد المحتار " : إن الديون تقضى بأمثالها على معنى أن المقبوض مضمون على القابض ؛ لأن قبضه بنفسه على وجه التملك ، ولرب الدين على المديون مثله . (٥/٦٧٥)

ما في " بحوث فقهية قضايا معاصرة " : القرض يجب في الشريعة الإسلامية أن تقضى بأمثالها ..... والذي يتحقق من النظر في دلائل القرآن والسنة ، ومشاهدة معاملات الناس أن المثلية المطلوبة في القرض هي المثلية في المقدار والكمية دون المثلية في القيمة والمالية . (ص/١٧٤)

ما في " كنز العمال " : " كل قرضٍ جرّ منفعة فهو ربًا " .

(١٩٩/٦ ، كتاب الدين والسلم ، فصل في لواحق كتاب الدين ، الرقم : ١٥٥١٢)

(ارواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل :٢٣٥/٥، الرقم :١٣٩٨)

ما في " السنن الكبرى للبيهقي " : عن فضالة بن عبيد صاحب النبي ﷺ أنه قال : " كل قرض جّر منفعة فهو وجه من وجوه الربا " . موقوف .

(٥٧٣/٥ ، كتاب البيوع ، باب كل قرض جر منعفة فهو ربا ، الرقم :١٠٩٣٣)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وفي الخلاصة : القرض بالشرط حرام ، والشرط لغو ... وفي الأشباه : كل قرض جرّ نفعا حرام .

(٣٩٤/٧ ، ٣٩٥ ، باب المرابحة والتولية ، مطلب كل قرض جرّ نفعا حرام)

(٢) ما في " الفتاوى التاتارخانية " : وفي " المنافع " : الشركة : اختصاص الشريكين فصاعدا بمحلة واحدةٍ ، وقال : إنها عبارة عن الاختلاط بحيث لا يعرف أحد النصيبين من الآخر . (٣٢٩/٤ ، كتاب الشركة ، الدر المنتقى شرح الملتقى مع مجمع الأنهر :٥٤٢/٢)

ما في " فتاوى النوازل " : وهى عبارة عن اختلاط النصيبين ولا يعرف أحدهما الآخر ، ويعلق على العقد وإن لم يوجد الاختلاط . (ص/٣١٦)

ما في " رد المحتار " : فما كان من ربح فهو بينهما على قدر رؤوس أموالهما .

(٣٧٠/٦ ، مطلب شركة العقد)

ما في " الفتاوى الهندية " : أما شرط جوازها تكون رأس المال عيناً حاضراً أو غائباً عن مجلس العقد لكن مشار إليه والمساواة في رأس المال ليست بشرط ، ويجوز التفاضل=

بٹ کوئن ڈیجیٹل کرنسی کا استعمال

مسئلہ (۱۸۲): بٹ کوئن یا کوئی بھی ڈیجیٹل کرنسی محض فرضی کرنسی ہے، اس میں حقیقی کرنسی کے بنیادی اوصاف وشرائط بالکل نہیں پائی جاتیں، اور آج کل بٹ کوئن یا ڈیجیٹل کرنسی کی خرید وفروخت کے نام سے نیٹ پر جو کاروبار چل رہا ہے، وہ محض دھوکہ ہے، اس میں حقیقت میں کوئی مبیع وغیرہ نہیں ہوتی، اور نہ ہی اس کاروبار میں بیع کے جواز کے شرعی شرطیں پائی جاتی ہیں، بلکہ درحقیقت یہ فاریکس ٹریڈنگ کی طرح سود اور جوے کی شکل ہے، اس لیے بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی کی خرید وفروخت کی شکل میں انٹرنیٹ پر چلنے والا کاروبار شرعاً حلال وجائز نہیں ہے، لہٰذا مسلمان بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی کے نام نہاد کاروبار میں پیسے نہ لگائیں۔[1]

=في الربح مع تساويهما في رأس المال . كذا في محيط السرخسي . (۳۱۹/۲)

ما في " البحر الرائق " : والربح بينهما على قدر رأس مالهما .

(۱۸۹/۵، كتاب الشركة ، دار المعرفة بيروت ، مجمع الأنهر: ۵۵۳/۲)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۱۰۰/۲) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۴۶۸۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالى : ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ .

(سورة البقرة : ۲۷۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة﴾ . (آل عمران : ۱۳۰)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : قال صاحب التنوير التمرتاشي : الربا شرعًا فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة . " تنوير " .

(رد المحتار : ۳۹۸/۷ – ۴۰۱)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر قال : " لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ، وقال : هم سواء " .

(۲۷/۲ ، كتاب المساقات والمزارعة ، باب لعن آكل الربا وموكله)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿يايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والانصاب رجسٌ من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ . (سورة المائدة : ۹۰)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار، وأن المخاطرة من القمار ، قال ابن عباس : إن المخاطرة قمار ، وأن أهل الجاهلية كانوا يخاطرون على المال والزوجة ، وقد كان ذلك مباحًا إلى أن ورد تحريمه . (۳۹۸/۱)

ما في " رد المحتار " : لأن القمارمن القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى ؛ وسمي القمار قمارًا ؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه ، وهو حرام بالنص .

(۵۷۷/۹ ، ۵۷۸ ، كتاب الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغيره)

ما في " جامع الترمذي " : (ولنهي النبي ﷺ عن بيع الغرر) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : " نهى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر وبيع الحصاة " . (۲۳۳/۱ ، أبواب البيوع ، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر ، صحيح مسلم : ۲/۲ ، كتاب البيوع)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۵۰۶۸)

مرنے والے کے بینک اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی رقم

مسئلہ (۱۸۳): اگر کسی شخص کا انتقال ہوجائے اور اس نے اپنے ترکہ میں کچھ نقد رقم بھی چھوڑی ہو، جو بینک میں رکھی ہو، اور اس میں بینک کی طرف سے ملنے والی سودی رقم بھی ملی ہو، تو بینک سے پوری رقم نکال لی جائے، اصل رقم ورثاء کے درمیان اُن کے شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کی جائے، اور سود کی رقم غربا فقرا کو ثواب کی نیت کیے بغیر دے دی جائے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار " : مات رجل ويعلم الوارث أن أباه كان يكسب من حيث لا يحل ولكن يلا يعلم الطالب بعينه ليرد عليه حل له الارث ، والأفضل أن يتورع ويتصدق بنية خصماء أبيه . والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم ، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه .

(۷/ ۳۰۱ ، كتاب البيوع ، باب البيع الفاسد ، مطلب فيمن ورث مالا حراما)

ما في " بذل المجهود شرح سنن أبي داود " : وأما إذا كان عند رجل مال خبيث ، فإما إن ملكه بعقد فاسد أو حصل له بغير عقد ولا يمكنه أن يرده إلى مالكه ، ويريد أن يدفع مظلمته عن نفسه ، فليس له حيلة إلا أن يدفعه إلى الفقراء .

(۱/ ۳۵۹ ، كتاب الطهارة ، باب رفض الوضوء ، تحت الرقم : ۵۹)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۸۸۱۸)

كتاب الإجارة

اجارہ کے احکام ومسائل

چھٹی کے ایام کی تعلیمی یا ٹرانسپورٹ کی فیس لینا

مسئلہ (۱۸۴): تعلیمی فیس یا ٹرانسپورٹ فیس تعلیم دینے اور بچوں کو گاڑیوں میں لانے اور لے جانے کے عوض ہوتی ہے، اور جب چھٹیوں میں نہ تعلیم ہوتی ہے، اور نہ ہی گاڑیوں سے آنا جانا ہوتا ہے، تو تعلیم یا ٹرانسپورٹ کے نام پر فیس لینا بھی درست نہ ہوگا، البتہ اگر سالانہ فیس مقرر کی جائے، جس میں چھٹیوں کے ایام بھی ہوں، تو پھر لینے کی گنجائش ہوگی، کیوں کہ یہ معاملہ اب سالانہ ہے، اور سال میں چھٹیوں کے ایام بھی داخل ہیں۔[1]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الجوهرة النيرة " : قوله : (والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستئجار الدور للسكنى ، والأرضين للزراعة ، فيصح العقد على مدة معلومة) ؛ لأن منافع الدور والأرض لا تكون معلومة إلا بتقدير المدة ؛ لأن المدة إذا لم تكن معلومة اختلف المتعاقدان فيها ، فيقول أحدهما : شهر ، والآخر : أكثر ، فيقع التنازع .

(۱/۵۷۶ ، كتاب الإجارة ، ط : بيروت)

ما في " اللباب في شرح الكتاب " : ومن استأجر بعيرًا إلى مكة فللجمال أن يطالبه بأجرة كل مرحلة . (۲/۳۴ ، كتاب الإجارة ، ط : قديمي كتب خانه كراچي)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۴۲۸)

بلڈر کا خریداروں سے مکان کرایہ پر لینا

مسئلہ (۱۸۵): بعض دفعہ بلڈر جن لوگوں سے مکان فروخت کرتا ہے، جب حوالگی کی مقررہ مدت مکمل ہوجاتی ہے، اور وہ مکان تیار نہیں کر پاتا، تو وہ خود خریداروں سے کہتا ہے کہ اب میں تم سے مکان کو کرایہ پر لیتا ہوں، جب تک میں آپ کو مکان حوالہ نہ کروں، میری حیثیت آپ کے کرایہ دار کی ہوگی، اور میں مقررہ اُجرت ادا کرتا رہوں گا، مطلوبہ اوصاف کے ساتھ مکان تیار نہ ہونے کی صورت میں بلڈر کا اس مکان کو کرایہ پر لینا درست نہیں ہے[۱]، البتہ خریدار کے حقیقی خسارہ کے بقدر مالی معاوضہ کی شرط بوقتِ عقد ہی لگانا درست ہے[۲]، اور اگر عقد کے وقت یہ شرط نہیں لگائی گئی تھی، تو بعد میں باہمی رضامندی سے جو معاوضہ طے ہوجائے، اس کے لینے کی گنجائش ہے۔[۳]

الحجة على ما قلنا :

(١) ما في " الفتاوى الهندية " : أما شرائط الصحة فمنها رضا المتعاقدين ، ومنها أن يكون المعقود عليه وهو المنفعة معلومًا علمًا يمنع المنازعة فإن كان مجهولا جهالة مفضية إلى المنازعة يمنع صحة العقد وإلا فلا .... ومنها بيان المدة في الدور والمنازل والحوانيت . اهـ . (٤/٤١١ ، كتاب الإجارة)

ما في " البحر الرائق " : (والمنفعة تعلم ببيان المدة كالسكنى والزراعة فتصح على مدة معلومة) أي مدة كانت ؛ لأن المدة إذا كانت معلومة كانت المنفعة معلومة فيجوز ، طالت المدة أو قصرت أو تأخرت بأن كانت مضافة أو تقدمت بأن كانت متصلة بوقت العقد . اهـ. (٨/٥ ، كتاب الإجارة)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=(۲) ما في " الفتاوى التاتار خانية " : ولو قال للخياط : إن خطته اليوم فلک درهم ، وإن خطته غدًا فلک درهم ، فالشرط الأول صحيح في قول أبي حنيفة حتى أنه لو خاطه في اليوم الثاني يجب أجر المثل ، وقال أبو يوسف ومحمد : الشرطان جائزان ، حتى لو خاطه في اليوم الأول فله درهم ، ولو خاطه في اليوم الثاني فله نصف درهم . اهـ .

(۱۵/۴۴ ، الإجارة على أحد الشرطين)

ما في " الهداية " : لو قال : إن خطته اليوم فبدرهم وإن خطته غدا فبنصف درهم ، فإن خاطه اليوم فله درهم ، وفي الجامع الصغير : لا ينقص من نصف درهم ولا يزاد على درهم ، وقال أبو يوسف ومحمد : الشرطان جائزان ..... ولهما إن ذكر اليوم للتأقيت وذكر الغد للتعليق فلا يجتمع في كل يوم تسميتان ولأن التعجيل والتأخير مقصودان فنزل منزلة اختلاف النوعين . اهـ . (۳/۲۹۵ ، باب الإجارة على أحد الشرطين)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم﴾ . (سورة النساء : ۲۹)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي حرة الرقاشي عن محمد قال : قال رسول الله ﷺ : " ألا ! لا تظلموا ، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه " . الحديث .

(۲/۲۵۵ ، باب الغصب والعارية)

(تجاویز ستائیسواں فقہی سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا: تجویز نمبر:۱۳، بابت مکانات کی خرید وفروخت)

کتاب الحظر والاباحۃ

مباح وممنوع چیزوں کے احکام ومسائل

یومِ دوستاں (Friendship Day)

مسئلہ (۱۸۶): دوستی انسانی فطرت میں داخل ایک ضرورت ہے، ہر انسان چاہتا ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن، اور رشتہ داروں کے علاوہ بھی کچھ اس کے جاننے پہچاننے، ماننے اور منوانے والے ہوں، جو اس کو سمجھیں، اس سے رائے لیں، اسے مشورہ دیں، اس کی رہ نمائی کریں، اس کے عیوب پر پردہ پوشی کریں، اور اس کی خوبیوں کو سراہیں، اس کے دُکھ درد میں کام آئیں، اس کی خوشیوں میں شریک ہوں، اور غم کے لمحات میں تسلی دیں؛ لہٰذا دوستی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص آپ سے دوستانہ تعلق رکھے، آپ اس کی اُمید پر کھرا اُتریں۔لیکن آج کل فرینڈ شِپ ڈے (Friendship Day) کے نام سے باقاعدہ ''یومِ دوستاں'' منانے کا رَواج عام ہوچلا ہے، خاص طور سے سوشل میڈیا (وہاٹس ایپ، فیس بوک، ٹویٹر وغیرہ) پر، عوام وخواص، دانش ور وغیر دانش ور سب ہی ہیپی فرینڈ شِپ ڈے (Happy Friendship Day) کا میسج ایک دوسرے کو شیئر کررہے ہیں، سیلفیاں یعنی ذاتی تصاویر کھینچ کر اپنے دوستوں کو دھڑلّے سے اِرسال کررہے ہیں، اُن کا یہ عمل شرعاً درست نہیں ہے، اس لیے کہ یومِ دوستاں منانے کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ہے، یہ مغربی

تہذیب کی اندھی تقلید ہے، جس کی پیروی کرنا سراسر احمقانہ پن اور بے وقوفی ہے[۱]، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ یومِ دوستاں منانے، اور اس موقع پر ایک دوسرے کو تصاویر وغیرہ شیئر کرنے سے پرہیز کریں۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى . (۱۲/۵۹ ، مرقاة المفاتيح :۸/۲۲۲ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " شرح الطيبي " : قوله : " من تشبه بقوم " هذا عام في الخلق والخلق والشعار وإذا كان الشعار أظهر في التشبه . (۸/۲۳۲ ، رقم :۴۳۷۴)

(۱۲/۵۹ ، مرقاة المفاتيح :۸/۲۲۲ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " فيض القدير " : (من تشبه بقوم) أي تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بفعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم . اهـ . ..... وقال بعضهم : قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجية ، من أقوال وأفعال قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها ، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفى ﷺ بالحكمة التي هي سنة وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضآلين فأمر بمخالفتهم في الهدي الظاهر في هذا الحديث ، وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور – منها أن المشاركة في الهدي في الظاهر تؤثر تناسبا وتشاكلا بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال ، وهذا أمر محسوس . اهـ . ..... وقال ابن تيمية : هذا الحديث أقل أحواله أن يقتضي تحريم التشبه بأهل الكتاب وإن كان ظاهره يقتضي كفر المتشبه بهم فكما في=

.....

= قوله تعالى : ﴿ومن يتولّهم منكم فإنه منهم﴾ وهو نظير قول ابن عمرو : من بنى بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت حشر يوم القيامة معهم ، فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضي تحريم أبعاض ذلك ، وقد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلك . (٦/١٠٤، رقم :٨٥٩٣ ، ط : دار المعرفة بيروت لبنان)

ما في " اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم " : وإذا كانت المشابهة في القليل ذريعة ووسيلة إلى بعض هذه القبائح كانت محرمة ، فكيف إذا أفضت إلى ما هو كفر بالله ؟ ..... ان المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، أو تفضي إليهما في الجملة ، وليس في هذا المفضى مصلحة ، وما أفضى إلى ذلك كان محرما ، فالمشابهة محرّمة . اهـ . (ص/٢١٥ ، ٢١٦ ، المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، مطابع المجد التجارية ، و: ١/٢٧١، باب التشبه مفهومه ومقتضاه ، دار عالم الكتب بيروت)

(٢) ما في " صحيح البخاري " : [عن] عبد الله قال : سمعت النبي ﷺ يقول : " إن أشد الناس عذاباً عند الله المصورون " . (٢/٨٨٠ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة ، صحيح مسلم : ٢/٢٠١ ، كتاب اللباس ، باب تحريم صورة الحيوان)

ما في " شرح النووي على هامش مسلم " : قال أصحابنا وغيرهم من العلماء : تصوير صورة الحيوان حرام شديد وهو من أكبر الكبائر ، لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الحديث ، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره ، فصنعته حرام بكل حال ، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها . (٢/١٩٩، كتاب اللباس ، فتح الباري : ١٠/٤٧١ ، باب عذاب المصورين ، مرقاة المفاتيح : ٨/٣٢٣ ، كتاب اللباس ، باب التصوير ، الفصل الأول ، رد المحتار :٢/٤١٦ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب : إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى ، البحر الرائق : ٢/٤٨ ، ٤٩)

ما في " المعجم الكبير للطبراني " : وعن ابن عباس قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة تمثال ، والمصورون يعذبون يوم القيامة في النار ،=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= يقول لهم الرحمٰن : قوموا إلى ما صورتم ، فلا يزالون يعذبون حتىٰ تنطق الصورة ولا تنطق" . (١١/١٥٧ ، رقم : ١١٣٧٨ ، مجمع الزوائد :٥/٢٢٦ ، كتاب اللباس ، باب ما جاء في التماثيل والصور ، رقم :٨٨٩٥)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : يدل على المنع من تصوير شيء أي شيء كان. (١٢/٢٧٤)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثال إنسان أو طير . (در مختار) . وفي الشامية : قال الشامي رحمه اللّٰه تحت قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح .

(٩/٥١٩ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً ، أي سواء أكان للصورة ظلّ أو لم يكن ، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة . (١٢/١٠٣)

دوستی کن سے کی جائے؟

مسئلہ (۱۸۷): انسان کو اپنے گھر، پَر یوار میں رہتے ہوئے دوست اور دوستی کی ضرورت کم ہی پڑتی ہے، لیکن جب وہ پڑھنے لکھنے، یا کمانے اور ملازمت کے لیے گھر، وطن سے دُور چلا جاتا ہے، تو خود کو تنہا محسوس کرتا ہے، انسانی طبیعت اکیلے پن کو پسند نہیں کرتی؛ اس لیے وہ نئے لوگوں سے دوستی کرتا ہے، تاکہ خشک مزاجی سے بچا رہے، اور مشکل وقت میں کوئی اس کا ساتھ دینے والا بھی ہو، یاد رہے کہ دوستی ایسے آدمی سے کی جائے جس کے اندر برائی کی بنسبت اچھائیاں زیادہ ہوں، ایسے آدمی کا ہی انتخاب کریں جو کم از کم دوسروں کے لیے اچھا ہو، بے وقوف، بخیل اور بُزدِل لوگوں سے دوستی نہ کریں، اسی طرح جو روز روز آپ کی پڑھائی لکھائی، آپ کے کام کاج اور ضروری وقت کے ضیاع کا سبب بنے، ایسے شخص سے بھی دوستی کے لیے ہاتھ نہ بڑھائیں، کسی کی صورت یا دولت دیکھ کر دوستی نہ کریں، بلکہ سیرت وکردار کو ترجیح دیں، دوستی اس سے کریں جسے دنیا سے زیادہ دین کی فکر ہو، جو کھیل کود سے زیادہ پڑھنے لکھنے اور دینی کتب کے مطالعہ کی فکر کرتا ہو۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصٰدقين﴾ .

(سورة التوبة : ۱۱۹)

ما في " صفوة التفاسير " تحت هذه الآية : أي راقبوا الله في جميع أقوالكم وأفعالكم=

.....

.....

.....

= وكونوا مع أهل الصدق واليقين الذين صدقوا في الدنيا نية وقولاً وعملاً . (٥٢٨/١)

ما في " القرآن الكريم " : قال تعالى : ﴿ويوم يعضُّ الظالم على يديه يقول ياليتني لم أتخذ فلاناً خليلاً﴾ . (سورة الفرقان : ٢٨)

ما في " التفسير الكبير " : فيه إشارة إلى خليله سماه شيطاناً ؛ لأنه أضله كما يضل الشيطان ثم خذله ولم ينفعه في العاقبة . (٤٥٥/٨)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿الأخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو إلا المتقين﴾ .

(سورة الزخرف : ٦٨)

ما في " التفسير الكبير " : والمعنى الأخلاء في الدنيا يومئذ يعني في الآخرة بعضهم لبعض عدو ، يعني أن الخلة إذا كانت على المعصية والكفر صارت عداوة يوم القيامة . (إلا المتقين) يعني الموحدين الذين يخالل بعضهم بعضًا على الإيمان والتقوى . (٦٤١/٩)

ما في " جامع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " الرجل على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل " .

(٥٨٩/٤ ، رقم : ٢٣٧٨ ، أبواب الزهد ، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت ، سنن أبي داود : ص/ ٦٦٤ ، كتاب الأدب ، باب من يؤمر أن يجالس)

ما في " جامع الترمذي " : عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه : " ولا تصاحب إلا مؤمنًا ولا يأكل طعامك إلا تقي " . (٦٥/٢ ، كتاب الزهد ، باب في صحبة المؤمن)

ما في " بذل المجهود " : ولا تصاحب إلا مؤمنًا أي كامل الإيمان فينفعك صحبة في الدينا والآخرة . (٢٥٤/١٣)

ما في " صحيح مسلم " : عن أنس بن مالك أن أعرابيا قال لرسول الله ﷺ : متى الساعة ؟ قال له رسول الله ﷺ : " ما أعددتَ لها ؟ " قال : حب الله ورسوله . قال : " أنت مع من أحببت " . (٤٢/٨ ، رقم : ٦٨٧٨ ، كتاب البر والصلة والآداب ، باب المرء مع من أحب ، ط : دار الجيل بيروت ، و دار الآفاق الجديدة بيروت)

سوشل میڈیا ایپس کی آئی ڈی/آئکن پر تصویر لگانا

مسئلہ (۱۸۸): آج کل انٹرنیٹ پر چلنے والے ایپس مثلاً: فیس بوک، وہاٹس ایپ، ٹیلی گرام، ٹویٹر وغیرہ پر، آئکن یا آئی ڈی ہوتی ہے، جس میں جان دار، وغیر جان دار کی تصاویر رکھی جاسکتی ہیں، لیکن بہت سے مسلمان اس پر اپنی ذاتی، یا اپنے بچوں کی، یا گھر والوں میں سے کسی کی، یا پھر اپنے چاہنے والوں میں سے کسی کی تصویر فیڈ کرتے (لگاتے) ہیں، کہ جب سامنے والے کو میسیج جاتا ہے، تو مُرسِل یعنی بھیجنے والے کی تصویر بھی ساتھ میں نظر آتی ہے، یا ہم کسی سے رابطہ کرتے ہیں، تو وہ پہچان جاتا ہے، کہ فلاں صاحب ہیں، تو اس طرح آئی ڈی/آئکن پر اپنی یا کسی اور جان دار کی تصویر فیڈ کرنا (لگانا)، درست نہیں ہے[۱]، خاص کر بچوں کی تصاویر کہ اس سے بچوں کو نظر بد کا بھی اندیشہ ہوتا ہے[۲]، اس لیے مسلمانوں کو اس سے احتیاط کرنا چاہیے۔

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : [عن] عبد الله قال : سمعت النبي ﷺ يقول : " إن أشد الناس عذاباً عند الله المصورون " . (۲/۸۸۰ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة ، صحيح مسلم : ۲/۲۰۱ ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : يدل على المنع من تصوير شيء أي شيء كان. (۱۲/۲۷۴)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثالَ إنسان أو طير . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح . (۹/۵۱۹ ، كتاب الحظر والإباحة ،=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= فصل في اللبس)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً ، أي سواء أكان للصورة ظل أو لم يكن ، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة . (۱۲/۱۰۳ ، تصوير)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وان يكاد الذين كفروا ليزلقونک بابصارهم لما سمعوا الذكر ويقولون انه لمجنون﴾ . (سورة القلم : ۵۱)

ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " العين حقٌّ ، ونهى عن الوشم " . (ص/۱۰۷۲ ، رقم : ۵۹۴۴ ، باب الواشمة)

ما في " الموسوعة الفقهية " : الإصابة بالعين ثابت موجود أخبر الشرع بوقوعه في الكتاب والسنة فقال الله تعالى : ﴿وان يكاد الذين كفروا ليزلقونک بابصارهم﴾ ؛ أي يعتانونک بعيونهم فيزيلونک عن مقامک الذي أقامک الله فيه عداوة وبغضا فيک ، فهم كانوا ينظرون إليه نظر حاسد شديد العداوة يكاد يزلقه لو لا حفظ الله وعصمته له ..... وروى أبو هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال : " العين حق " . وروى أبو ذر رضي الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال : " العين تدخل الرجل القبر والجمل القدر " .

(۱۲/۱۲۰ ، ثبوت العين) (مستفاد: از فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۰۵۷۶)

اجنبیہ خاتون ڈرائیور کے ساتھ سفر

مسئلہ (۱۸۹): آج کل بیرونی ممالک کی طرح ہمارے ملک ہندوستان کے بعض علاقوں میں، آن لائن ٹیکسیوں پر خواتین ڈرائیور متعین کی جارہی ہیں، جب کوئی مسلم مرد ضرورت پڑنے پر، پرائیویٹ ٹیکسی طلب کرتا ہے، تو کوئی خاتون ڈرائیور ٹیکسی لے کر آتی ہے، اور پھر ایک مسلمان مرد کو اجنبیہ خاتون کے ساتھ تنہائی میں سفر کرنا پڑتا ہے، جو کہ ناجائز ہے، اس لیے مسلمان مسافروں کو چاہیے کہ آن لائن ٹیکسی بک کرنے سے پہلے اس کی تفصیلات نیٹ پر پڑھ لیا کریں، اگر معلوم ومحسوس ہو کہ خاتون ڈرائیور ہے، تو اس کی ٹیکسی بک نہ کریں، بلکہ کسی ایسی ٹیکسی کا انتظام کرے جس کا ڈرائیور کوئی مرد ہو۔ البتہ مسلمان مرد کے ساتھ اگر اُس کی بیوی یا محرمات میں سے کوئی ہو، تو پھر اس طرح کی ٹیکسی سے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے کوئی خاتون ڈرائیور چلا رہی ہو۔ اسی طرح اگر کوئی تنہا خاتون کسی ڈرائیور مرد کے ساتھ سفر کرے، تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : في الأشباه : الخلوة بالأجنبية حرام .

(۵۲۹/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النظر والمسّ)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن عقبة بن عامر قال : قال رسول الله ﷺ : " إياكم والدخول على النساء " . اهـ . متفق عليه . (ص/۲۶۸ ، باب النظر إلى المخطوبة ، ط : قديمي ، صحيح البخاري : ۷۸۷/۲ ، كتاب النكاح ، باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم والدخول على المغيبة ، رقم : ۵۲۳۲ ، صحيح مسلم : ۲۱۶/۲ ، كتاب السلام ،=

گرافک ڈیزائننگ (Graphic Designing) کا کام

مسئلہ (۱۹۰): بعض لوگ گرافک ڈیزائننگ (Graphic Designing) کا کام کرتے ہیں، جیسے: ویزیٹنگ کارڈ، شادی کارڈ، بینر، پوسٹر وغیرہ، اگر اس میں جان داروں کی تصاویر نہیں ڈالنا پڑتی ہے، تب تو گرافک ڈیزائننگ کا کام جائز ودرست ہے، اور اگر جان داروں کی تصاویر ڈالنا پڑے، تو پھر گرافک ڈیزائننگ کا کام جائز ودرست نہیں ہے[1]، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے کاروبار سے احتراز کریں، اور کوئی دوسرا حلال واطمینان بخش کاروبار اختیار کریں[2]، حلال کاروبار میں آمدنی کچھ کم ضرور ہوگی، لیکن حلال آمدنی کم مقدار میں ہونے کے باوجود، حرامِ کثیر سے خیر وبرکت میں بہت بہتر ہے۔

= باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها ، رقم : ۲۱۷۲)

ما في " مرقاة المفاتيح " : وعن عقبة بن عامر قال : قال رسول الله ﷺ : " إياكم والدخول على النساء " . أي غير المحرمات على طريق التخلية ، أو على وجه التكشف .

(۲۵۳/۶ ، رقم : ۳۱۰۲ ، ط: المكتبة الأشرفية ديوبند)

(مستفاد: از فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۱۵۹۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : [عن] عبد الله قال : سمعت النبي ﷺ يقول : " إن أشد الناس عذاباً عند الله المصورون " . (۸۸۰/۲ ، كتاب اللباس ، باب عذاب المصورين يوم القيامة ، صحيح مسلم : ۲۰۱/۲ ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم تصوير صورة الحيوان)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : يدل على المنع من تصوير شيء أي شيء كان.

(۲۷۴/۱۲)=

.....

.....

.....

=ما في " الدر المختار مع الشامية " : لا تمثالَ إنسان أو طير . (در مختار) . وفي الشامية : قوله : (أو طير) لحرمة تصوير ذي الروح .

(۵۱۹/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في اللبس)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً ، أي سواء أكان للصورة ظل أو لم يكن ، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة . (۱۰۳/۱۲ ، تصوير)

(۲) ما في " مشكوة المصابيح " : عن عائشة قالت : قال النبي ﷺ : " إنّ أطيب ما أكلتم من كسبكم ، وإنّ أولادكم من كسبكم " . رواه الترمذي والنسائي وابن ماجة .

(ص/۲۴۲ ، باب الكسب وطلب الحلال ، الفصل الثاني)

وفيه أيضًا : عن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : " طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة " . رواه البيهقي في شعب الإيمان . (ص/۲۴۲ ، كتاب البيوع ، باب الكسب وطلب الحلال ، الفصل الثالث ، رقم : ۲۷۸۱)

ما في " المبسوط للسرخسي " : ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو ؛ لأنه معصية ، والاستئجار على المعاصي باطل .

(۴۲/۱۶ ، كتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة)

ما في " الفتاوى الولوالجية " : ولا يجوز الاستئجار على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل ولا شيء من اللهو ولا أجر في ذلك ؛ لأنها معصية ، والإجارة على المعصية باطلة .

(۳۳۳/۳ ، الفصل الأول فيما تجوز الإجارة وفيما لا تجوز الخ)

(الفتاوى الهندية : ۴۴۹/۴ ، كتاب الإجارة ، الفصل الرابع في فساد الإجارة)

ما في " البحر الرائق " : ولا يجوز الإجارة على شيء من الغناء واللهو والنوح والمزامير والطبل ولا على الحداء وقراءة الشعر ولا غيره ولا أجر في ذلك .

(۳۶/۸ ، كتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة)

(مستفاد: از فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۳۹۶۶)

ہم جنس پرستی کی مذہبِ اسلام میں کوئی گنجائش نہیں!

مسئلہ (۱۹۱): فرد کی آزادی کے نام پر آج یورپ کے جمہوری ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے نہ صرف عریانی، فحاشی اور بدکاری بڑھ رہی ہے، بلکہ پوری انسانیت کی تذلیل کا سامان بھی ہو رہا ہے، ایسے قوانین بن رہے ہیں جن سے افرادِ خاندان اور معاشرہ وسماج کا تانا بانا بکھر رہا ہے، اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا جارہا ہے، سماجی رشتوں کی پاکیزگی، اخلاقی قدریں ختم اور منہدم ہو رہی ہیں، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دلوں کا چین وسکون رخصت ہو رہا ہے، انہی قوانین میں سے ایک قانون ہم جنس پرستی کا قانون ہے، جسے ان ممالک میں جواز حاصل ہے، مرد وعورت کے مابین ہونے والے نکاح جیسے مقدس رشتے کو پامال کرتے ہوئے، مرد کا مرد سے، اور عورت کا عورت سے نکاح کرنا، جائز قرار دیا جارہا ہے، حالاں کہ یہ ممالک مسیحیت کے عَلَم بردار ہیں، جس کی مقدس کتاب ''بائبل'' میں قومِ لوط کا حشر اور اس پر عذاب کی تفصیل موجود ہے، کہ اس قوم کے ہم جنسی کی لعنت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ اس صفحۂ ہستی سے مٹادی گئی، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہم جنس پرستی؛ یعنی مرد کا مرد سے، اور عورت کا عورت سے نکاح کو ناجائز وحرام قرار دیا گیا[۱]، اس لیے مسلمانوں کو اس طرح کے نکاح اور فکر وخیال سے اپنے آپ کو بچانا فرض ہے[۲]، کیوں کہ یہ قانونِ فطرت سے بغاوت اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

=(١) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولوطا اذ قال لقومه أتأتون الفاحشة ما سبقكم بها من أحد من العلمين . انكم لتأتون الرجال شهوة من دون النساء بل أنتم قوم مسرفون﴾ .

(سورة الأعراف : ٨٠ ، ٨١)

وقال تعالى : ﴿أتأتون الذكران من العالمين . وتذرون ما خلق لكم ربكم من ازواجكم بل أنتم قوم عادون﴾ . (سورة الشعراء : ١٦٥ ، ١٦٦)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الفقهاء على أن اللواط محرم ؛ لأنه من أغلظ الفواحش . وقد ذمه اللّٰه تعالى في كتابه الكريم وعاب على فعله فقال تعالى : ﴿ولوطا اذ قال لقومه أتأتون الفاحشة ما سبقكم بها من أحد من العلمين . انكم لتأتون الرجال شهوة من دون النساء بل أنتم قوم مسرفون﴾ . وقال تعالى : ﴿أتأتون الذكران من العالمين . وتذرون ما خلق لكم ربكم من ازواجكم بل أنتم قوم عادون﴾ . وقد ذمه الرسول ﷺ بقوله : " لعن اللّٰه من عَمِل عَمَل قوم لوطٍ ، ولعن اللّٰه من عمل عمل قوم لوط ، ولعن اللّٰه من عمل عمل قوم لوط " . (٣٤٠/٣٥)

(٢) ما في " الموافقات للشاطبي " : ومجموع الضروريات خمسة : وهي حفظ الدين والنفس والنسل والمال والعقل ، وقد قالوا : إنها مراعاة في كل ملة .

(٣٢٦/٢ ، ط : دار المعرفة بيروت ، المقاصد قسمان ؛ مقاصد الشارع ومقاصد المكلف ، القسم الأول مقاصد الشارع ، النوع الأول ، المسألة الأولى)

دینی اِداروں میں موبائل کی ممانعت و پابندی

مسئلہ (۱۹۲): انٹرنیٹ، موبائل اور لیپ ٹاپ وغیرہ جدید الیکٹرانک آلات نے جہاں بہت سی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں، وہیں پڑھنے لکھنے والوں کا زبردست نقصان بھی کیا ہے، جس کی وجہ سے بعض تعلیمی ادارے اپنے یہاں پڑھنے والے طلبہ کے لیے ہر طرح کا موبائل رکھنا منع کردیتے ہیں، اور بعض ادارے اینڈرائڈ (Android) موبائل کے استعمال پر پابندی لگاتے ہیں، تعلیمی اداروں کی طرف سے اس طرح کی ممانعت و پابندی لگانا شرعاً جائز ہے[۱]، کیوں کہ ہر ایسی چیز جو واجبِ مقصود میں مخل (خلل انداز) ہو، اس پر پابندی لگائی جاسکتی ہے، اگرچہ فی نفسہٖ وہ جائز ومباح ہو، البتہ طلبہ کے موبائل جمع کرکے ان کو ضائع کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون﴾ . (سورة آل عمران : ۱۰۴)

ما في " أحكام القرآن للجصاص " : قال الله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ قال أبو بكر : قد حوت هذه الآية معنيين : أحدهما : وجوب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، والآخر : أنه فرض على الكفاية ليس بفرض على كل أحد في نفسه إذا قام به غيره ، لقوله تعالى : ﴿ولتكن منكم امة﴾ ، وحقيقته تقتضي البعض دون البعض ، فدلّ على أنه فرض الكفاية ، إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، ..... والذي يدل على صحة هذا القول إنه إذا قام به بعضهم سقط عن الباقين ، كالجهاد وغسل الموتى وتكفينهم والصلاة عليهم ودفنهم . اهـ . (۲/۳۷ ، ۳۸ ، باب فرض الأمر=

.....

.....

.....

= بالمعروف والنهي عن المنكر)

ما في " مشكوة المصابيح " : عن أبي سعيد الخدري عن رسول اللّٰه ﷺ قال : " من رآى منكم منكرا فليغيّره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان " . رواه مسلم . (ص/٤٢٦ ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الأول ، ط : قديمي)

ما في " جامع الترمذي " : عن حذيفة بن اليمان ، عن النبي ﷺ قال : " والذي نفسي بيده، لتأمرنّ بالمعروف ، ولتنهونّ عن المنكر ، أو ليُوشكنّ اللّٰه أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يُستجاب لكم " . قال أبو عيسى : هذا حديث حسن .

(٤٦٨/٤ ، رقم : ٢١٦٩، كتاب الفتن ، باب الأمر بالمعروف ، ط : احياء التراث العربي بيروت ، و : ٢١٠/٣، رقم : ٢١٦٩، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، ط : دار الكتب العلمية بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : اتفق الأئمة على مشروعية الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وحكى الإمام النووي وابن حزم الإجماع على وجوبه ، وتطابقت آيات الكتاب وأحاديث الرسول ﷺ وإجماع المسلمين على أنه من النصيحة التي هي الدين ، قال اللّٰه تعالى : ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ ، وقال النبي ﷺ : " من رآى منكم منكرا فليغيره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان . قال الإمام الغزالي : الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر أصل الدين وأساس رسالة المرسلين ولو طوي بساطه وأهمل علمه وعمله لتعطلت النبوة واضمحلت الديانة وعمت الفوضى وهلك العباد ، إلا أنهم اختلفوا بعد ذلك في حكمه ، هل هو فرض عين أو فرض كفاية أو نافلة ؟ أو يأخذ حكم المأمور به والمنهي عنه ، أو يكون تابعاً لقاعدة جلب المصالح ودرء المفاسد على أربعة مذاهب : المذهب الأول : أنه فرض كفاية ، وهو مذهب جمهور أهل السنة ، وبه قال الضحاك من أئمة التابعين والطبري وأحمد بن حنبل . اهـ . (٢٤٨/٦، الأمر بالمعروف الخ ، الحكم التكليفي)=

کرسمس ڈے کے موقع پر ''ہیپی کرسمس'' کہنا

مسئلہ (۱۹۳): عیسائیوں کے تہوار عید میلاد یعنی ''کرسمس'' کے موقع پر ''ہیپی میری کرسمس'' (Happy Merry Christmas) کہہ کر مبارک باد کہنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، کہ اس میں نصاریٰ سے مشابہت [۱] اور اُن کے شرکیہ عمل پر رضامندی کا اظہار ہے [۲] مسلمانوں کو اِس سے احتراز لازم ہے۔

=(۲) ما في " قواعد الفقه " : الأصل عند أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى أن ما حصل مفعولا بإذن الشرع كان كأنه حصل بإذن من له الولاية من بني آدم ، وعند أبي حنيفة يدرج فيها بشرط السلامة . (ص/۳۰ ، أصول المسائل الخلافية ، المادة : ۱۲)

ما في " هامش قواعد الفقه " : إذا كسر سائر المعازف والملاهي لا يضمن عندهما ؛ لأنه بإذن الشارع فصار كأنه حصل بإذن من له الولاية ، وأبو حنيفة رح يقول : أذن له الشرع بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر بشرط السلامة ، من غير أن يتلف مالا .

(ص/۳۰ ، هامش : ۱۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۳۵۶۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " سنن أبي داود " : عن ابن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : " من تشبه بقوم فهو منهم " . (ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لباس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى . (۱۲/۵۹ ، مرقاة المفاتيح :۸/۲۲۲ ، كتاب اللباس والزينة)

ما في " شرح الطيبي " : قوله : " من تشبه بقوم " هذا عام في الخلق والخلق والشعار وإذا كان الشعار أظهر في التشبه . (۸/۲۳۲ ، رقم :۴۳۷۴)

ما في " فيض القدير " : (من تشبه بقوم) أي تزيا في ظاهره بزيهم وفي تعرفه بفعلهم وفي تخلقه بخلقهم وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم . اهـ . . . . . =

.....

=وقال بعضهم : قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجية ، من أقوال وأفعال قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها ، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة وقد بعث الله المصطفى ﷺ بالحكمة التي هي سنة وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضآلّين فأمر بمخالفتهم في الهدي الظاهر في هذا الحديث ، وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور – منها أن المشاركة في الهدي في الظاهر تؤثر تناسبا وتشاكلا بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال ، وهذا أمر محسوس . اهـ . ..... وقال ابن تيمية : هذا الحديث أقل أحواله أن يقتضي تحريم التشبه بأهل الكتاب وإن كان ظاهره يقتضي كفر المتشبه بهم فكما في قوله تعالى : ﴿ومن يتولّهم منكم فإنه منهم﴾ وهو نظير قول ابن عمرو : من بنى بأرض المشركين وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت حشر يوم القيامة معهم ، فقد حمل هذا على التشبه المطلق فإنه يوجب الكفر ويقتضي تحريم أبعاض ذلك ، وقد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه فإن كان كفرا أو معصية أو شعارا لها كان حكمه كذلك . (۱۰۴/۶ ، رقم :۸۵۹۳ ، ط : دار المعرفة بيروت لبنان)

ما في " اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم " : وإذا كانت المشابهة في القليل ذريعة ووسيلة إلى بعض هذه القبائح كانت محرمة ، فكيف إذا أفضت إلى ما هو كفر بالله ؟ ..... ان المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، أو تفضي إليهما في الجملة ، وليس في هذا المفضى مصلحة ، وما أفضى إلى ذلك كان محرما ، فالمشابهة محرّمة . اهـ . (ص/۲۱۵ ، ۲۱۶ ، المشابهة تفضي إلى كفر أو معصية غالبا ، مطابع المجد التجارية ، و: ۱/ ۲۷۱، باب التشبه مفهومه ومقتضاه ، ط : دار عالم الكتب بيروت)

(۲) ما في " القرآن الكريم " :﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من أولياء ثم لا تنصرون﴾ .''مت جھکوان کی طرف جوظالم ہیں پھرتم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوامددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔'' (سورۃ ھود : ۱۱۳)

ما في " الجامع لأحكام القرآن للقرطبي " : آیت میں ظالموں سے مشرک، فاسق وفاجر اور خدا کے=

کمپنی منیجر کا زائد کپڑے میں تصرُّف

مسئلہ (۱۹۴): اگر کوئی شخص کسی کپڑے کی کمپنی کا منیجر ہو، اور کمپنی میں زائد بچنے والے کپڑے کو وہ خود استعمال کرے، یا کسی دوسرے کو دے، تو یہ درست نہیں ہے، کیوں کہ دوسرے کی ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں[۱]، ہاں! اگر کمپنی مالک نے اجازت دے رکھی ہو کہ بچا ہوا زائد کپڑا تم خود رکھ سکتے ہو، یا کسی اور کو دے سکتے ہو، تو پھر اجازت ہوگی۔[۲]

= نافرمان بندے مراد ہیں، اور میلان وجھکاؤ کا مطلب، ان سے محبت ان کی اطاعت اور ان کے اعمال سے رضامندی ہے۔ (۱۰۸/۵)

ما في " كنز العمال " : " من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله " .

"جو شخص کسی قوم کے اجتماع کو اپنی شرکت کے ذریعہ بڑھائے وہ انہی میں سے ہے، اور جو کسی قوم کے عمل سے خوش ہو وہ اس عمل میں ان کا برابر کا شریک ہے۔" (۱۱/۹ ، رقم : ۲۴۷۳۰) (مستفاد از: فتاویٰ بنوریہ، رقم الفتویٰ: ۱۸۳۰۴)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه . (۹۶/۱، المادة : ۹۶ ، شرح المجلة : ص/۶۱، المادة : ۹۶)

(قواعد الفقه : ص/۱۱۰ ، قاعدة : ۷۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته .

(۲۴۰/۹ ، كتاب الغصب ، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير)

ما في " رد المحتار " : التصرف في مال الغير حرام ، فيجب التحرّز عنه .

(۳۷۳/۷ ، كتاب البيوع ، باب المرابحة والتولية)

(۲) ما في " شرح المجلة " : كل يتصرف في ملكه كيف ما شاء .

(ص/۶۵۴ ، رقم المادة : ۱۱۹۲)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۷۰۱۲)

جائز کام کے لیے فحش ویڈیو اور سائٹ دیکھنا

مسئلہ (۱۹۵): جائز مقاصد کی تکمیل وتقویت کے لیے بھی سیکس ویڈیو یا فحش سائٹ دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ بڑا گناہ ہے، جائز مقاصد کے اغراض ومقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مباح طریقے موجود ہیں، تجربہ کار، ماہر اطباء کے مشورے سے انہیں اختیار کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في "رد المحتار": "ما كان سبباً لمحظور فهو محظور". (۲۲۳/۵، ط : نعمانيه)

ما في "الدر المختار مع الشامية" : "وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز". (۴۳۲/۹)

ما في "بدائع الصنائع" : ولأن الاستمتاع بالدواعي وسيلة إلى القربان ، والوسيلة إلى الحرام حرام . (۴۸۸/۶ ، كتاب الاستحسان)

ما في "الهداية" : لأن الأصل أن سبب الحرام حرام .

(۴۶۶/۴ ، كتاب الكراهية ، فصل في الاستبراء)

(فتح القدير لابن الهمام : ۵۶/۱۰)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۶۵۱۰)

جانوروں پر میڈیکل تجربات

مسئلہ (۱۹۶): اسلام دینِ رحمت ہے، اس نے جس طرح غریبوں، محتاجوں، بے کسوں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ ہم دردی کی تعلیم دی ہے، ویسے ہی جانوروں کے ساتھ بھی مکمل حسنِ سلوک اور مشفقانہ برتاؤ کا حکم دیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانی خدمت اور منافع کے لیے پیدا کیا ہے، مگر ان سے نفع اُٹھانے کے بھی حدود متعین ہیں، جن کی رعایت لازم ہے، ان کے ساتھ کوئی ایسا رویہ نہ برتا جائے جس سے سنگ دِلی کا احساس ہوتا ہو، چنانچہ انسانی مفاد کے لیے جانوروں پر میڈیکل تجربات کیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح دواؤں کے لیے جانور کو بے ہوش کرکے ان کے کسی عضو کو نکالنا یا ان کے جسم میں کوئی آلہ رکھ دینا درست ہے[۱]، بشرطیکہ یہ عمل اس کی دائمی تکلیف کا باعث نہ ہو۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (سورة البقرة : ۲۹)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : إن الأصل في الأشياء الإباحة ، حتى يدل الدليل على عدم إباحته . (۱/ ۲۵۲)

ما في " هامش الأشباه والنظائر " : قوله : (الأصل في الأشياء) ذكر العلامة قاسم بن قطلوبغا في بعض تعاليقه أن المختار أن الأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا ..... ودليل هذا القول قوله تعالى : ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (۱/ ۲۵۲، ۲۵۳)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : الأذى حرام ، وتركه واجب بالاتفاق ما لم يعارض بما هو أشد، فعندئذ يرتكب الأذى ، عملا بالقاعدة المتفق عليها : يرتكب أخف الضررين لاتقاء أشدهما .

(۲/ ۳۵۶ ، أذى ، أ – الأذى بمعنى الشيء المؤذي)

(تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر: ۶، ۷)

جانوروں کی نسل کی حفاظت

مسئلہ (۱۹۷): جانوروں کی نسل کی حفاظت، ماحولیات کے تحفُّظ یا کسی اور مقصد سے حکومت کی طرف سے کسی جانور کے شکار پر پابندی لگادی جائے، تو اس قانون کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اسی طرح جنگلی جانور یا پرندے جن کا شکار کرنا حکومتی قانون کی رُو سے ممنوع ہو، تو اس قانون کا لحاظ رکھنا بھی چاہیے۔ (۱)

خون خوار اور موذی جانوروں کو پالنا

مسئلہ (۱۹۸): جانوروں کے مناسب کھانے پینے کے معقول انتظام کے ساتھ تکلیف سے بچاتے ہوئے (۲)، ان کو بطورِ زینت پنجرے وغیرہ میں رکھنے کی گنجائش ہے (۳)، البتہ محض شوق کی تکمیل کے لیے خون خوار اور موذی جانوروں کو پالنا درست نہیں ہے۔ (۴)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في "تكملة فتح الملهم" : إن المسلم يجب عليه أن يطيع أميره في أمور مباحة .

(۳/۳۲۴، ط : أشرفيه)

ما في "الدر المختار مع الشامية" : لأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض .

(۶/۴۱۶، كتاب الجهاد ، باب البغاة ، مطلب في وجوب طاعة الإمام)

ما في "الموسوعة الفقهية" : أجمع العلماء على وجوب طاعة أولي الأمر من الأمراء والحكام ، وقد نقل النووي عن القاضي عياض وغيره هذا الإجماع .

(۲۸/۳۲۳، طاعة ، طاعة أولي الأمر)

(تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر: ۸، ۱۰)=

.....

الحجة على ما قلنا :

=(٢) ما في " الموسوعة الفقهية " : الأذى حرام ، وتركه واجب بالاتفاق ما لم يعارض بما هو أشد ، فعندئذ يرتكب الأذى ، عملا بالقاعدة المتفق عليها : يرتكب أخف الضررين لاتقاء أشدهما . (٢/٣٥٦ ، أذى ، أ – الأذى بمعنى الشيء المؤذي)

(٣) ما في " القرآن الكريم " : ﴿انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا﴾ . (سورة الكهف : ٧)

ما في " مدارك التنزيل وحقائق التأويل " : ﴿زينة لها﴾ أي ما يصلح أن يكون زينة لها ولأهلها من زخارف الدنيا وما يستحسن منها . (٢/٢٢٥ ، سورة الكهف :٧)

ما في " تفسير القرطبي " : والزينة كل ما على وجه الأرض ، فهو عموم لأنه دال على بارئه ..... والقول بالعموم أولى ، وأن كل ما على الأرض فيه زينة من جهة خلقه وصنعه وإحكامه . (١٠/٣٥٣ ، سورة الكهف :٧)

(٤) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ . (سورة البقرة : ١٩٥)

ما في " روح المعاني " : استدل بالآية على تحريم الإقدام على ما يخاف منه تلف النفس . (٢/١١٨)

ما في " البحر المحيط لأبي حيان الغرناطي " : والظاهر أنهم نهوا عن كل ما يؤول بهم إلى الهلاك في غير طاعة الله ..... ولا تجعلوا أنفسكم لقى إلى التهلكة فتهلك . (٢/١١٩، ١٢٠)

ما في " فتاوى دار العلوم ديوبند على شبكة نيت " : لكن لما كان هذا العمل خلاف القانون الحكمي وفيه إلقاء النفس إلى التهلكة فينبغي أن يحترز من هذا العمل ، قال تعالى : ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ . وفي القواعد الفقهية : المسلمون مأمورون بأن يدفع سبب الهلاك عن أنفسهم . (رقم الفتوىٰ :٦٣٢٢٤، متفرقات ، حلال وحرام)

ما في " الموافقات في أصول الأحكام للإمام الشاطبي " : ومجموع الضروريات خمسة : وهي حفظ الدين ، والنفس ، والنسل ، والمال ، والعقل . (٢/٤ ، كتاب المقاصد ، المسئلة الأولى)

ما في " روضة الطالبين " : ويحرم ما يضر من البدن والعقل . (٣/٢٨١)

(تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اوران کے احکام، تجویز نمبر:۴،۵)

غیر جنس سے پیدا شدہ بچہ

مسئلہ (۱۹۹): اگر جانوروں میں غیر جنس سے اختلاط کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو، تو وہ بچہ مادہ کے تابع ہوگا[۱]۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بچہ نر و مادہ میں سے جو خسیس ہو اس کے تابع ہوگا، جیسے بکری اور کتے کے اختلاط سے پیدا ہوا، تو کتے کے تابع ہوگا۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " بدائع الصنائع " : فإن كان متولداً من الوحشي والأنسي فالعبرة بالأم ، فإن كانت أهلية يجوز وإلا فلا ، حتى أن البقرة الأهلية إذا نزا عليها ثور وحشي فولدت ولداً فإنه يجوز ، وإن كانت البقرة وحشية والثور أهلياً لم يجز ، لأن الأصل في الولد الأم ، لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام وليس ينفصل من الأب إلا ماء مهين لا حظر له ولا يتعلق به حكم . (٦/٢٩٨ ، كتاب التضحية ، فصل في محل إقامة الواجب)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : والمتولد بين الأهل والوحشي يتبع الأم . (در مختار) . وفي الشامية : قال في البدائع : فلو نزا ثور وحشي على بقرة أهلية فولدت ولداً يضحي به دون العكس ، لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام ومن الأب ماء مهين ، ولذا يتبع الأم في الرق والحرية . (٩/٤٦٦ ، كتاب الأضحية ، البحر الرائق : ٨/٣٢٤)

(۲) ما في " الأشباه والنظائر للسيوطي " : قال الأصحاب : الولد يتبع أباه في النسب وأمه في الرق والحرية وأشرفهما دِينا وأخسهما نجاسة ، وأخفهما زكاة ، وأغلظهما فدية .

(٢/٨٠ ، القول في أحكام الولد)

(تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر: ۳ رمع نوٹ)

وبائی امراض والے جانور کو مارنا

مسئلہ (۲۰۰): متعدی وبائی امراض کو روکنے کے لیے متأثر جانوروں کو مارا جاسکتا ہے، البتہ زندہ جلانا یا زندہ دفن کرنا شرعاً درست نہیں۔ ایسے ہی موذی جانوروں کے ضرر سے بچنے کے لیے اُسے مارنا درست ہے، بشرطیکہ ان کی ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : عن عبد الله بن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : " إن النار لا يعذب بها إلا الله " . (ص/۳۰۷ ، كتاب القصاص ، باب قتل الردة والسعاة بالفساد)

ما في " سنن أبي داود " : عن عبد الرحمن بن عبد الله عن أبيه قال : كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فانطلق لحاجته ..... ورأى قرية نمل قد حرقناها فقال : من حرق هذه ؟ قلنا : نحن ؛ قال : " إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار " .

(ص/۳۶۲ ، ۳۶۳ ، كتاب الجهاد ، باب في كراهية حرق العدو بالنار)

ما في " الفتاوى الهندية " : وإحراق القمل والعقرب بالنار مكروه .

(۳۶۱/۵ ، كتاب الكراهية ، الباب الحادي والعشرون)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : يكره إحراق جراد وقمل وعقرب ، ولا بأس بإحراق حطب فيما نمل . (در مختار) . وفي الشامية : قال الشامي رحمه الله : قوله : (يكره إحراق جراد) أي تحريمًا ، ومثل القمل البرغوث ، ومثل العقرب الحية . (۴۸۲/۱۰ ، كتاب الخنثى)

ما في " إمداد الفتاوى " : وحرقهم ما نصه لكن جواز التحريق والتفريق مقيد كما في الشرح السير بما إذا لم يتمكنوا من الظفر بهم بدون ذلك بلا مشقة عظيمة ؛ فإن تمكنوا فلا يجوز كما في الدر المختار . (۲۶۳/۴) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۷۰۳۷)(امداد الفتاویٰ جدید مع حاشیہ:۹/۴۰۵،۴۰۶،زندہ کیڑوں کو آگ میں جلانا یا کسی جانور کو کھلانا-و:۹/۴۰۷،موذی کتے کو ہلاک کرنا اور اس کے ضمان کا حکم) (تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر:۱۱،۱۲)

نقصان پہنچانے والے کتے کو مارنا

مسئلہ (۲۰۱): اگر کسی بستی میں کتے نقصان پہنچانے لگیں، تو اُن کو ہلاک کرنے کی شرعاً اجازت ہے، اگر آوارہ کتے ہوں، تو کوئی بھی مار سکتا ہے، اور اگر پالتوں کتے پریشان کریں، تو اُن کے مالکین پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ خود اپنے کتوں کو مار ڈالیں، لیکن اگر وہ نہ ماریں اور کوئی شخص اس کو مار دے، تو اس پر اس کتے کا دام بطورِ ضمان واجب ہوگا، جیسا کہ حکیم الامت علامہ تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر وہ کتا کسی شخص کی ملکیت میں تھا تو اس کے مالک کو اس کتے کے دام دینا ہوں گے، خواہ کسی بہانے سے ہو۔ (۱)

نیز کتوں کو مارنے کے لیے دیگر ذرائع کے علاوہ زہر کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن زہر ایسا ہونا چاہیے جو فوری اثر کرے، اور جلد از جلد موجبِ ہلاکت بن جائے، ورنہ معمولی زہر اُلٹا لوگوں کے لیے مزید خطرہ کا باعث بن سکتا ہے۔ (۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۹/ ۴۰۷، ۴۰۸، موذی کتے کو ہلاک کرنا اور اس کے ضمان کا حکم)

(۲) ما في " الفتاوى الهندية " : ولو كان لرجل كلب عقور يعض كل من يمر عليه فلأهل القرية أن يقتلوه . (۵/ ۳۶۰ ، ۳۶۱ ، كتاب الكراهية ، الباب الحادي والعشرون فيما يسع من جراحات بني آدم والحيوانات ، وقتل الحيوانات ، ط : قديم زكريا ، وجديد زكريا : ۵/ ۴۱۶)

ما في " تكملة البحر الرائق " : قرية فيها كلاب كثيرة ولأهل القرية منها ضرر يؤمر أرباب الكلاب بأن يقتلوا كلابهم ؛ لأن دفع الضرر واجب ، وإن أبوا لزمهم القاضي . (۸/ ۲۰۴)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وجاز قتل ما يضر منها ككلب عقور وهرة=

مصنوعی طریقۂ تولید کی پہلی صورت اور بچہ کا نسب

براہِ راست مصنوعی ٹیوب کے ذریعہ پیدائش

مسئلہ (۲۰۲): مصنوعی طریقۂ تولید کے بارے میں اسلام اگرچہ اصولی طور پر اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا، اور اس سلسلے میں اپنائے جانے والے بہت سے طریقے بلاشبہ ناجائز وحرام ہیں، تاہم اگر زوجین اپنے مادۂ تولید کو مصنوعی ٹیوب میں رکھوائیں، یا خود رکھیں، اور بالفرض ٹیوب ہی میں بچے کی نشو ونما ہو، اور اسی سے پیدائش ہو، تو بچے کا نسب انہی زوجین سے ثابت ہوگا۔ (۱)

= تضر ، ويذبحها ؛ أي الهرة ذبحًا ولا يضر بها ؛ لأنه لا يفيد ولا يحرقها . (در مختار) وفي الشامية : قوله : (وهرة تضر) كما إذا كانت تأكل الحمام والدجاج . (۶/۷۵۲ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى ، ط : كراچى ، و:۱۰/۴۸۲ ، ط : زكريا)

(کتاب النوازل:۱۴/۴۴۷،نقصان پہنچانے والے کتوں کو مارنا، و:۱۴/۴۴۸،موذی کتوں کو زہر دے کر مارنا، و:۱۴/۴۴۹، بلی اور مرغیاں پکڑنے والی بلی اور کتے کو مارنا)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " رد المحتار مع الدر المختار " : ويثبت نسبه من واحد بمجرد دعواه ، ولو غير الملتقط استحسانًا . (در مختار) . وفي الشامية : والقياس أن لا تصح دعواهما ..... وجه الاستحسان أنه إقرار للصبي بما ينفعه .

(۶/۴۲۶ ، كتاب اللقيط ، اعلاء السنن : ۱۳/۸ ، ط : كراچي)

ما في " الهداية " : فإن ادعى مدع أنه ابنه فالقول قوله ، والقياس أن لا يقبل قوله ؛ لأنه يتضمن إبطال حق الملتقط . وجه الاستحسان أنه إقرار للصبي بما ينفعه ؛ لأنه يتشرف بالنسب ، يعبر بعدمه . (۲/۵۹۵ ، ط : المكتبة النعيمية ديوبند)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : وإذا ادعى الملتقط نسب اللقيط بعد ما بلغ اللقيط أو=

مصنوعی طریقۂ تولید کی دوسری صورت اور بچہ کا نسب

خارجی ٹیوب میں بارآوری کے بعد بیوی کے رحم سے پیدائش

مسئلہ (۲۰۳): اگر میاں بیوی کے اجزائے منویہ کو خارجی ٹیوب میں رکھ کر افزائش کی جائے، اور کچھ وقت کے بعد اسے بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے، اور وہیں سے بچہ کی پیدائش ہو، تو اس کا نسب بھی زوجین سے ثابت ہوگا۔ (۱)

= هو صغير يعبر عن نفسه ، فالقياس أن لا تصح دعوته ، وفي الاستحسان تصح دعوته .
(۷/۴۰۷ ، رقم : ۱۰۷۶۷ ، ط : زكريا)

ما في " الفتاوى السراجية " : ولو ادعى الملتقط أو غيره أنه ابنه يصح من غير بينة استحسانا . (ص/۳۳۹ ، ط : مكتبة الاتحاد ديوبند)

(خلاصۂ مقالات چودھواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۷، ۸، تجویز نمبر: ۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : ..... قال رسول الله ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۱/۲۷۶ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۱/۴۷۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۱/۲۱۹ ، مرقاة المفاتيح : ۶/۳۱۴ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)

ما في " أوجز المسالك " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۱۴/۷۵ ، رقم : ۱۴۴۵ ، كتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

ما في " الفتاوى البزازية على هامش الهندية " : عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماء ه وجعلته في فرجها وعلقت منه ، صارت أم ولد . (۵/۳۵۹ ، ط : زكريا)

ما في " رد المحتار " : ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن . (۴/۱۴۲ ، ط : زكريا)=

مصنوعی طریقۂ تولید کی تیسری صورت اور بچہ کا نسب

اجنبی عورت کا نطفہ ملا کر بیوی کے رحم میں پرورش

مسئلہ (۲۰۴): اگر کوئی شخص اپنے نطفہ اور کسی اجنبی عورت کے بیضہ کو ٹیوب میں بارآور کرائے، اور پھر اسے ایک مدت کے بعد اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کرادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچے کی ولادت ہو، تو یہ عمل شرعاً ناجائز وحرام ہوگا، لیکن جو بچہ پیدا ہوگا اس کا نسب زوجین سے ثابت ہوگا، اور جس عورت کے بیضے استعمال کیے گئے ہیں، اس سے نسب کا تعلق نہ ہوگا، البتہ اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی۔ (۱)

=(خلاصۂ مقالات چودھواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۹، ۱۰، تجویز نمبر: ۲)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللّٰائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : ..... قال رسول الله ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۱/۲۷۶ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۱/۴۷۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۱/۲۱۹ ، مرقاة المفاتيح : ۶/۳۱۴ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)

ما في " أوجز المسالک " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۱۴/۷۵ ، رقم : ۱۴۴۵ ، كتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

ما في " رد المحتار " : ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن . (۴/۱۴۲ ، ط : زكريا)

ما في " بدائع الصنائع " : النسب الثابت بالنكاح لا ينقطع إلا باللعان . (۳/۳۹۱)=

مصنوعی طریقۂ تولید کی چوتھی صورت اور بچہ کا نسب

اجنبی مرد کا نطفہ بیوی کے رحم میں ڈالنا

مسئلہ (۲۰۵): اگر شوہر کی منی قابلِ تولید نہ ہو، اور وہ کسی دوسرے شخص کے مادۂ منویہ کو اپنی بیوی کے بیضوں سے ملا کر خارجی ٹیوب میں بار آور کرائے، اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کرادے، اور بیوی کے رحم سے ہی بچہ کی پیدائش ہو، تو یہ طریقہ بھی حرام ہے، لیکن اس بچے کا نسب بھی انہی میاں بیوی سے ثابت ہوگا، اور جس غیر مرد کا مادہ شامل کیا گیا ہے، اس سے نسب ثابت نہیں ہوگا، البتہ اس سے حسبِ ضابطہ حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی۔ (۱)

=(خلاصۂ مقالات چودہواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۱۰، ۱۱، تجویز نمبر: ۳)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللّٰائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت : ..... قال رسول اللّٰه ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۱/۲۷۶ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۱/۴۷۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۱/۲۱۹ ، مرقاة المفاتيح : ۶/۳۱۴ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)

ما في " أوجز المسالک " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۱۴/۷۵ ، رقم : ۱۴۴۵ ، كتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

ما في " سنن أبي داود " : عن رويفع بن ثابت الأنصاري قال : قام فينا خطيبًا قال : أما أني لا أقول لكم إلا ما سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول يوم حنين قال : " لا يحل لامرئ يؤمن=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= باللّٰه واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره ، يعني إتيان الحبالى ، ولا يحل لامرئ يؤمن باللّٰه واليوم الآخر أن يقع على امرأة من السبي حتى يستبرئها " . (۲۹۳/۱ ، رقم : ۲۱۵۸)

(۲) ما في " الفقه على المذاهب الأربعة " : أما الزنا ..... وتثبت به حرمة المصاهرة نسبًا ورضاعًا .... فمن زنا بامرأة حرمت على أصوله وفروعه ، فلا تحل لأبيه ولا لابنه ، ويحرم على الزاني أصولها وفروعها ، فلا يحل له أن يتزوج بنتها ، سواء كانت متولدة من مائه أو غيره . (۵۶/۴ ، كتاب النكاح ، ط : دار الحديث القاهرة)

ما في " مجمع الأنهر " : حتى لو زنى بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها وحرمت المزنية على أصوله وفروعه ، ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطي وأبيه .

(۲۶/۱ ، ط : قديم ، و: ۴۸۱/۱ ، ط : مكتبة فقيه الأمت ديوبند)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : ولا يحرم على ابن الواطي ولا على أبيه ولد الموطوء ة ولا أمهاتها . (۴۹/۴ ، رقم : ۴۵۸۹ ، ط : زكريا ، الموسوعة الفقهية : ۲۱۴/۳۶)

(مجمع الأنهر : ۴۸۱/۱ ، ط : بيروت مكتبة فقيه الأمت ديوبند)

(خلاصۂ مقالات چودہواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۱۲، ۱۳، تجویز نمبر: ۴)

مصنوعی طریقۂ تولید کی پانچویں صورت اور بچہ کا نسب

میاں بیوی کا نطفہ غیر عورت کے رحم میں رکھنا

مسئلہ (۲۰۶): اگر بیوی کا رحم حمل کا متحمل نہ ہو، اور یہ شکل اپنائی جائے کہ میاں بیوی کا مادۂ منویہ ٹیوب میں بارآور کرا کے کسی اجنبی عورت کے رحم میں پہنچادیا جائے، اور اس عورت سے بچے کی پیدائش ہو، تو یہ طریقہ بھی یقیناً کھلی بے حیائی اور حرام ہے، لیکن بچے کا نسب اسی عورت سے ثابت ہوگا، جس کے بطن سے پیدائش ہوئی ہے، اور اگر وہ عورت منکوحہ ہو، تو اس کے شوہر سے بھی نسب ثابت ہوگا[۱]، اور جن زوجین کے نطفوں سے افزائش ہوئی ہے، ان سے نسب ثابت نہ ہوگا، بلکہ صرف حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللّٰائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲) وقوله تعالى : ﴿لا تضار والدة بولدها﴾ . (سورة البقرة : ۲۳۳) . وقوله تعالى : ﴿للرجال نصيب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصيب مما ترک الوالدان﴾ . (سورة النساء : ۷) . وقوله تعالى : ﴿والوالدات يرضعن اولادهن﴾ . (سورة البقرة : ۲۳۳) . وقوله تعالى : ﴿ووصينا الانسان بوالديه احسانا حملته امه كرها ووضعته كرها﴾ . (سورة الاحقاف :۱۵) . وقوله تعالى : ﴿حملته امه وهنا على وهن﴾ . (سورة لقمان : ۱۴)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت : ..... قال رسول اللّٰه ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۱/۲۷۶ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۱/۴۷۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۱/۲۱۹ ، مرقاة المفاتيح : ۶/۳۱۴ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " أوجز المسالک " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۱۴/۷۵ ، رقم : ۱۴۴۵ ، کتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

ما في " سنن أبي داود " : عن رويفع بن ثابت الأنصاري قال : قام فينا خطيبًا قال : أما أني لا أقول لكم إلا ما سمعت رسول الله ﷺ يقول يوم حنين قال : " لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره ، يعني إتيان الحبالى ، ولا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يقع على امرأة من السبي حتى يستبرئها " . (۱/۲۹۳ ، رقم : ۲۱۵۸)

(۲) ما في " بدائع الصنائع " : فنسب الولد من الرجل لا يثبت إلا بالفراش ، وهو أن تصير المرأة فراشا له لقوله عليه السلام : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . ..... فعلى هذا إذا زنا رجل بامرأة فجاء ت بولد فادعاه الزاني لم يثبت نسبه منه لانعدام الفراش ، وأما المرأة فيثبت نسبه منها . (۵/۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ط : زكريا)

(خلاصۂ مقالات چودہواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۱۴، ۱۵، تجویز نمبر: ۵)

مصنوعی طریقۂ تولید کی چھٹی صورت اور بچہ کا نسب

اجنبی مرد وعورت کا نطفہ بیوی کے رحم میں رکھنا

مسئلہ (۲۰۷): اگر شوہر کسی اجنبی مرد اور اجنبی عورت کے نطفوں کو بار آور کرا کے اپنی منکوحہ کے رحم میں منتقل کرائے اور اسی سے ولادت ہو، تو ایسا کرنا اگرچہ حرام ہے، لیکن بچے کا نسب زوجین سے ہی ثابت ہوگا، اور اجنبی مرد وعورت جن کا مادۂ تولید استعمال کیا گیا ہے، ان سے صرف حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ان امهاتهم الا اللائي ولدنهم﴾ . (سورة المجادلة : ۲)

ما في " صحيح البخاري " : عن عائشة رضي الله عنها قالت : ..... قال رسول الله ﷺ : " الولد للفراش وللعاهر الحجر " . (۱/۲۷۶ ، رقم : ۲۰۰۷ ، كتاب البيوع ، باب تفسير المشتبهات ، صحيح مسلم : ۱/۴۷۱ ، رقم : ۱۴۵۷ ، سنن الترمذي : ۱/۲۱۹ ، مرقاة المفاتيح : ۶/۳۱۴ ، باب اللعان ، الفصل الأول ، ط : المكتبة الأشرفية ديوبند)

ما في " سنن أبي داود " : عن رويفع بن ثابت الأنصاري قال : قام فينا خطيبًا قال : أما أني لا أقول لكم إلا ما سمعت رسول الله ﷺ يقول يوم حنين قال : " لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره ، يعني إتيان الحبالى ، ولا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يقع على امرأة من السبي حتى يستبرئها " . (۱/۲۹۳ ، رقم : ۲۱۵۸)

ما في " أوجز المسالك " : الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبدًا ..... ولا بوجه من الوجوه إلا باللعان . (۱۴/۷۵ ، رقم : ۱۴۴۵ ، كتاب الأقضية ، ط : دار القلم دمشق)

(خلاصۂ مقالات چودہواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۱۷، ۱۸، تجویز نمبر: ۶)

مصنوعی طریقۂ تولید کی ساتویں صورت اور بچہ کا نسب

ایک بیوی کا نطفہ دوسری بیوی کے رحم میں رکھنا

مسئلہ (۲۰۸): اگر کوئی شخص اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی کے بیضہ کو اپنے نطفہ کے ساتھ ملا کر خارج میں بار آور کرا کے دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کرائے، اور اسی سے بچہ کی پیدائش ہو، تو یہ عمل قطعاً ناجائز اور سراسر بے حیائی ہے، اور اس صورت میں بچہ کا نسب تو باپ سے ثابت ہوگا ہی، لیکن حقیقی ماں وہی کہلائے گی، جس کے بطن سے بچہ کی پیدائش ہوئی، اور جس بیوی کا بیضہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، اس سے صرف حرمتِ مصاہرت کا حکم متعلق ہوگا۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ووصينا الانسان بوالديه احسانا حملته امه كرها ووضعته كرها﴾ . (سورة الاحقاف :۱۵) . وقوله تعالى : ﴿حملته امه وهنا على وهن﴾ . (سورة لقمان : ۱۴) . وقوله تعالى : ﴿فانا خلقناكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم ونقر في الارحام ما نشاء الى اجل مسمى ثم نخرجكم طفلا﴾ . (سورة الحج : ۵) . وقوله تعالى : ﴿ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشأناه خلقا اخر فتبارك الله احسن الخالقين﴾ .
(سورة المؤمنون : ۱۴)

ما في " صحيح البخاري " : (عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ) : " إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما ثم يكون علقة مثل ذلك ، ثم يكون مضغة مثل ذلك ، ثم يبعث الله ملكا ..... " الحديث . (۱/۴۵۶ ، رقم : ۳۲۰۸ ، كتاب بدء=

تعلیم کو تجارت و نفع خوری کا ذریعہ نہ بنائیں!

مسئلہ (۲۰۹): تعلیم ایک اہم ترین خدمت ہے، لہٰذا اُس کی فیس بقدر ضرورت ہی ہونی چاہیے، اس کو تجارت اور نفع خوری کا ذریعہ بنانا انتہائی قبیح اور ناپسندیدہ عمل ہے۔[1]

= الخلق ، باب ذكر الملائكة ، صحيح مسلم : ۲/۳۳۲ ، رقم : ۲۶۴۳ ، كتاب القدر ، باب كيفية الخلق الآدمي في بطن أمه ، ط : مكتبه بلال جامع مسجد ديوبند)

(خلاصۂ مقالات چودہواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء الہند، موضوع: مصنوعی طریقۂ تولید کی چند شکلیں اور اُن میں ثبوتِ نسب کا حکم: ص/۱۹، ۲۰، تجویز نمبر: ۷)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين امنوا اركعوا واسجدوا واعبدوا ربكم وافعلوا الخير لعلكم تفلحون﴾ . (سورة الحج : ۷۷)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿وتعاونوا على البر والتقوى﴾ . (سورة المائدة : ۲)

ما في " سنن ابن ماجة " : عن أنس بن مالك – رضي الله عنه – قال : غلا السعر على عهد رسول الله ﷺ فقالوا : يا رسول الله ! قد غلا السعر فسعر لنا ، فقال : " إن الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق ، إني لأرجو أن ألقي ربي ، وليس أحد يطلبني بمظلمة في دم ولا مال . (ص/۱۵۹ ، باب من كره أن يسعر)

ما في " الفتاوى الهندية " : ومن اشترى شيئًا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز، وقال أبو يوسف رحمه الله : إذا زاد زيادة لا يتغابن الناس فيها فإني لا أحب أن يبيعه مرابحة حتى يبين . اهـ . (۳/۱۶۱) (المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ: ۵/۲۱۲)

کتاب اللباس والحجاب

لباس وحجاب کے احکام ومسائل

طالبانِ علومِ نبوت کا پینٹ شرٹ پہننا

مسئلہ (۲۱۰): پینٹ شرٹ اگر اس قدر چُست نہ ہوں کہ واجب الستر اعضاء (وہ اعضائے انسانی جن کا چھپانا واجب ہے) کا حجم اور بناوٹ نمایاں ہو[۱]، اور پینٹ ٹخنے کے نیچے نہ لٹکے[۲]، تو اس کے پہننے کی گنجائش ہے[۳]، البتہ اولیٰ بہر حال یہی ہے کہ مسلمان صلحاء اور اتقیاء کا لباس اختیار کریں، اور عام حالات میں اسی کو رَواج دیں۔

طلبۂ علومِ شرعیہ چوں کہ علومِ نبوت کو حاصل کر رہے ہیں، اس لیے انہیں صلحاء کا لباس ہی پہننا چاہیے، خواہ تدریسی اوقات کے علاوہ ہی ہو۔

بعض طلبہ جمعہ کے دن بالخصوص پینٹ شرٹ پہنتے ہیں، اور اپنا حلیہ ایسا بناتے ہیں، کہ لگتا ہی نہیں کہ وہ طالبانِ علومِ نبوت ہیں، یہ صورتِ حال اچھی نہیں ہے، بلکہ اس سے یہ تأثُّر ملتا ہے کہ وہ تہذیبِ اسلامی پر مطمئن نہیں ہیں، لہٰذا اس سے کلی احتراز کی ضرورت ہے۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَد أنزلنا عليكم لباسًا يواري سوء اتكم وريشًا ولباس التقوى ذلك خير﴾ . (سورة الأعراف : ۲۶)=

.....

.....

.....

.....

.....

=ما في " أحكام القرآن للجصاص " : وقد اتفقت الأمة على معنى ما دلت عليه الآية من لزوم فرض ستر العورة . (۴۰/۳)

ما في " تكملة فتح الملهم " : ستر العورة من أعظم مقاصد اللباس ، فيحرم على الإنسان استعماله كل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة . (۷۷/۱۰)

ما في " رد المحتار " : قال العلامة ابن عابدين رحمه الله : أقول : مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة وهو كثيفة لا ترى البشرة منه .

(۴۴۶/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النظر والمس)

ما في " تكملة فتح الملهم " : فبين الله سبحانه وتعالى أن مواراة السوء ة ، هو ستر العورة، من أعظم مقاصد اللباس ، وأن اللباس الذي يخل بهذا المقصد يهمل ما خلق اللباس لأجله ، فيحرم على الإنسان استعماله فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية مهما كان جميلاً أو موافقاً لدور الأزياء ، وكذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره ، فهو في حكم ما سبق في الحرمة وعدم الجواز . (۷۷/۱۰)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال : " ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار " . (۸۶۱/۲ ، مشكوة : ص/۳۷۳ ، كتاب اللباس ، الفصل الأول)

ما في " مرقاة المفا تيح " : ولا يجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء ، وقد نص الشافعي على أن التحريم مخصوص بالخيلاء لدلالة ظواهر الأحاديث عليها ، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه . (۱۹۸/۸ ، كتاب اللباس)

ما في " شرح النووي لصحيح مسلم " : لايجوز إسباله تحت الكعبين إن كان للخيلاء فإن كان لغيرها فهو مكروه ..... فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع ، فإن كان للخيلاء فهو =

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

=ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه .

(۱۹۴/۲ ، كتاب اللباس ، باب تحريم جر الثوب خيلاء)

(۳) ما في " تكملة فتح الملهم " : إن الإنسان جبل على حب التنوع في أنواع اللباس والطعام ، فإن الإسلام لم يقصره على نوع دون نوع ، ولم يقرر للإنسان نوعًا خاصًّا أو هيئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوبًا خاصًا للمعيشة . (۷۶/۹)

(۴) ما في " سنن أبي داود " : " من تشبه بقوم فهو منهم " .

(ص/۵۵۹ ، كتاب اللباس ، باب لبس الشهرة)

ما في " بذل المجهود " : قال القاري : من شبه نفسه ... مثلاً في اللباس وغيره ..... بأهل التصوف والصلحاء والأبرار فهو منهم ، أي ؛ في الإثم أو الخير عند الله تعالى .

(۵۹/۱۲ ، مرقاة المفاتيح :۲۲۲/۸ ، كتاب اللباس والزينة)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۱۲۰)

ہاف پینٹ پہننا

مسئلہ (۲۱۱): اسلامی تہذیب وثقافت نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت، نعمت، سعادت اور باعثِ شرافت وکرامت ہے، کیوں کہ دینِ اسلام پوری انسانیت کے لیے تاقیامت ایک کامل ومکمل دستور زندگی ونظامِ حیات ہے [۱]، اس مذہب نے زندگی کے ہر شعبے میں، ہر موڑ اور محاذ پر انسانیت کی رہبری وراہنمائی فرمائی ہے، انسان اپنے خالق ومالک کے ساتھ کس طرح کا تعلق رکھے اور دیگر مخلوقات کے ساتھ اس کا سلوک ورویہ کیسا ہو؟ اجتماعی اُمور میں کیا طریقہ اپنانا ہے؟ انفرادی اور نجی زندگی میں اس کا کیا طریقۂ کار ہو؟ اس کا کھانا پینا، پہنا اوڑھنا، رفتار وگفتار، اخلاق وکردار کیسا ہو؟ الغرض! ہر طرح کی رہبری وہدایت اس دین کا اختصاص وامتیاز ہے، ہم مسلمان ہیں، ہمیں اس کی تعلیمات وہدایات، تہذیب وثقافت پر نہ صرف فخر وناز ہونا چاہیے، بلکہ اسے اپنی زندگی میں رچانے اور بسانے کی پوری فکر کرنی چاہیے۔ [۲]

بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے نوجوان غیر اسلامی تہذیب وثقافت کو اَپنا رہے ہیں، ہماری وضع قطع، رہن سہن، معاملات ومعاشرت غیر شرعی ہوتے جارہے ہیں، جس سے عملاً یہ تأثُّر مل رہا ہے کہ ہم اپنی تہذیب وثقافت اور ہدایات وتعلیمات پر مطمئن نہیں ہیں، یا پھر غیروں کی تہذیب وثقافت سے مرعوب ومتأثِّر ہیں [۳]، یہ چیز ہمارے دین ودنیا کے حق میں اچھی نہیں ہے، اس کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔

ہمارے بہت سے نوجوان بچے ہاف پینٹ پہن کر گھوم رہے ہیں، جب کہ بالغ مسلمان کے لیے اس کا لباس ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہونا ضروری ہے، ہاف پینٹ میں گھٹنے اور دوسرا کچھ ستر کا حصہ کھلا رہتا ہے، بلکہ اس کے کشادہ اور چوڑے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات وہ حصہ بھی دکھائی دیتا ہے جس کا چھپانا فرض ہے (۴)، اس لیے اس کا پہننا جائز نہیں ہے، بلکہ سخت گناہ ہے، اور اگر بالفرض اس ہاف پینٹ میں گھٹنے چھپ بھی جاتے ہوں، اور ستر کا کوئی حصہ دکھائی بھی نہ دیتا ہو، تب بھی ہم وابستگانِ اسلام کو اس کے پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ صلحا و نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے، امید کہ ہمارے نوجوان، اسی طرح ان کے والدین اور متعلقین اس پر پوری توجہ دے کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ (۵)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿اليوم اكملتُ لكم دينكم واتممتُ عليكم نعمتي ورضيتُ لكم الاسلام دِينًا﴾ . (سورة المائدة :۳)

ما في " روح المعاني " : وعن ابن عباس والسدي أن المعنى اليوم أكملت لكم حدودي وفرائضي وحلالي وحرامي بتنزيل ما أنزلتُ وبيان ما بينتُ لكم فلا زيادة في ذلك ولا نقصان منه بالنسخ بعد هذا اليوم ، وكان يوم عرفة عام حجة الوداع .... (ورضيت لكم الاسلام دينا) أي اخترته لكم من بين الأديان وهو الدين عند الله تعالى لا غير ، وهو مقبول وعليه المدار . (۴/۹۰، ۹۱، الجزء الثاني ، سورة المائدة)

ما في " التفسير المظهري " : (اليوم اكملت لكم دينا) بالتنصيص على قواعد العقائد والتوقيف على أصول الشرائع من الفرائض والواجبات والسنن والآداب والحلال والحرام والمكروه وموجبات الفساد لماله وجود شرعي كالصلاة والصوم والبيع ونحوها وقوانين الاجتهاد فيما لا نص فيه . (۳/۵۳ ، سورة المائدة :۳) =

.....

=(۲) ما في " سنن ابن ماجة " : عن أبي سلام – خادم النبي ﷺ – عن النبي ﷺ قال : "ما من مسلم أو انسان أو عبد يقول حين يمسي وحين يصبح : " رضيت بالله ربا ، وبالإسلام دينا ، وبمحمد نبيا ، إلا كان حقا على الله أن يرضيه يوم القيامة " .

(۵/۳۶ ، رقم : ۳۸۷۰ ، كتاب الدعاء ، ط : مكتبة أبي المعاطي ، مسند أحمد بن حنبل : ۴/۳۳۷ ، رقم : ۱۸۹۸۸ ، حديث خادم النبي ﷺ ، ط : مؤسسة قرطبة القاهرة)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾ .

(سورة هود :۱۱۳)

ما في " البحر المحيط لأبي حيان الغرناطي " : والنهي متناول لانحطاط في هواهم والانقطاع إليهم ومصاحبتهم ومجالستهم وزيارتهم ومداهنتهم والرضا بأعمالهم والتشبه بهم والتزيي بزيهم ومد العين إلى زهرتهم وذكرهم بما فيه تعظيم لهم .

(۵/۳۵۰ ، روح المعاني للآلوسي : ۷/۳۳۱)

ما في " حاشية القونوي على تفسير البيضاوي " : قال ابن عباس : أي لا تميلوا ، والركون المحبة والميل بالقلب ، وقال أبو العالية : لا ترضوا بأعمالهم ، وقال عكرمة : لا تطيعوهم ؛ قال البيضاوي : لا تميلوا إليهم أدنى ميل ، فإن الركون هو الميل اليسير كالتزيي بزيهم وتعظيم ذكرهم . (۱۰/۲۲۶ ، التفسير المظهري :۴/۴۳۰)

(۴) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يٰبني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۱)

ما في " سنن الدار قطني " : عن عقبة بن علقمة قال : سمعت عليا يقول : قال رسول الله ﷺ : " الركبة من العورة " . إسناده ضعيف . [أخرجه أحمد : ۲/۱۸۷ ، وابن الجوزي في التحقيق : ۱/۳۲۲] .

(۱/۲۳۷ ، باب الأمر بتعليم الصلاة والقرب عليها وحد العورة التي يجب سترها)

ما في " الاختيار لتعليل المختار " : (وعورة الرجل ما تحت سرته إلى تحت ركبته) لقوله عليه السلام : " عورة الرجل ما دون سرته حتى يجاوز ركبتيه " .

(۱/۶۸ ، ۶۹ ، باب ما يفعل قبل الصلاة)=

.....

=ما في " منية المصلي " : وأما الشرط الثالث : " فهو ستر العورة " . (ص/۷۳)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : والرابع ستر عورته ..... ووجوبه عام ، ولو في الخلوة على الصحيح . (در مختار) .

(۷۵/۲ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، مطلب : في ستر العورة)

ما في " رد المحتار " : تتمة : أعضاء عورة الرجل ثمانية : الأول : الذكر وما حوله ، الثاني : الأنثيان وما حولهما ، الثالث : الدبر وما حوله ، الرابع والخامس : الإليتان ، السادس والسابع : الفخذان مع الركبتين ، الثامن : ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذي ذلك من الجنبين والظهر والبطن .

(۸۲/۲ ، ۸۳ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة ، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد)

(۵) ما في " صحيح البخاري " : عن عبد الله بن عمر – رضي الله عنهما – يقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول : " كلكم راع ، وكلكم مسؤول عن رعيته ، الإمام راع ومسؤول عن رعيته ، والرجل راع في أهله وهو مسؤول عن رعيته ، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها ، والخادم راع في مال سيده ومسؤول عن رعيته " .

(ص/۱۶۹ ، رقم :۸۹۳ ، كتاب الجمعة ، باب الجمعة في القرى والمدن ، ط : بيروت ، صحيح مسلم :۴۶۰/۲ ، رقم : ۱۸۲۹ ، كتاب الإمارة ، باب فضيلة الإمام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية الخ ، ط : بيروت)

ما في " اعلاء السنن " : تزكية الأخلاق من أهم الأمور عند القوم ..... فكما أن العلم بالتعلّم من العلماء كذلك الخلق بالتخلق على يد العرفاء فالخلق الحسن صفة سيد المرسلين . (۴۷۷/۱۸ ، كتاب الأدب)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وفي القنية : له إكراه طفله على تعلم قرآن وأدب وعلم لفريضته على الوالدين .

(۱۳۰/۶ ، كتاب الحدود ، باب التعزير ، مطلب في تعزير المتهم)

(فتاویٰ دینیہ:۵/۵۷،۵۸،تنہائی میں ہاف پینٹ پہن سکتے ہیں،و:ہاف پینٹ(Half Pant)کے یونیفارم کی شرعی حیثیت)

عورتوں کا ڈرائیونگ سیکھنا اور گاڑی چلانا

مسئلہ (۲۱۲): موجودہ ماحول کی روشنی میں عورت کے لیے باہر نکلنے اور گاڑی چلانے میں، جو مفاسد وخرابیاں ہیں، اور اسلامی احکام کی جو خلاف ورزیاں ہوتی ہیں وہ قرآن وحدیث کا علم رکھنے والوں سے مخفی وپوشیدہ نہیں ہیں، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا، اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق یعنی بے حیائی، ننگے پن اور نمائشِ حسن کے ساتھ گھومنے پھرنے سے منع کیا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت چھپانے کی چیز ہے، کیوں کہ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک میں لگ جاتا ہے۔'' (۲)

اس لیے عام حالات میں جب بلاضرورت عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنا جائز ودرست نہیں ہے، تو گاڑی چلانے کی اجازت کیسے ہوگی؟ جس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ فقہائے کرام نے شرعی وطبعی ضرورتوں کے لیے، جب کہ ضرورت ایسی ہو کہ بغیر باہر نکلے مصیبت ٹلنے یا کام پورا ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو، عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے (۳)؛ لیکن وہ بھی شرط کے ساتھ مقید ہے کہ عورت مکمل پردہ وبرقع کی حالت میں ہو، اور برقع بھی ایسا ہو جو پورے بدن کو چھپاتا ہو، دیدہ زیب ونقش ونگار والا، زرق برق، نظروں کو خیرہ کردینے والا نہ

ہو؛ کیوں کہ اس طرح کا برقع خود کسی اور پردہ و برقع کا محتاج ہوتا ہے۔ نیز جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں اور غیر محرم پر نظر نہ ڈالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ خلاصہ یہ کہ..... عام حالات میں عورتوں کو گاڑی چلا کر باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات لکھی جارہی ہے کہ ہم ایک عظیم دین و مذہب کے پیروکار ہوتے ہوئے، اسلامی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو کار ڈرائیونگ سکھا رہے ہیں، ہمارا یہ عمل اس وقت اور سنگین ہو جاتا ہے جب کہ ڈرائیونگ سکھانے والے اشخاص غیر محرم مرد ہوتے ہیں، عورتوں کو ان کی بغل میں بیٹھنا پڑتا ہے، گیئر ڈالنا سکھاتے وقت اِن غیر محرم اشخاص کے ہاتھ ان عورتوں کے ہاتھ سے مس وٹچ ہوتے ہیں، جو فتنہ سے خالی نہیں، اس لیے اِس عمل سے مکمل پرہیز کرنا ضروری ہے۔ (۴)

امید کہ اِس جانب مکمل توجہ دی جائے گی!

وفقنا اللہ لما یحب ویرضی! وجعل آخر تنا خیراً من الأولیٰ!!

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى واقمن الصلوة واتين الزكوة واطعن الله ورسوله﴾ . (سورة الأحزاب : ۳۳)

ما في " أحكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله " : قال تعالى : ﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى﴾ . [سورة الأحزاب : ۳۳] فدلت الآية على أن الأصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها ، ولكن يستثنى منه مواضع=

.....

= الضرورة فيكتفى فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب ....

..... فعلم أن حكم الآية قرارهن في البيوت إلا لمواضع الضرورة الدينية كالحج والعمرة بالنص ، أو الدنيوية كعيادة قرابتها وزيارتهم أو احتياج إلى النفقة وأمثالها بالقياس ، نعم ! لا تخرج عند الضرورة أيضًا متبرجة بزينة تبرج الجاهلية الأولى ، بل في ثياب بذلة متسترة بالبرقع أو الجلباب ، غير متعطرة ولا متزاحمة في جموع الرجال ؛ فلا يجوز لهن الخروج من بيوتهن إلا عند الضرورة بقدر الضرورة مع اهتمام التستر والاحتجاب كل الاهتمام . وما سوى ذلك فمحظور ممنوع . (۳/۳۱۷ – ۳۱۹)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وتمنع المرأة الشابة (من كشف الوجه بين الرجال) لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة . (۲/۹۷ ، كتاب الصلاة ، باب شروط الصلاة)

وما في " رد المحتار " : ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا .

(۹/۵۳۰ ، كتاب الحظر والإباحة)

ما في " رد المحتار " : حل لمسة إذا أمن الشهوة على نفسه ..... إلا من أجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها وإن أمن الشهوة لأنه أغلظ .

(۹/۵۲۸ ، الفتاوى الهندية : ۵/۳۲۹ ، كتاب الكراهية ، باب فيما يحل للرجل النظر)

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن أبي أحوص عن عبد الله ، عن النبي ﷺ قال : " المرأة عورة ، فإذا خرجت استشرفها الشيطان " . (۱/۲۲۱ ، رقم : ۱۱۷۳)

ما في " صحيح مسلم " : عن جابر – رضي الله عنه – قال رسول الله ﷺ : " إن المرأة تقبل في صورة شيطان وتدبر في صورة شيطان ، فإذا أبصر أحدكم امرأة فليأت أهله ، فإن ذلك يرد ما في نفسه " . (۴/۱۲۹ ، رقم : ۳۴۷۳ ، كتاب النكاح ، باب من ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه إلى أن يأتي امرأته ، ط : دار الجيل ودار الآفاق الجديدة بيروت)

(۳) ما في " كنز العمال " : عن ابن عمر مرفوعا : " ليس للنساء نصيب في الخروج إلا مضطرة " . (۱۶/۳۹۱ ، الفصل الأول في الترهيبات)

ما في " رد المحتار " : وحيث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة في الكل وتغيير الهيئة إلى ما لا يكون داعية إلى نظر الرجال واستمالتهم . (۴/۲۹۴)=

كتاب الأكل والشرب

کھانے پینے کے احکام ومسائل

اسٹرابیری (Strawberry) پھل کھانا

مسئلہ (۲۱۳): بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسٹرابیری (Strawberry) یہ زقّوم کا پھل ہے، جس کا کھانا صحیح نہیں ہے، اُن کا یہ خیال صحیح نہیں ہے، اسٹرابیری پھل کھانا جائز ہے[۱]، اِس پھل کو عربی میں "فَرَاوِلَةٌ" کہتے ہیں، یہ زقوم کا پھل نہیں ہے۔ لغت کی کتابوں میں کہیں بھی زقوم کا مصداق اسٹرابیری کو نہیں قرار دیا گیا ہے۔[۲]

=(۴) ما في "رد المحتار": "ما كان سببًا لمحظور فهو محظور".

(۵/۲۲۳، ط: نعمانيه ديوبند)

ما في "الدر المختار مع الشامية": "وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز". (۹/۴۳۲)

ما في "بدائع الصنائع": ولأن الاستمتاع بالدواعي وسيلة إلى القربان، والوسيلة إلى الحرام حرام. (۶/۴۸۸، كتاب الاستحسان)

ما في "الهداية": لأن الأصل أن سبب الحرام حرام.

(۴/۴۶۶، كتاب الكراهية، فصل في الاستبراء، فتح القدير لابن الهمام: ۱۰/۵۶)

(چند اہم عصری مسائل: ۱/۳۱۹-۳۲۱، عورتوں کا ڈرائیونگ کرنا، فتاویٰ دیبیہ: ۴/۲۹۸، ۲۹۹، کار ڈرائیونگ کی ملازمت میں الخ، فتاویٰ دار العلوم دیوبند اون لائن: رقم الفتویٰ: ۴۹۳۱)

الحجة على ما قلنا:

(۱) ما في "القرآن الكريم": ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾. (سورة البقرة: ۲۹)

ما في "الأشباه والنظائر لابن نجيم": إن الأصل في الأشياء الإباحة، حتى يدل الدليل على عدم إباحته. (۱/۲۵۲)=

.....

=ما في " هامش الأشباه والنظائر " : قوله : (الأصل في الأشياء) ذكر العلامة قاسم بن قطلوبغا في بعض تعاليقه أن المختار أن الأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا ..... ودليل هذا القول قوله تعالى : ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (۱/۲۵۲، ۲۵۳)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿اذٰلک خيرٌ نزلا أم شجرةُ الزقّوم o انا جعلناها فتنة للظّٰلمين o انها شجرة تخرج في اصل الجحيم o طلعها كأنه رؤوس الشيطين o ﴾ .

(سورة الصافات : ۶۲ – ۶۵)

ما في " تفسير السمرقندي – المسمى – بحر العلوم " : فقالوا : يخبركم محمد أن في النار شجرة ، والنار تحرق الشجر . وقال مجاهد : ﴿إنا جعلناها فتنة﴾ قول أبي جهل : إنما الزقوم التمر والزبد ، فقال لجاريته : زقمينا فزقمته . وذكر أن الزبعري قال : الزقوم بلسان البربر وإفريقيا : التمر والزبد . فأخبر الله تعالى عن الزقوم أنه لا يشبه النخل ، ولا طلعها كطلع النخل ..... ثم وصف الشجرة فقال : ﴿إنها شجرة تخرج في أصل الجحيم﴾ يعني : في وسط الجحيم ﴿طلعها﴾ يعني : ثمرتها ﴿كأنه رؤوس الشياطين﴾ يعني : رؤوس الحيات قبيح في المنظر ، ويقال : هو نبت لا يكون شيء من النبات أقبح منه ، وهو يشبه الحسک فيبقى في الحلق ، ويقال : هي رؤوس الشياطين بعينها ، وذلک أن العرب إذا وصفت الشيء بالقبح تقول : كأنه شيطان ..... عن مجاهد عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ : " أيها الناس ! اتقوا الله ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون ، فلو أن قطرة من الزقوم قطرت في الأرض لأمرّت على أهل الدنيا معيشتهم فكيف ممن هو طعامه وشرابه منه ليس له طعام غيره " . (۳/۱۱۶ ، سورة الصافات)

ما في " معارف القرآن " : زقّوم نام کا درخت جسے اُردو میں ''تھوہڑ'' کہتے ہیں، اسی سے قریب قریب ایک اور درخت ہندوستان میں ''ناگ پھن'' کے نام سے معروف ہے۔

(۷/۴۴۱، زقوم کی حقیقت، سورۂ صافات، آیت نمبر:۶۲)

ما في " القاموس المحيط " : والزقّوم كتنّور : الزبد بالتمر . وشجرة بجهنم ونبات بالبادية له زير ياسميني الشكل وطعام أهل النار ، وشجرة بأريحاء من الغور ، لها ثمر كالتمر . اهـ . (ص/۷۱۲ ، زقم)=

پان پَراگ، گُٹکھا وتمبا کو کھانا

مسئلہ (۲۱۴): پان پَراگ، گُٹکھا اور تمبا کو کھانا مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں ہوگا، کیوں کہ ان کے استعمال میں مال کو ضائع کرنا[۱]، دوسروں کو تکلیف پہنچانا[۲]، اور خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آتا ہے۔[۳]

=ما في " مصباح اللغات " : الزقّوم – جہنم کے ایک درخت کا نام۔ تھوہڑ۔ مہلک خوراک۔ ایک جنگلی گھاس جس کا پھول چنبیلی کے مانند ہوتا ہے۔ (ص/۳۴۱)

ما في " فيروز اللغات " : زقُّوم – تھوہر۔ (تھوهر ؛ ایک خاردار زہریلا پودا جس کے پتے سبز اور پھول رنگ برنگے ہوتے ہیں۔) (ص/۳۹۹) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۳۲۶۴)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : قال الله تعالىٰ : ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشيطين ، وكان الشيطٰن لربه كفورًا﴾ . (سورة بني اسرائيل : ۲۷)

ما في " صحيح البخاري " : " ولأن النبي ﷺ نهىٰ عن إضاعة المال " .

(۱/۳۲۵ ، كتاب الخصومات ، باب من ردّ أمر السفيه الضعيف العقل الخ)

(۲) ما في " مجمع الزوائد " : قوله ﷺ : " لا ضرر ولا ضرار في الإسلام " .

(۴/۱۳۸ ، البيوع ، باب لا ضرر ولا ضرار ، سنن ابن ماجه :ص/۱۵۹ ، أبواب الأحكام)

(التمهيد لابن عبد البر :۴/۲۸۴)

ما في " مشكوة المصابيح " : قال رسول الله ﷺ : " من أكل من هذه الشجرة المُنتَنَةِ فلا يقربنّ مسجدنا ، فإن الملائكة تتأذى كما يتأذى منه الإنس " .

(۱/۶۸ ، باب المساجد ومواضع السجود)

ما في " رد المحتار " : قال ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (وأكل نحو ثوم أي كبصل ونحوه ما له رائحة كريهة للحديث الصحيح عن قربان آكل الثوم والبصل ، المسجد) قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري : قلت : " علة النهي أذى=

میک ڈونالڈز (McDonalds) کے ایف سی (KFC) کا کھانا

مسئلہ (۲۱۵): موجودہ دور میں میک ڈونالڈس (McDonalds)، پیزا ہٹ (Pizza hut)، اور کے ایف سی (KFC) وغیرہ کے کھانے شہروں اور بڑی بڑی ہوٹلوں میں بکثرت مروّج ہوگئے ہیں، اگر ان کھانوں میں حرام یا ناپاک چیز کی ملاوٹ نہ ہو، تو کھانے میں مضائقہ نہیں، لیکن گوشت سے بنی چیزوں کے سلسلے میں جب تک حلال ہونے کا مکمل یقین نہ ہو، اُنہیں نہیں کھانا چاہیے[۱]، کیوں کہ آج کل ہوٹلوں میں گوشت کو حلال بتایا جاتا ہے، لیکن اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اس لیے مسلمانوں کو مذکورہ کمپنیوں کے کھانوں سے احتیاط کرنا چاہیے۔[۲]

= الملا ئكة وأذى المسلمين ، ولا يختص بمسجد عليه الصلاة والسلام ، بل الكل سواء" . (۴۳۵/۲ ، الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد)

(۳) ما في " القرآن الكريم " : قوله تعالىٰ : ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ .

(سورة البقرة : ۱۹۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيمًا﴾ . کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے۔ (سورة النساء : ۲۹) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۵۰۹۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح البخاري " : عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال : قال النبي ﷺ : " الحلال بيّن والحرام بيّن ، وبينهما أمور مشتبهةٌ ، فمن ترك ما شبّه عليه من الإثم كان لما استبان اترك ، ومن اجترأ على ما يشك فيه من الإثم أوشك أن يواقعما استبان ، والمعاصي حمى الله ، من يرتع حول الحمى يوشك أن يواقعه" .=

جڑی بوٹی کی دوامیں انگریزی دوا ملانا

مسئلہ(۲۱۶): بعض یونانی حکیم واطبا، جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں، اوراُن دواؤں میں کچھ انگریزی دوائیں بھی شامل کرتے ہیں، یعنی تین حصے جڑی بوٹی ہوتی ہے، اور ایک حصہ انگریزی دوا، تو اگر یہ عمل خلافِ قانون نہ ہو، کسی کو دھوکہ میں مبتلا نہ کیا جائے، اور ایک حصہ انگریزی دوا کا ملانا مرض میں مفید ہو، اور مریض کے حق میں کسی مضرت کا اندیشہ بھی نہ ہو[۱]، تو فی نفسہٖ اس کی گنجائش ہے، ورنہ نہیں۔[۲]

=(۱/۲۷۵ ، كتاب البيوع ، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما أمور مشتبهات ، رقم : ۲۰۵۱ ، صحيح مسلم :۲۸/۲ ، كتاب المساقاة والمزارعة ، باب أخذ الحلال وترك الشبهات)

ما في " جامع الترمذي " : عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : " الحلال بيّنٌ والحرام بيّن ، وبين ذلك أمورٌ مشتبهات ، لا يدري كثيرٌ من الناس أمِن الحلال هي أم من الحرام ، فمن تركها استبرأ لدينه وعرضه فقد سلم ، ومن واقع شيئًا منها يوشك أن يواقع الحرام كما أنه من يرعى حول الحمى يوشك أن يواقعه ، ألا وإن لكل ملك حمى ؛ ألا وإن حمى الله محارمه " .

(۱/۲۲۹ ، كتاب البيوع ، باب ما جاء في ترك الشبهات ، رقم :۱۲۰۵)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : ومن معاني الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة ، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط ، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۱۰۰/۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۷۱۹)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مجمع الزوائد " : قوله ﷺ : " لا ضَرر ولا ضِرار في الإسلام " . (۱۳۸/۴ ، البيوع ، باب لا ضرر ولا ضرار ، سنن ابن ماجه :ص/۱۵۹ ، أبواب الأحكام ، التمهيد=

(Not For Sale) لکھی ہوئی دواؤں کو بیچنا

مسئلہ (۲۱۷): سبھی دوائی کمپنیاں ڈاکٹروں کے لیے نمونہ (Sample) کے طور پر دوائیاں بناتی ہیں، اور اس دوا کے اُوپر لکھا ہوتا ہے (Not For Sale) یعنی ''بیچنے کے لیے نہیں ہے''، تو چوں کہ کمپنی کا مقصد محض اپنی دوائیوں کی تشہیر ہوتی ہے، اور وہ یہ دوائیں ڈاکٹروں کو مالک بنا کر بیچنے کے لیے نہیں دیتی، اس لیے ڈاکٹر کے لیے ان دواؤں کو فروخت کرنا جائز و درست نہیں ہے۔ (۱)

= لما في المؤطا من المعاني والأسانيد ؛ لإبن عبد البر :۴/۲۸۴)

(۲) ما في " جامع الترمذي " : عن حذيفة قال : قال رسول الله ﷺ : " لا ينبغي للمؤمن أن يُذِلَّ نفسه " . قالوا : وكيف يذلّ نفسه ؟ قال : " يتعرّض من البلاء لما لا يطيق " .

(۲/۵۱ ، أبواب الفتن ، الرقم :۲۲۵۴، سنن ابن ماجة :ص/۲۹۰، كتاب الفتن ، باب قوله تعالى : يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم ، الرقم :۴۰۱۶)

ما في " شروح سنن ابن ماجة " : قال السندي : قوله : (يتعرض من البلاء) إما بالدعاء على نفسه بها ، أو بأن يأتي بأسبابها العادية . (۲/۱۴۶۶ ، تحت الرقم :۴۰۶۶)

ما في " الموافقات للشاطبي " : ومجموع الضروريات خمسة : وهي حفظ الدين والنفس والنسل والمال والعقل ، وقد قالوا : إنها مراعاة في كل ملة . (۲/۳۲۶ ، ط : دار المعرفة بيروت ، المقاصد قسمان ؛ مقاصد الشارع ومقاصد المكلف ، القسم الأول مقاصد الشارع ، النوع الأول ، المسألة الأولى) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۷۰۶)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " بدائع الصنائع " : شرط انعقاد البيع أن يكون المبيع مملوكاً للبائع عند البيع ، فإن لم يكن لا ينعقد . (۵/۱۴۷ ، كتاب البيوع)

(الموسوعة الفقهية : ۹/ ۱۴ – ۱۵ ، البيع ، شروط المبيع)

ما في " الهداية " : ولا يجوز بيع السمك قبل أن يصطاد لأنه باع ما لا يملكه ، ولا في=

نمونہ (Sample) والی دوائیں بیچنا

مسئلہ (۲۱۸): بعض ایجنٹ (Marketing Executive) کمپنی کی وہ دوائیں جو انہیں بطورِ نمونہ (Sample)، میڈیکل اسٹوروں پر دینے کے لیے دی جاتی ہیں، میڈیکل اسٹوروں پر بیچ دیتے ہیں، جب کہ وہ ان دواؤں کے مالک نہیں ہوتے، اور میڈیکل اسٹور والوں کو یہ بات معلوم ہونے کے باوجود، وہ اس طرح کی دوائیں ان سے خریدتے ہیں، جب کہ ایجنٹوں کا ان دواؤں کو بیچنا اور اسٹوروں کے مالکوں کا خریدنا ہر دو عمل شرعاً جائز و درست نہیں ہیں، کیوں کہ شریعت اس طرح کی خرید و فروخت سے منع کرتی ہے۔ (۱)

= حفيرة إذا كان لا يؤخذ إلا بصيد . اهـ . (۳/ ۵۱ ، كتاب البيوع ، باب البيع الفاسد)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب الحنفية والشافعية – وهو رواية عن الإمام أحمد – وهو قولٌ للمالكية إلى عدم جواز تمليك المبيع بالبيع قبل قبضه سواء أكان طعاما أم غيره . (۲۵/ ۱۴)

ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه . (۱/ ۹۶، المادة : ۹۶ ، شرح المجلة : ص/ ۶۱، المادة : ۹۶)

(قواعد الفقه : ص/ ۱۱۰، قاعدة : ۷۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته . (۹/ ۲۴۰ ، كتاب الغصب ، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير)

ما في " رد المحتار " : التصرف في مال الغير حرام ، فيجب التحرّز عنه . (۷/ ۳۷۳ ، كتاب البيوع ، باب المرابحة والتولية)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۵۴۰۷۶)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

=(۱) ما في " بدائع الصنائع " : شرط انعقاد البيع أن يكون المبيع مملوكاً للبائع عند البيع، فإن لم يكن لا ينعقد . (۵/۱۴۷، كتاب البيوع)

(الموسوعة الفقهية : ۹/ ۱۴ – ۱۵، البيع ، شروط المبيع)

ما في " الهداية ": ولا يجوز بيع السمک قبل أن يصطاد لأنه باع ما لا يملكه ، ولا في حفيرة إذا كان لا يؤخذ إلا بصيد. اهـ. (۳/ ۵۱، كتاب البيوع ، باب البيع الفاسد)

ما في " الموسوعة الفقهية " : ذهب الحنفية والشافعية – وهو رواية عن الإمام أحمد – وهو قولٌ للمالكية إلى عدم جواز تمليک المبيع بالبيع قبل قبضه سواء أكان طعاما أم غيره . (۲۵/۱۴)

ما في " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملک الغير بلا إذنه . (۱/ ۹۶، المادة : ۹۶ ، شرح المجلة : ص/ ۶۱، المادة : ۹۶)

(قواعد الفقه : ص/ ۱۱۰، قاعدة : ۷۰)

ما في " التنوير وشرحه مع الشامية " : لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته .

(۹/ ۲۴۰ ، كتاب الغصب ، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير)

ما في " رد المحتار " : التصرف في مال الغير حرام ، فيجب التحرّز عنه .

(۷/ ۳۷۳ ، كتاب البيوع ، باب المرابحة والتولية)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۰۷۶)

آیورویدک دوامیں الکوحل

مسئلہ(۲۱۹): آیورویدک دوامیں جو الکوحل ڈالا جاتا ہے، وہ انگور، کشمش اور کھجور سے نہیں بنتا ہے، بلکہ گیہوں، آلو، شکر قند وغیرہ سے بنتا ہے، اس لیے ایسا الکوحل دوامیں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " تكملة فتح الملهم " : حكم الكحول المسكرة(Alcohals) فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلى حلتها أو طهارتها ، وإن اتخذت من غيرها فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة ..... وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر ، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البيترول وغيره ، وحينئذ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوىٰ ؛ والله سبحانه أعلم . (۳/۶۰۸ ، كتاب الطهارة ، الأشربة ، حكم الكحول المسكرة)

(احسن الفتاویٰ:۸/ ۴۸۸، کتاب الأشربۃ، نظام الفتاویٰ:۱/۳۵۲،۳۵۳)

ما في " الفتاوى الهندية " : وأما الأشربة المتخذة من الشعير أو الذرة أو التفاح أو العسل إذا اشتد وهو مطبوخ أو غير مطبوخ فإنه يجوز شربه ما دون السكر عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ ؛ وعند محمد رحمه الله تعالىٰ حرام شربه ؛ قال الفقيه : وبه نأخذ . كذا في الخلاصة . (۵/۴۱۴ ، كتاب الأشربة ، الباب الثاني في المتفرقات)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۵۴۳)

(فتاویٰ دار العلوم مع حاشیہ:۱/۴۲۲،۴۲۳، ترتیب جدید)

''مشروم'' کھانے کا حکم

مسئلہ (۲۲۰): موسمِ باراں (برسات کے موسم) میں عام طور پر زمین سے چھتری کی شکل میں ایک پودا نکلتا ہے، جسے ''مشروم'' کہا جاتا ہے، اس کا کھانا جائز ہے۔ (۱)

نوٹ: (**مشروم**) اس پودے کی بہت سی اقسام ہیں، ان میں سے بعض پودے فائدہ مند بھی ہیں، البتہ اس کی بعض قسمیں نقصان دہ بھی ہوتی ہیں، اور عام طور پر یہ پودے تین جگہوں پر اُگتے ہیں:

(۱) زمین پر۔ زمین پر اُگنے والے پودے سفید، پیلے اور بعض لال بھی ہوتے ہیں، اس کی تحقیق کی ضرورت ہے، کیوں کہ ان میں بعض نقصان دہ ہوتے ہیں اور بعض فائدہ مند۔ میرے تجربے کے مطابق جن پودوں پر پیلا پن، یا کالا پن ہوتا ہے، اس کو بالکل نہیں کھانا چاہیے، کیوں کہ اس میں زہر ہے، اور جو پودا- دھان اور گیہوں کے سوکھے پودوں کے اندر سے اُگتا ہے، اس کو بلا خوف وخطر کھا سکتے ہیں۔

(۲) ان درختوں پر جو نیچے گر کر بوسیدہ ہو گئے ہوں۔ اس کو بالکل نہیں کھانا چاہیے، کیوں کہ وہ انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔

(۳) زمین کے اندر، یعنی چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں زمین کے اندر ہی اُگتے ہیں، اور ان میں زیادہ پھول نہیں ہوتا، بلکہ کلیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، اس کو بلا خوف وخطر کھا سکتے ہیں، انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے، بلکہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ (۲)

.....

.....

.....

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿خلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (سورة البقرة : ۲۹)

وقوله تعالى : ﴿يا ايها الناس كلوا مما في الارض حلالا طيبًا﴾ . (سورة البقرة : ۱۶۸)

ما في " صحيح البخاري " : عن سعيد بن زيد رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : "الكَمأةُ من المَنِّ وماؤُها شفاءٌ للعين " . (۶۴۳/۲ ، رقم : ۴۴۷۸ ، باب وقوله تعالى : ﴿وظللنا عليكم الغمام وانزلنا عليكم المن والسلوى الخ ، و: رقم : ۵۷۰۸ ، باب المن شفاء للعين ، ط : مكتبه بلال جامع مسجد ديوبند ، صحيح مسلم : ۱۲۴/۲ ، رقم : ۵۴۶۳، كتاب الأشربة ، باب فضل الكمأة ومداواة العين بها ، سنن الترمذي : ۳۹۹/۴ ، رقم : ۲۰۶۷ ، كتاب الطب ، باب ما جاء في الكمأة والعجوة ، سنن ابن ماجة : ۵۰۸/۴ ، كتاب الطب ، باب الكمأة والعجوة ، رقم : ۳۴۵۳)

(مسند أحمد : ۱۸۷/۱ ، رقم : ۱۶۲۵ ، مسند سعيد بن زيد)

ما في " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : إن الأصل في الأشياء الإباحة ، حتى يدل الدليل على عدم إباحته . (۲۵۲/۱)

ما في " هامش الأشباه والنظائر " : قوله : (الأصل في الأشياء) ذكر العلامة قاسم بن قطلوبغا في بعض تعاليقه : أن المختار أن الأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا ..... ودليل هذا القول قوله تعالى : ﴿وخلق لكم ما في الأرض جميعًا﴾ . (۲۵۲/۱ ، ۲۵۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۵۴۰۱۹، وفتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۲۸۸۱۸)

(کتاب الفتاویٰ:۶/۱۹۰، مشروم کا حکم)

(۲) (مستفاد: حاشیہ کتاب الفتاویٰ:۶/۱۹۰)

دودھ اور گوشت میں اضافہ کے لیے انجکشن

مسئلہ (۲۲۱): انسان اور جانور کی صحت کے لیے مضر نہ ہو، تو دودھ اور گوشت میں اضافہ کے لیے جانوروں کو انجکشن لگانا درست ہے، البتہ دودھ نکالنے میں جانور کی صحت اور اس کے بچہ کی رعایت کی جائے۔ (۱)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿والأنعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تأكلون﴾ .

(سورة النحل : ۵)

ما في " مرقاة المفاتيح " : وقد قال علماؤنا : وكره السلخ قبل أن تبرد ، وكل تعذيب بلا فائدة لهذا الحديث . (۱۴/۸ ، كتاب الصيد والذبائح ، الفصل الأول ، رقم : ۴۰۷۳)

ما في " تبيين الحقائق " : والأصل أن إيصال الألم إلى الحيوان لا يجوز شرعًا إلا لمصالح تعود عليه . (۴۶۵/۷ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى)

(كذا في البحر الرائق : ۳۵۹/۹ ، كتاب الخنثى ، مسائل شتى)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : وكره كل تعذيب بلا فائدة .

(۳۵۸/۹ ، كتاب الذبائح)

(تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر: ۲)

(کتاب النوازل: ۶۱۳/۱۷، انجکشن سے دودھ نکلوانا، احسن الفتاویٰ: ۲۲۳/۸)

(المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة: ۳۰۶/۵، ۳۰۷، مسئلہ نمبر: ۲۲۲)

قانوناً حلال جانور کے ذبح پر پابندی

مسئلہ (۲۲۲): اگر کسی حلال جانور کو ذبح کرنے سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی خطرہ میں پڑسکتی ہو، یا قانوناً اس کے ذبح پر پابندی ہو، تو اس کی وجہ سے وہ حلال جانور حرام نہیں ہوگا[۱]، البتہ ایسے جانور کو ذبح کرنے سے مسلمانوں کو احتیاط برتنی چاہیے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿يا أيها الذين امنوا لا تحرموا طيبٰت ما احل اللّٰه لكم ولا تعتدوا ان اللّٰه لا يحب المعتدينo وكلوا مما رزقكم اللّٰه حلالاً طيبا واتقوا اللّٰه الذي انتم به مؤمنونo﴾ . (سورة المائدة : ۸۷ ، ۸۸)

وقوله تعالى : ﴿قل من حرم زينة اللّٰه التي اخرج لعباده والطيبٰت من الرزق﴾ .

(سورة الأعراف : ۳۲)

ما في " تفسير الطبري " : لا يجوز لأحد من المسلمين تحريم شيء مما أحل اللّٰه لعباده المؤمنين على نفسه بإحلال ذلك بها بعض العنت والمشقة ؛ ولذلك " ردّ رسول اللّٰه ﷺ التبتل على ابن مظعون " فثبت أنه لا فضل في ترك شيء مما أحله اللّٰه لعباده ، وأن الفضل والبر إنما هو في فعل ما ندب عباده إليه ، وعمل به رسول اللّٰه ﷺ وسنه لأمته واتبعه على منهاجه الأئمة الراشدون ، فإذا كان كذلك تبين خطأ من آثر لبس الشعر والصوف على لباس القطن والكتان إذا قدر على لباس ذلك من حله ، وآثر أكل الخشن من الطعام وترك اللحم وغيره حذرًا من عارض الحاجة إلى النساء .

(۱۴/۱۷۱ ، توسعة ، التوسعة في ألوان الطعام والشراب)

ما في " مجمع الزوائد " : عن بريدة قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : " سيد الإدام في الدنيا والآخرة اللحم ، وسيد الشراب في الدنيا والآخرة الماء ، وسيد الرياحين في الدنيا والآخرة القناعة " . رواه الطبراني في الأوسط . =

کیا گائے کا گوشت صحت کے لیے نقصان دہ ہے؟

مسئلہ (۲۲۳): بعض لوگ جامع صغیر وغیرہ کتابوں کے حوالے سے ایک حدیث ''إیاکم ولحومها''نقل کرکے یہ ثابت کرتے ہیں کہ گائے کا گوشت کھانا، ناجائز اور ممنوع ہے، اُن کی یہ بات صحیح نہیں ہے، حکیم الامت علامہ تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''إیاکم ولحومها'' وغیرہ احادیث اولاً تو سند کے اعتبار سے تصحیح وتحسین کی محتاج ہیں، ثانیاً یہ حکمِ شرعی نہیں، بلکہ حکمِ طبی ہے؛ لہٰذا گائے کا گوشت کھانا جائز اور حلال ہے، ممنوع نہیں۔[1]

=(۳۵/۵، رقم: ۷۹۸۳، ط: دار الكتاب العربي بيروت)

(۲) ما في " الموسوعة الفقهية " : الاحتياط لغة : الأخذ في الأمور بالأحزم والأوثق وبمعنى المحاذرة، ومنه القول السائر : أوسط الرأي الاحتياط، وبمعنى الاحتراز من الخطأ واتقائه . (۲/۱۰۰) (تجاویز بابت: حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام، تجویز نمبر:۹)

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " فيض القدير شرح الجامع الصغير " : " عليكم بألبان البقر فإنها دواء وأسمانها شفاء وإياكم ولحومها، فإن لحومها داء " . ..... (ابن السني وأبو نعيم في الطب النبوي) .... (عن ابن مسعود) قال الحاكم : صحيح وأقره الذهبي وقال النسائي : قد تساهل الحاكم في تصحيحه . قال الزركشي : قلت : بل هو منقطع وفي صحته نظر، فإن في الصحيح أن المصطفى ﷺ ضحى عن نسائه بالبقر وهو لا يتقرب بالداء .

(۴۵۸/۴، رقم : ۵۵۵۷، ط : دار الكتب العلمية بيروت، التيسير بشرح الجامع الصغير : ۲۷۹/۲، حرف العين، ط : مكتبة الإمام الشافعي الرياض)

(۲) ما في " القرآن الكريم " : ﴿احلت لكم بهيمة الانعام الا ما يتلى عليكم﴾ . (سورة المائدة : ۱) وقوله تعالى : ﴿والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تأكلون﴾ . =

.....

=(سورة النحل : ٥)

﴿يا أيها الذين امنوا لا تحرموا طيبٰت ما احل اللّٰه لكم ولا تعتدوا ان اللّٰه لا يحب المعتدين ٥ وكلوا مما رزقكم اللّٰه حلالاً طيبا واتقوا اللّٰه الذي انتم به مؤمنون٥﴾ . (سورة المائدة : ٨٧ ، ٨٨) وقوله تعالى : ﴿قل من حرم زينة اللّٰه التي اخرج لعباده والطيبٰت من الرزق﴾ . (سورة الأعراف : ٣٢) وقوله تعالى : ﴿ومن الانعام حمولة وفرشا كلوا مما رزقكم اللّٰه ولا تتبعوا خطوات الشيطٰن انه لكم عدو مبين٥ ثمانية ازواج من الضأن اثنين ومن المعز اثنين ..... ومن الابل اثنين ومن البقر اثنين﴾ . (سورة الأنعام : ١٤٢ – ١٤٤)

ما في " تفسير الطبري " : لا يجوز لأحد من المسلمين تحريم شيء مما أحل اللّٰه لعباده المؤمنين على نفسه بإحلال ذلك بها بعض العنت والمشقة ؛ ولذلك " ردّ رسول اللّٰه ﷺ التبتل على ابن مظعون " فثبت أنه لا فضل في ترك شيء مما أحله اللّٰه لعباده ، وأن الفضل والبر إنما هو في فعل ما ندب عباده إليه ، وعمل به رسول اللّٰه ﷺ وسنه لأمته واتبعه على منهاجه الأئمة الراشدون ، فإذا كان كذلك تبين خطأ من آثر لبس الشعر والصوف على لباس القطن والكتان إذا قدر على لباس ذلك من حله ، وآثر أكل الخشن من الطعام وترك اللحم وغيره حذرًا من عارض الحاجة إلى النساء .

(١٤/ ١٧١ ، توسعة ، التوسعة في ألوان الطعام والشراب)

ما في " مجمع الزوائد " : عن بريدة قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : " سيد الإدام في الدنيا والآخرة اللحم ، وسيد الشراب في الدنيا والآخرة الماء ، وسيد الرياحين في الدنيا والآخرة القناعة " . رواه الطبراني في الأوسط .

(٥/ ٣٥ ، رقم : ٧٩٨٣ ، ط : دار الكتاب العربي بيروت)

ما في " الموسوعة الفقهية " : قال القرطبي : وقد كره بعض الصوفية أكل الطيبات ، واحتج بقول عمر رضي اللّٰه عنه : " إياكم واللحم ، فإن له ضَراوةً كضراوة الخمر " . والجواب أن هذا من عمر قولٌ خرج على مَن خُشِي منه إيثار التنعم في الدنيا والمداومة على الشهوات ، وشقاء النفس من اللذات ، ونسيان الآخرة ، والإقبال على الدنيا ؛ ولذلك كان عمر يكتب إلى عماله : " إياكم والتنعم وزيّ أهل العجم ، واخشوشنوا ، ولم يرد =

جتنوں کو دعوت ہے اس سے زیادہ کو لے کر جانا

مسئلہ (۲۲۴): آج کل لوگ دعوت میں اپنے ساتھ بغیر بلائے دو دو اور تین تین آدمی ساتھ لے جاتے ہیں، اور اپنے تقویٰ کے لیے میزبان سے پوچھ لیتے ہیں کہ بھائی ہمارے ساتھ دو اور لوگ ہیں، یا تین اور لوگ ہیں، اور اس حدیث سے استدلال کرتے (دلیل دیتے) ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تھی، راستہ میں ایک آدمی باتیں کرتا ہوا ساتھ ہولیا، جب میزبان کے دروازے پر پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میزبان سے دریافت کیا کہ ایک آدمی میرے ساتھ زائد ہے، کہو تو آئے ورنہ لوٹ جائے، میزبان نے بخوشی منظور کرلیا[1]، حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں بے تکلفی کا مزاج پیدا فرمایا تھا، میزبان اجازت دینے اور نہ دینے میں کلی طور پر آزاد تھا، اور جسے اجازت نہ دی جائے وہ بھی بخوشی منظور کرلیتا تھا، اسے اپنی بے عزتی نہیں سمجھتا تھا۔

=رضي الله عنه تحريم شيء أحله الله ، ولا تحظير ما أباحه الله تبارک اسمه ، وقول الله أولى ما امتثل واعتمد عليه : قال تعالى : ﴿قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبٰت من الرزق﴾ ..... الخ .

(۱۴/ ۱۷۰ ، توسعة ، د – التوسعة في ألوان الطعام والشراب)

(امداد الفتاویٰ جدید: ۸/ ۳۹۲، اس شخص کا محرفِ دین ہونا جو احادیثِ ضعیفہ سے استدلال کرکے گائے کا گوشت کھانے سے منع کرے، کتاب النوازل: ۱۴/ ۳۹۹، قرآن میں گوشت کی حلت کا حکم)=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " صحيح مسلم " : عن أبي مسعود الأنصاري قال : " كان رجل من الأنصار يقال له أبو شعيب ، وكان له غلام لحّام ، فرأى رسول الله ﷺ فعرف في وجهه الجوع ، فقال لغلامه : ويحك اصنع لنا طعاما لخمسة نفر ، فإني أريد أن أدعو النبي ﷺ خامس خمسة ، قال : فصنع ثم أتى النبي ﷺ فدعاه خامس خمسة واتبعهم رجل فلما بلغ الباب قال النبي ﷺ : إن هذا اتبعنا فإن شئت أن تأذن له وإن شئت رجع ؟ قال : لا ، بل آذن له يا رسول الله " . (۲/۱۷۶ ، باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام واستحباب إذن صاحب الطعام للتابع ، ط : قديمي)

(اسلامی شادی:ص/۲۰۵، جتنے لوگوں کی دعوت ہے اس سے زائد لوگوں کو لے کر پہنچ جانا جائز نہیں)

مسائل شتی

مختلف ومتفرق مسائل

دینی مدرسہ میں داخلے پر والدین کی ناراضگی

مسئلہ (۲۲۵): اگر کوئی طالبِ علم والدین کے انکار کے باوجود، عصری تعلیم کو چھوڑ کر، دینی تعلیم کے حصول کے لیے کسی دینی مدرسہ میں داخلہ لے، اور اس کے والدین اس پر ناراض ہوکر، اس سے منع کریں، اور مدرسہ چھوڑنے کو کہیں، تو اگر اس طالبِ علم کے والدین جسمانی خدمت کے محتاج نہیں ہیں، تو اُس پر والدین کی اطاعت واجب نہیں ہے[۱]، کیوں کہ علمِ دین کا حاصل کرنا فرضِ عین یا فرضِ کفایہ ہے[۲]، والدین کا اسے بلا وجہ شرعی منع کرنا معتبر نہیں، اور طالبِ علم کا اس سلسلے میں اُن کی اطاعت نہ کرنا باعثِ گناہ بھی نہیں ہے[۳]، البتہ ان سے ربط وضبط اچھا رکھیں، گاہے بگاہے بذریعہ خط وکتابت وغیرہ اُن سے سلام ودعا کرتے رہیں، اور اُن کی خیر خیریت وخبر لیتے رہیں، اس سے اِن شاء اللہ آہستہ آہستہ اُن کی ناراضگی ختم ہوجائے گی۔[۴]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " مشكوة المصابيح " : عن النواس بن سمعان قال : قال رسول الله ﷺ : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " . (ص/ ۳۲۱ ، كتاب الإمارة والقضاء ، الفصل الثاني ، رقم : ۳٦۹٦ ، كشف الخفاء ومزيل الإلباس للعجلوني : ۳۳۳/۲ ، حرف اللام ألف ،=

.....

= رقم : ۳۰۷۴)

ما في " المعجم الأوسط للطبراني " : عن عمران بن الحصين رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " . (۳/۲۰۰ ، رقم : ۴۳۲۲)

ما في " قواعد الفقه " : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " .

(ص/۱۰۶ ، المادة : ۲۵۳)

ما في " الموسوعة الفقهية " : فيطيعهما في فعل جميع ما يأمرانه به من واجب أو مندوب ، وفي ترك ما لا ضرر عليه في تركه . (۸/۶۹ ، برّ الوالدين ، بم يكون البرّ)

(۲) ما في " سنن ابن ماجة " : عن أنس رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " طلب العلم فريضة على كل مسلم " . (ص/۲۰ ، باب فضل العلماء الخ ، السنن الكبرى للبيهقي : ۲/۲۵۴ ، رقم :۳۶۶۳ ، و:۲/۲۵۶ ، رقم :۱۶۷۲ ، مشكوة المصابيح : ص/۳۴ ، كتاب العلم ، الفصل الثاني ، المعجم الأوسط للطبراني : ۶/۲۳۱ ، ط : بيروت)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه . (در مختار) . وفي الشامية : قال العلامة في فصوله : من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده .

(۱/۱۲۱ ، ط : دار الكتاب ديوبند)

(۳) ما في " الموسوعة الفقهية " : ﴿ووصينا الانسان بوالديه حسنا . وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما﴾ . وقال : ﴿وإن جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا﴾ . ففيهما وجوب برهما وطاعتهما والإحسان إليهما ، وحرمة عقوقهما ومخالفتهما ، إلا فيما يأمرانه به من شرك أو ارتكاب معصية ، فإنه في هذه الحالة لا يطيعهما ولا يمتثل لأوامرهما ؛ لوجوب مخالفتهما وحرمة طاعتهما في ذلك ، يؤكد هذا قوله ﷺ : " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق " . وللحديث المتقدم في سعد بن أبي وقاص مع أمه فقد عصى أمرها ، حين طلبت إليه ترك دينه ، وبقي على مصاحبتها بالمعروف برًّا بها ، وعصيانه لها فيما أمرته به واجب ، فلا تطاع في أمرها له بترك الواجبات . (۸/۷۲ ، بر الوالدين ، حكم طاعتهما فيما لو أمراه=

.....

.....

= بمعصية أو بترك واجب)

(۴) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين احسانا إما يبلغنّ عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما . واخفض لهما جناح الذلّ من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا﴾ . (سورة الإسراء : ۲۳ ، ۲۴) . ﴿واعبدوا اللّٰه ولا تشركوا به شيئًا وبالوالدين احسانا﴾ . (سورة النساء :۳۶) . ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حُسنًا﴾ . (سورة العنكبوت:۸) ﴿ووصّينا الانسان بوالديه احسانًا﴾ . (سورة أحقاف :۱۵)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حملته امه وهنًا على وهن وفصٰله في عامين ان اشكر لي ولوالديك اليّ المصير﴾ . (سورة لقمان :۱۴)

ما في " أحكام القرآن للتهانوي " : قرن اللّٰه تعالى إلزام برّ الوالدين بعبادته وتوحيده ، وأمر به كما أمر بهما ، كما قرن بشكره في قوله : ﴿أن اشكر لي ولوالديك وإليّ المصير﴾ . وكفى بذلك دلالة على تعظيم حقهما ووجوب برهما، والإحسان إليهما ، وقال تعالى : ﴿ولا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريمًا﴾ إلى آخر القصة .

(۲/۲۶۰ ، سورة النساء :۳۶)

ما في " مرقاة المفاتيح " : فانه دل على الاجتناب عن جميع الأقوال المحرمة والإتيان بجميع كرائم الأقوال والأفعال في التواضع والخدمة والإنفاق عليهما ثم الدعاء لهما في العاقبة . (۹/۱۳۳ ، كتاب الآداب ، باب البر والصلة ، الفصل الأول ، رقم :۴۹۱۲)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يكون برّ الوالدين بالإحسان إليهما بالقول اللين الدال على الرفق بهما والمحبة لهما ، وتجنب غليظ القول الموجب لنفرتهما ، وبمناداتهما بأحب الألفاظ إليهما كـ " يا أمي " و " يا أبي " وليقل لهما ما ينفعهما في أمر دينهما ودنياهما ويعلمهما ما يحتاجان إليه من أمور دينهما وليعاشرهما بالمعروف ، أي بكل ما عرف من الشرع جوازه . (۸/۶۹، برّ الوالدين ، بم يكون البرّ)

(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ:۱۴۹۹۳۸)

بالغ لڑکے کی تعلیم اور اس کا خرچ

مسئلہ (۲۲۶): بیٹے کے بالغ ہونے کے بعد، اس کے کھانے، کپڑے میں خرچ کرنا، اور اس کی تعلیم کے اخراجات برداشت کرنا، والد پر واجب نہیں، والد جو کچھ خرچ کرتا ہے، وہ تبرُّع کے قبیل سے ہے، لہٰذا لڑکے کے ملازم ہوجانے کے بعد والد کا اپنے خرچ کیے ہوئے پیسوں کا بدلہ کے طور پر مطالبہ کرنا جائز نہیں، البتہ ملازم لڑکے کا اخلاقی فریضہ ہوتا ہے کہ کل آمدنی والد کو پیش کرے، یا اپنی آمدنی کا ایک حصہ والد کو ملک بنا کر دے دے، اور ضروریات میں اُن کا تعاوُن کرے، نیز یہی حق والدہ کا بھی ہے، بلکہ والد سے کچھ زیادہ ہے، کہ لڑکا اُن کی ضروریات میں تعاون کرے، اور اُن کی مالی خدمت کرے، اور اگر والدین کے بجائے، بھائی نے پڑھائی میں تعاوُن کیا ہے، تو اسی طرح حسنِ سلوک اور مالی خدمت کا معاملہ، لڑکے کو اپنے اس بھائی کے ساتھ میں بھی کرنا چاہیے، جس کی کمائی اس کی تعلیم میں خرچ ہوئی ہے۔[۱] البتہ اگر ماں باپ نان ونفقہ کے محتاج ہوں، تو لڑکے پر فرضِ عین ہوجاتا ہے کہ اُن کی ضروریات پوری کرے۔[۲]

الحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " القرآن الكريم " : ﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾ . (سورة الرحمن :٦٠) . وقال تعالى : ﴿وأحسن كما أحسن الله إليك﴾ . (سورة القصص :٧٧)

ما في " سنن أبي داود " : عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " من صنع إليكم معروفاً فكافئوه ، فإن لم تجدوا ما تكافئوا به ، فادعوا له حتى تروا أنكم=

.....

.....

= قد كافأتموه" . (ص/۲۳۵ ، كتاب الزكاة ، باب عطية من سأل بالله)

(سنن النسائي : ۱/۲۷۶ ، كتاب الزكاة ، من سأل بالله)

ما في " عون المعبود " : قوله : " ومن صنع إليكم معروفاً " ؛ أي أحسن إليكم إحساناً قولياً أو فعلياً فكافئوه ؛ أي أحسنوا إليه مثل ما أحسن إليكم ، لقوله تعالى : ﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾. (سورة الرحمن :٦٠) . وقال تعالى : ﴿وأحسن كما أحسن الله إليك﴾ . (سورة القصص :٧٧) . (٥/٥٣ ، باب عطية من سأل بالله)

(٢) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين احسانا إما يبلغنّ عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما . واخفض لهما جناح الذلّ من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا﴾ . (سورة الإسراء : ٢٣ ،٢٤) . ﴿واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئًا وبالوالدين احسانا﴾ . (سورة النساء :٣٦) . ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حُسنًا﴾ . (سورة العنكبوت:٨) ﴿ووصّينا الانسان بوالديه احسانًا﴾ . (سورة أحقاف :١٥)

ما في " القرآن الكريم " : ﴿ووصّينا الانسان بوالديه حملته امه وهنًا على وهن وفصله في عامين ان اشكر لي ولوالديك اليّ المصير﴾ . (سورة لقمان :١٤)

ما في " أحكام القرآن للتهانوي " : قرن الله تعالى إلزام برّ الوالدين بعبادته وتوحيده ، وأمر به كما أمر بهما ، كما قرن بشكره في قوله : ﴿أن اشكر لي ولوالديك وإليّ المصير﴾ . وكفى بذلك دلالة على تعظيم حقهما ووجوب برهما ، والإحسان إليهما ، وقال تعالى : ﴿ولا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريمًا﴾ إلى آخر القصة .

(٢/٢٦٠ ، سورة النساء :٣٦)

ما في " مرقاة المفاتيح " : فانه دل على الاجتناب عن جميع الأقوال المحرمة والإتيان بجميع كرائم الأقوال والأفعال في التواضع والخدمة والإنفاق عليهما ثم الدعاء لهما في العاقبة . (٩/١٣٣ ، كتاب الآداب ، باب البر والصلة ، الفصل الأول ، رقم :٤٩١٢)

ما في " الموسوعة الفقهية " : يكون برّ الوالدين بالإحسان إليهما بالقول اللين الدال=

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

= على الرفق بهما والمحبة لهما ، وتجنب غليظ القول الموجب لنفرتهما ، وبمناداتهما بأحب الألفاظ إليهما كـ " يا أمي " و " يا أبي " وليقل لهما ما ينفعهما في أمر دينهما ودنياهما ويعلمهما ما يحتاجان إليه من أمور دينهما وليعاشرهما بالمعروف ، أي بكل ما عرف من الشرع جوازه ، فيطيعهما في فعل جميع ما يأمرانه به من واجب أو مندوب ، وفي ترك ما لا ضرر عليه في تركه . (٨/٦٩ ، برّ الوالدين ، بم يكون البرّ)

(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: ۱۴۹۸۹۱)

مصادر ومراجع

رقم	اسماء کتب	اسماء مصنفین ومؤلفین	مکتبہ/مطبع
کتب عقائد			
۱	القول المفید علی کتاب التوحید	دکتور محمد بن صالح العثیمین	دار ابن جوزی
۲	الابانۃ عن اصول الدیانۃ	امام ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری	دار ابن حزم
۳	الزواجر عن اقتراف الکبائر	علامہ ابن حجر ہیثمی	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز
۴	شرح العقیدۃ الطحاویۃ	جماعۃ من العلماء	دعوۃ الإسلامیۃ شباب الأزہر
قرآن کریم وکتب تفاسیر			
۵	القرآن الکریم	سورۃ البقرۃ/سورۃ آل عمران/سورۃ النساء/ سورۃ المائدۃ/سورۃ الانعام/سورۃ الاعراف /سورۃ التوبۃ/سورۃ ہود/سورۃ النحل/سورۃ الاسراء/سورۃ الکہف/سورۃ الحج/سورۃ المؤمنون/سورۃ النور/سورۃ الفرقان/سورۃ الشعراء/سورۃ النمل/سورۃ القصص/سورۃ العنکبوت/سورۃ لقمان/سورۃ الاحزاب/ سورۃ الزخرف/سورۃ الاحقاف/سورۃ الحجرات/سورۃ الرحمٰن/سورۃ المجادلۃ/سورۃ القلم/سورۃ المزمل/سورۃ الجن/سورۃ التکویر/ سورۃ القدر/سورۃ الماعون/سورۃ الکوثر	
۶	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین رازی شافعی	علوم اسلامیہ اردو بازار لاہور پاکستان
۷	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی	مکتبہ زکریا دیوبند
۸	روح المعانی	امام شہاب الدین سید محمد محمود آلوسی	مکتبہ زکریا دیوبند
۹	احکام القرآن	امام ابوبکر معروف بابن عربی	ریاض الحدیثیہ

۱۰	احکام القرآن	امام ابوبکر بن علی رازی جصاص	مکتبہ شیخ الہند دیوبند
۱۱	احکام القرآن	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	ادارۃ القرآن لاہور
۱۲	تفسیر القرطبی	امام ابوعبداللہ احمد انصاری قرطبی	دار عالم الکتب الریاض
۱۳	البحر المحیط	امام ابوحیان غرناطی اندلسی	دار الکتب العلمیۃ
۱۴	معارف القرآن	مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع	فرید بکڈپو دیوبند
۱۵	تفسیر النسفی	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۶	التفسیر المنیر	دکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ/ دار الفکر دمشق
۱۷	مختصر تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر دمشقی	دار القرآن الکریم دمشق
۱۸	تفسیر ابن کثیر مکمل	علامہ ابن کثیر دمشقی	.....
۱۹	تفسیر السمرقندی (بحر العلوم)	ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۰	بیان القرآن	حکیم الامت علامہ تھانوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ
۲۱	تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی وسیوطی	مؤسسۃ الریان بیروت
۲۲	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی	مکتبہ زکریا دیوبند
۲۳	حاشیۃ القونوی علی البیضاوی	امام عصام الدین اسماعیل بن محمد	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۴	تفسیر طبری	امام محمد بن جریر طبری	دار المعرفۃ بیروت
۲۵	تفسیر بیضاوی	ناصر الدین ابوالخیر	یاسر ندیم اینڈ کمپنی

کتب احادیث وشروح احادیث

۲۶	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	احیاء/ قدیمی/ ریاض/ قاہرہ
۲۷	صحیح مسلم	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری	احیاء/ قدیمی/ الجیل/ آفاق
۲۸	سنن ابی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	دار السلام/ بلال/ دار الکتاب
۲۹	سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی	احیاء/ بلال/ علمیہ/ سعید
۳۰	سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن بن شعیب بن علی	دار السلام/ عالم الکتب
۳۱	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ قزوینی	قدیمی/ أبو المعاطی

۳۲	مشکوۃ المصابیح	شیخ ولی الدین خطیب تبریزی بغدادی	قدیمی/مکتب اسلامی
۳۳	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل	دار الحدیث/مؤسسۃ قرطبہ
۳۴	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	احیاء التراث العربی بیروت
۳۵	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	بیروت/ دار الحرمین القاہرۃ
۳۶	المؤطا	امام دار الہجرۃ مالک بن انس	مکتبہ بلال دیوبند
۳۷	التمہید لما فی المؤطا من المعانی والأسانید	امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی	دار احیاء التراث العربی
۳۸	سنن دار قطنی	امام حافظ علی بن عمر	شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ
۳۹	نصب الرایہ	امام جمال الدین زیلعی حنفی	دار الایمان سہارنپور
۴۰	سنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۴۱	کنز العمال	علامہ علاء الدین علی متقی ہندی	دار الکتب العلمیۃ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۴۲	الجامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۴۳	جمع الجوامع	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۴۴	مجمع الزوائد	علامہ شیخ نور الدین ہیثمی	علمیہ/ دار الکتاب/ القدسی
۴۵	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۴۶	مصنف عبد الرزاق	حافظ ابوبکر عبد الرزاق ابن ہمام	منشورات المجلس العلمی
۴۷	مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	المجلس العلمی أفریقہ
۴۸	فتح الباری	علامہ ابن حجر عسقلانی	مطبع: السلفیۃ
۴۹	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین عینی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان
۵۰	فیض الباری	علامہ شیخ انور شاہ کشمیری	.....
۵۱	شرح النووی علی صحیح مسلم	امام ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف	مکتبہ بلال/ احیاء التراث
۵۲	موسوعۃ تکملۃ فتح الملہم	مفتی شبیر احمد عثمانی/ مفتی تقی عثمانی	احیاء التراث/ اشرفیہ دیوبند

۵۳	بذل المجہود	شیخ خلیل احمد سہارنپوری	دار البشائر الاسلامیۃ بیروت
۵۴	عون المعبود	ابوعبدالرحمٰن شرف الحق عظیم آبادی	بیت الأفکار الدولیۃ، اردن
۵۵	عارضۃ الاحوذی	امام ابن العربی مالکی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۵۶	شروح سنن ابن ماجہ	تحقیق رائد بن صبری ابن ابی علفہ	بیت الافکار الدولیۃ
۵۷	ہامش سنن نسائی	.....	.....
۵۸	مرقاۃ المفاتیح	علامہ شیخ ملا علی قاری حنفی	مکتبہ اشرفیہ/ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۵۹	شرح الطیبی	شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ	مکتبہ زکریا دیوبند
۶۰	التعلیق الصبیح	علامہ ادریس کاندھلوی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۶۱	أوجز المسالک	شیخ زکریا کاندھلوی	دار القلم دمشق
۶۲	اعلاء السنن	علامہ شیخ ظفر احمد عثمانی	دار الکتب العلمیۃ/ ادارۃ القرآن/ تالیفات اشرفیہ
۶۳	فیض القدیر	عبدالروف المناوی	دار المعرفۃ بیروت/نزار ریاض
۶۴	الجامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۶۵	التیسیر بشرح الجامع الصغیر	.....	.....
۶۶	سبل السلام شرح بلوغ المرام	علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی	دار الجیل بیروت
۶۷	إرواء الغلیل	شیخ محمد ناصر الدین البانی	مکتبہ اسلامیہ بیروت
۶۸	التلخیص الحبیر	امام ابن حجر	مؤسسۃ قرطبہ /شرکۃ الطباعۃ
۶۹	کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی عجلونی	احیاء التراث العربی

۷۰	المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع	علی بن سلطان الہروی القاری	مکتب المطبوعات الإسلامیۃ بیروت
۷۱	عمل الیوم واللیلۃ	حافظ ابوبکر احمد دینوری	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ
۷۲	الفوائد المجموعۃ	بحوالہ عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل	.....
۷۳	جمع الفوائد	محمد بن محمد بن سلیمان	ادارۃ القرآن کراچی
۷۴	شرح السنۃ	حسین بن مسعود البغوی	المکتب الاسلامی دمشق
۷۵	کتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی	دار الایمان سہارنفور
۷۶	الآداب	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۷۷	نصب الرایۃ	امام جلال الدین زیلعی	دار الایمان سہارنفور
۷۸	الأدب المفرد	امام بخاری	مکتبۃ السلفیۃ
۷۹	شرح الزرقانی	.....	.....
۸۰	حلیۃ الاولیاء	.....	.....

کتب فقہ وفتاویٰ عربی

۸۱	المبسوط	شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی	دار الکتب/ مطبعۃ السعادۃ
۸۲	تنویر الابصار مع الدر والرد	امام محمد بن عبداللہ التمر تاشی	دار الکتب العلمیۃ/ مکتبہ سعید کراچی
۸۳	الدر المختار مع الشامیۃ	علامہ شیخ علاء الدین حصکفی	دار الکتب العلمیۃ/ زکریا
۸۴	رد المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی	بیروت/ دیوبند/ نعمانیہ/ سعید
۸۵	بدائع الصنائع	ملک العلماء شیخ علاء الدین کاسانی	بیروت/ دیوبند
۸۶	کنز الدقائق مع البحر الرائق	امام ابوالبرکات نسفی	احیاء التراث العربی
۸۷	البحر الرائق	علامہ زین الدین (ابن نجیم حنفی)	دار الکتب بیروت/ مکتبہ سعید کراچی
۸۸	منحۃ الخالق علی البحر الرائق	محمد امین ابن عابدین شامی	بیروت ودیوبند
۸۹	تکملۃ البحر الرائق	محمد بن حسین الطوری	بیروت ودیوبند

۹۰	تبیین الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی	دار الکتب/سعید کراچی
۹۱	حاشیۃ الشلبی علی التبیین	شیخ شلبی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۹۲	النہر الفائق	امام سراج الدین ابن نجیم حنفی	دار الایمان سہارنپور
۹۳	الفتاوی الہندیۃ	شیخ نظام وجماعت علماء ہند	زکریا/رشیدیہ
۹۴	الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ	امام حافظ الدین محمد بن محمد (ابن بزاز)	مکتبہ زکریا دیوبند
۹۵	فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیۃ	فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی	زکریا/رشیدیہ
۹۶	فتاوی قاضی خان	فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی	مکتبہ حقانیہ
۹۷	فتح القدیر	کمال الدین معروف بابن ہمام	دار الکتب العلمیۃ/بولاق
۹۸	الاختیار لتعلیل المختار	علامہ شیخ ابن مودود موصلی حنفی	دار الارقم/العالمیۃ
۹۹	النتف فی الفتاویٰ	امام ابوالحسن علی بن حسین سغدی	دار الکتب العلمیۃ
۱۰۰	حاشیۃ الطحطاوی	احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی	شیخ الہند واشرفیہ
۱۰۱	مراقی الفلاح مع الحاشیۃ	حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۰۲	شرح الوقایۃ	صدر الشریعۃ عبداللہ بن مسعود	الکتب العلمیۃ/یاسر ندیم
۱۰۳	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن عبدالرشید بخاری	مکتبہ امجد اکیڈمی، بحوالہ فتاویٰ محمودیہ میرٹھ
۱۰۴	الفتاوی التاتارخانیہ	علامہ شیخ عالم بن علاء دہلوی ہندی	مکتبہ زکریا دیوبند
۱۰۵	المحیط البرہانی	علامہ محمود بن احمد بخاری	احیاء التراث/ڈابھیل
۱۰۶	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن بن محمد (شیخی زادہ)	دار الکتب العلمیۃ/مکتبہ فقیہ الامت
۱۰۷	ملتقی الابحر مع مجمع الانہر	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۰۸	الدر المنتقی شرح الملتقی مع مجمع الانہر	شیخ محمد بن علی معروف بالعلاء حصکفی	دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۰۹	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	امام عبدالرحمٰن بن معوض الجزیری	احیاء التراث
۱۱۰	الہدایہ شرح البدایہ	امام برہان الدین مرغینانی	قدیمی/ رشیدیہ دہلی
۱۱۱	حاشیۃ الہدایۃ	علامہ عبدالحی لکھنوی	یاسر یاندیم اینڈ کمپنی
۱۱۲	الہدایۃ مع فتح القدیر	امام برہان الدین مرغینانی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۱۳	العنایہ شرح الہدایہ مع فتح القدیر	امام اکمل الدین بابرتی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱۴	فتح القدیر	محقق ابن ہمام حنفی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱۵	نورالایضاح	فقیہ نبیل شیخ حسن بن علی شرنبلالی	یاسر ندیم اینڈ کمپنی
۱۱۶	المختصر القدوری	امام احمد بن محمد بغدادی قدوری	قدیمی
۱۱۷	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادالزبیدی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۱۸	اللباب فی شرح الکتاب	شیخ عبدالغنی الغنیمی المیدانی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۹	الفقہ الاسلامی وادلتہ	دکتور وہبہ زحیلی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۱۲۰	موسوعۃ الفقہ الاسلامی	عبدالحلیم	دارالوفاء المصورۃ
۱۲۱	الموسوعۃ الفقہیۃ	وزارۃ الاوقاف والشون الاسلامیہ	وزارۃ الاوقاف کویت
۱۲۲	غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک	علامہ محمد حسن شاہ مہاجر مکی	مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور
۱۲۳	منیۃ المصلی	شیخ محمد عبدالاحد	یاسر ندیم اینڈ کمپنی
۱۲۴	حلبی کبیر	علامہ شیخ ابراہیم حلبی	سہیل اکیڈمی لاہور
۱۲۵	(تحقیق) حاشیۃ فتاوی النوازل	سید یوسف احمد	دارالایمان سہارنفور
۱۲۶	تحفۃ الفقہاء	علامہ شیخ علاء الدین محمد سمرقندی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۲۷	مجمع البحرین	امام مظفرالدین (ابن ساعاتی حنفی)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۲۸	الألعاب الریاضیۃ	علی حسین امین یونس	دارالعفائس اردن
۱۲۹	المال الماخوذ ظلماً	طارق بن محمد خویطر	دارالشبیلیا ریاض
۱۳۰	الفتاوی الحدیثیۃ	ابن حجر ہیثمی مکی	داراحیاء التراث العربی
۱۳۱	المغنی	ابن قدامہ حنبلی	دارالمنار/ ریاض/ قاہرہ

۱۳۲	مغنی المحتاج شرح منہاج الطالبین	محمد بن احمد الشربینی شمس الدین	دار الفکر دمشق
۱۳۳	فقہ البیوع	شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی	مکتبہ معارف القرآن کراچی
۱۳۴	الفتاوی الوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیر الدین عبد الرشید الولوالجی	دار الایمان سہارنپور
۱۳۵	فتاوی دار العلوم علی الشبکۃ	دار العلوم اون لائن	دار العلوم اون لائن
۱۳۶	الفتاوی السراجیۃ	علی بن عثمان بن محمد سراج الدین الاوشی	رشیدیہ کوئٹہ
۱۳۷	فتاوی الشبکۃ الإسلامیۃ	إشراف: د-عبد اللہ الفقیہ	مکتبہ شاملہ
۱۳۸	مجموعۃ رسائل اللکنوی	علامہ عبد الحی لکھنوی	ادارۃ القرآن کراچی
۱۳۹	النتف فی الفتاوی	امام ابوالحسن علی بن حسین سغدی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۴۰	التبرک انواعہ واحکامہ	ناصر بن عبد الرحمٰن الجدیع	مکتبہ الرشد الریاض

کتب فقہ وفتاویٰ اردو

۱۴۱	فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود حسن گنگوہی	کراچی ومیرٹھ
۱۴۲	فتاویٰ قاسمیہ	مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۴۳	آپ کے مسائل اور ان کا حل	شہید مولانا محمد یوسف لدھیانوی	جدید ایڈیشن
۱۴۴	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	مفتی عزیز الرحمٰن	دار العلوم دیوبند/ زکریا
۱۴۵	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	مفتیان دار العلوم دیوبند	علی شبکۃ نیت
۱۴۶	احسن الفتاویٰ	علامہ مفتی رشید احمد پاکستانی	دار الاشاعت دیوبند
۱۴۷	فتاویٰ عثمانی	علامہ مفتی محمد تقی عثمانی	معارف القرآن کراچی
۱۴۸	کفایت المفتی	علامہ مفتی کفایت اللہ دہلوی	دار الاشاعت/ قدیمی
۱۴۹	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	دار العلوم کراچی
۱۵۰	امداد الفتاویٰ جدید	مطول حاشیہ از مفتی شبیر صاحب قاسمی	مکتبہ زکریا دیوبند
۱۵۱	امداد الاحکام	شیخ ظفر احمد عثمانی/ عبد الکریم گمتھلوی	مکتبہ زکریا دیوبند
۱۵۲	فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبد الرحیم لاجپوری	دار الاشاعت کراچی
۱۵۳	کتاب الفتاویٰ	شیخ خالد سیف اللہ رحمانی	نعیمیہ دیوبند/ زمزم کراچی

۱۵۴	حاشیہ کتاب الفتاویٰ	.....	.....
۱۵۵	فتاویٰ دار العلوم زکریا (افریقہ)	مفتی رضاء الحق صاحب	زمزم کراچی/بمبئی
۱۵۶	کتاب النوازل	مفتی محمد سلمان منصور پوری	مرکز نشر وتحقیق الباغ مراد آباد
۱۵۷	کتاب المسائل	مفتی محمد سلمان منصور پوری	مکتبہ اسماعیل دیوبند
۱۵۸	فتاویٰ دینیہ	مفتی اسماعیل کچھولوی	ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرس
۱۵۹	فتاویٰ فریدیہ	مفتی فرید صاحب	دار العلوم صدیقیہ زروبی، پاکستان
۱۶۰	فتاوی اشاعت العلوم اکل کوا	مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	غیر مطبوعہ
۱۶۱	نظام الفتاویٰ	فقیہ عصر مفتی نظام الدین	تاج کمپیوٹرس دیوبند
۱۶۲	منتخبات نظام الفتاویٰ	فقیہ عصر مفتی نظام الدین اعظمی	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
۱۶۳	چند اہم عصری مسائل	مفتی زین الاسلام قاسمی الہ آبادی	مکتبہ دار العلوم دیوبند
۱۶۴	المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ	شیخ مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	جامعہ اکل کوا
۱۶۵	محقق ومدلل جدید مسائل	شیخ مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	جامعہ اکل کوا
۱۶۶	نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا	ایفا پبلی کیشنز
۱۶۷	نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا	مفتی محمد انعام الحق	بیت العمار کراچی
۱۶۸	اعتکاف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا	مفتی محمد انعام الحق	بیت العمار کراچی
۱۶۹	زبدۃ المناسک	بحوالہ مسائل حج	بحوالہ مسائل حج
۱۷۰	حج وعمرہ موجودہ حالات کے پس منظر میں	ایفا پبلی کیشنز	ایفا پبلی کیشنز
۱۷۱	تجاویز ادارۃ المباحث الفقہیۃ	جمیعۃ علماء الہند	جمبوسر، بھروچ
۱۷۲	تجاویز اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا	۲۰۱۸ء	ایفا

۱۷۳	قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا	مفتی محمد انعام الحق	بیت العمار کراچی
۱۷۴	ارشاد المفتیین	مفتی حمید اللہ جان	مکتبۃ الحسن لاہور
۱۷۵	فتاویٰ علمائے ہند	مفتی انیس الرحمٰن قاسمی	منظمۃ السلام العالمیۃ بمبئی
۱۷۶	معین الفتاویٰ	مفتی محمود حسن ہزاروی اجمیری	جامعہ حسینیہ راندیر
۱۷۷	فقہی مسائل	از ماہنامہ ارمغان	ارمغان
۱۷۸	عید الاضحیٰ کے چند ضروری احکام	از ماہنامہ پیام عرفات	پیام عرفات

کتب اصول فقہ وقواعد فقہ

۱۷۹	الموافقات فی اصول الاحکام	امام ابو اسحاق شاطبی	دار المعرفۃ/ احیاء التراث
۱۸۰	الاشباہ والنظائر	امام سیوطی	.....
۱۸۱	الاشباہ والنظائر	علامہ زین الدین (ابن نجیم حنفی)	بیروت/ دیوبند
۱۸۲	ہامش الاشباہ [شرح الحموی]	علامہ شیخ احمد الحموی	مکتبہ فقیہ الامت دیوبند
۱۸۳	درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام	شیخ علی حیدر استنبول ترکی	دار الجیل بیروت
۱۸۴	شرح المجلۃ	سلیم رستم باز البنانی	احیاء التراث
۱۸۵	جمہرۃ القواعد الفقہیۃ	دکتور علی احمد الندوی	شرکۃ الراجحی المصرفیۃ
۱۸۶	المقاصد الشرعیہ	شیخ نور الدین الخادمی	دار اشبیلیا
۱۸۷	الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی	شیخ مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	مکتبہ یاسین بکڈپو
۱۸۸	شرح السیر الکبیر	امام محمد بن الحسن الشیبانی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۸۹	قواعد الفقہ	شیخ مفتی عمیم احسان مجددی برکتی	اشرفی بکڈپو دیوبند
۱۹۰	ہامش قواعد الفقہ	.....	.....
۱۹۱	القواعد الفقہیۃ	علی احمد ندوی	دار القلم دمشق
۱۹۲	القواعد الکلیۃ والضوابط الفقہیۃ	دکتور محمد عثمان شبیر	دار العفائس الاردن
۱۹۳	شرح القواعد الفقہیۃ	شیخ احمد بن محمد الزرقاء	دار القلم دمشق
۱۹۴	ترتیب اللآلی فی سلک الامالی	محمد بن سلیمان (ناظر زادہ)	مکتبۃ الرشد ریاض
۱۹۵	الحسامی	امام حسام الدین اخسیکسی	.....

کتب متفرقہ

۱۹۶	بریقۃ محمودیۃ	ابوسعید محمد بن محمد الخادمی	مصطفیٰ الحلبی
۱۹۷	احیاء علوم الدین	امام ابوحامد غزالی	مصطفیٰ الحلبی
۱۹۸	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد	علامہ ابن قیم جوزی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹۹	الطبقات الکبری	محمد ابن سعد ابوعبداللہ البصیری	دار صادر بیروت
۲۰۰	اقتضاء الصراط المستقیم	شیخ الاسلام ابن تیمیہ	دار عالم الکتب/ مطابع المجد
۲۰۱	المطالب العالیۃ	.....	.....
۲۰۲	منہاج المسلم	شیخ ابوبکر الجزائری	دار الغد الجدید
۲۰۳	جامع المہلکات	.....	.....
۲۰۴	وفاء الوفاء	.....	.....
۲۰۵	خلاصۃ الوفاء	.....	.....
۲۰۶	زاد الطالبین	.....	.....
۲۰۷	اغلاط العوام	حکیم الامت تھانوی	.....
۲۰۸	دین اسلام ڈاٹ کام	ویب سائٹ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	دین اسلام
۲۰۹	تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ	.....	.....
۲۱۰	شادی بیاہ کے اسلامی احکام	مفتی عبدالرؤف سکھروی	میمن اسلامک پبلیشرز کراچی
۲۱۱	اسلامی شادی	حکیم الامت تھانوی	.....
۲۱۲	موسوعۃ الصحابیات	.....	.....
۲۱۳	روضۃ الطالبین	یحی بن شرف ابی زکریا النووی	المکتب الاسلامی
۲۱۴	الاتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین سیوطی	قدیمی کتب خانہ/ دار الحدیث
۲۱۵	بلغۃ السالک	احمد الصاوی	دار الکتب العلمیۃ

کتب لغات

۲۱۶	کتاب التعریفات	علامہ سید شریف جرجانی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۱۷	مصباح اللغات	ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی	مکتبہ برہان دہلی
۲۱۸	فیروز اللغات	الحاج مولوی فیروز الدین	فیروز سنز لاہور
۲۱۹	معجم المصطلحات والالفاظ الفقہیۃ	.....	.....
۲۲۰	القاموس المحیط	مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی	مکتبہ حسینیہ دیوبند

تم بحمد اللہ

یاد داشت